

حکمت عالمین
ایک نظر میں

مدیر: ڈاکٹر فرخ ملاح

اس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ نہیں ہیں۔

۲۹۷۶۹۹۲۱

ف ۹۳

۶۸۷۱۳

۲۱

نام کتاب رحمتہ للعالمین۔ ایک نظر میں

مصنف ڈاکٹر فرخ ملک

تعداد گیارہ سو (سیکنڈ ایڈیشن)

پرینٹر عامر رحمان پرنٹرز

نسبت روڈ لاہور

2006

سال اشاعت

ملنے کا پتہ:

طاہرہ یاسمین

3/2 حمید نظامی (ٹیمپل روڈ) لاہور

cell:0321-4828572

پیش لفظ

میرے ایک بزرگ دوست چوہدری عاشق علی مرحوم تھے۔ ان کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ چوہدری صاحب ایک بہت با کردار شخصیت ہونے کے علاوہ درد دل رکھنے والے انسان تھے۔ میں نے انکو ہمیشہ سچی اور سیدھی بات کرنے والے بزرگ کی حیثیت سے دیکھا۔ ان کا ذکر میں نے تحریک کارکنان پاکستان (جھرو کے حصہ سوم) میں بھی کیا ہے۔ یہ وہی بزرگ شخصیت ہیں جب تحریک کارکنان پاکستان 25 دسمبر کو قائد اعظم کا یوم ولادت باغ جناح میں منایا کرتی تھی اور جس میں عموماً تین سو (300) کے قریب مہمان ہوتے تھے، تو چوہدری صاحب مرحوم ان کیلئے اتنا پھل منڈی سے بھیجتے تھے کہ سب کی تواضع کے بعد بھی کافی مقدار میں پھل بچ جاتا تھا۔ جو کہ بعد میں عام لوگوں میں بانٹ دیا جاتا تھا۔ کئی سالوں تک مجھے اس بات کا علم ہی نہیں ہوا کہ یہ پھل چوہدری صاحب منڈی سے بھیجتے تھے۔

چوہدری صاحب کی زندگی میں ان کے دو داماد فوت ہو گئے۔ چوہدری صاحب نے بیٹیوں اور ان کی اولادوں کو ایسے ہی پالا، پڑھایا، کاروبار کروائے جس طرح لوگ اپنی اچھی اولادوں کو کرواتے ہیں۔

چوہدری صاحب کے دو بیٹے ہیں..... حاجی نواز صاحب اور چوہدری شہباز

صاحب۔ ان میں حاجی نواز صاحب سے میری بہت قربتداری ہے۔ نواز صاحب بڑے پڑھے لکھے اور نیک دل انسان ہیں۔ حاجی نواز صاحب کے سرمیاں محمد ظریف جو کہ سابق سیکرٹری لاء تھے وہ بھی میرے دوست تھے۔ حاجی نواز صاحب کے دو بیٹے ہیں..... ابو بکر اور ڈاکٹر حسن۔ جن کی اکثر یہ خواہش ہوتی ہے کہ میں اس وقت آؤں جب ابو گھر پر نہ ہوں تاکہ ان دونوں بیٹوں سے جم کر محفل لگے۔ لہذا اب میری دوستی تین پشتوں کے ساتھ ہوگئی ہے۔

حاجی نواز صاحب ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے عیدی امین یوگنڈا کے زمانے میں ان بچوں کو جو اس نے لاہور برائے حصول اسلامی تعلیم بھیجے تھے۔ (جب عیدی امین کے خلاف سازشیں کامیاب ہو گئیں) اور ان بچوں کے اخراجات یوگنڈا سے آنے بند ہو گئے اور ہمارے دینی اور اسلامی اداروں نے ان بچوں کی بولنی بند کر دی، ہوشلوں سے انہیں نکال دیا گیا یہ بچے بے یار و مددگار ہو گئے۔ ان میں کافی بچوں کو مختلف جگہوں پر adjust کروانے والوں میں حاجی نواز صاحب کافی پیش پیش تھے۔ ایک دن میں حاجی محمد نواز صاحب کے پاس بیٹھا ہوا ان کے ایک ماہ میں قرآن حکیم پڑھانے کے طریقہ پر گفتگو کر رہا تھا۔ بات کچھ لمبی ہوگئی تو انہوں نے مجھے حضور سرور کائنات ﷺ اور ان کے زمانے کے واقعات، آپ ﷺ کی رشتہ داریاں اور وغیرہ وغیرہ کے متعلق کئی سالوں کی محنت کے بعد اکٹھی کی ہوئی شماریات اور معلومات دیکھائیں۔ جس پر میں عیش عیش کراٹھا اور میرے منہ سے ایک فقرہ نکلا نواز صاحب ماشا اللہ کیا بات ہے! مزہ آگیا!

میں نے ان سے استفسار کیا! میں اسے پھر دیکھ سکتا ہوں؟

انہوں نے کہا! جی ہاں

میں نے کہا! پڑھ سکتا ہوں۔

انہوں نے کہا! جی ہاں

میں نے کہا! اس کی کاپی کر کے اپنے پاس رکھ سکتا ہوں؟

انہوں نے کہا! جی ہاں

میں نے کہا! اس کو شائع کروا کے تقسیم کر سکتا ہوں۔

اس پر انہوں نے صرف جی ہاں ہی نہیں کہا بلکہ یہ بھی کہا کہ ملک صاحب میں

آپ کو انکار نہیں کر سکتا۔

میں یہ ساری فائل بغل میں دبا کر گاڑی میں بیٹھ کر خوشی خوشی گھر واپس

آ گیا۔ اس کے بعد ان کی دی ہوئی معلومات میں قدرے کافی اضافہ بھی کیا گیا ہے

جس کی information کیلئے مختلف کتابوں، نادر نسخہ جات سے استفادہ میں نے برخو

ددار محمد علی یوسف کے ذمہ یہ کام لگایا، جنہوں نے کئی مہینوں کی تگ و دو کے بعد یہ

معلومات اکٹھی کیں۔ میں ان سب حضرات کا جنہوں نے اس کام میں مجھے اپنی اراء

اور مشوروں سے نوازا، شکر یہ ادا کرتا ہوں۔

یہ کام ابھی ادھورا ہے اس میں مزید معلومات درکار ہیں اور میری یہ

درخواست ہے کہ جو اشخاص مزید معلومات فراہم کر سکیں، وہ مجھے کتاب کے پتہ پر بھجوا

دیں۔ تاکہ آئندہ اشاعت میں اُسے بھی شامل کر دیا جائے۔ اس کتاب کا کوئی ہدیہ نہیں

رکھا گیا ہے اور نہ ہی اسے چھپوانے کیلئے کسی سے کسی قسم کی کوئی مالی اعانت حاصل کی گئی

ہے۔ اور نہ ہی کرنیکا ارادہ ہے۔ اس نیک کام کا ثواب اللہ تعالیٰ میرے مرحوم والدین

اور بیٹی آمنہ کو پہنچائے۔

اس کتاب کے حقوق محفوظ نہیں ہیں۔ جو شخص چاہے اسکا حوالہ دیکر اسے

استعمال کر سکتا ہے۔

امیں!

آر ایس اکا خیر انڈرسٹ

ڈاکٹر فرخ ممد

فہرست

حصہ اول

رحمۃ العالمین ﷺ ایک نظر میں

صفحہ نمبر	باب	
1	نسب نامہ حضرت محمد ﷺ	☆
2	رسول اللہ ﷺ کا خاندان	☆
3	حضرت عبد اللہ کا ترکہ جو حضرت محمد ﷺ کو ملا	☆
4	رسول اللہ ﷺ کی رضاعی مائیں اور بہن بھائی	☆
5	قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی عمر شریف	☆
6	ایمان لانے والوں کے نام ترتیب وار	☆
7	مکہ کے رسول اللہ کے پڑوسی جو آپ ﷺ کو اذیت دیتے تھے	☆
8	حضرت محمد ﷺ پر تشدد کا ایک واقعہ اور تشدد کرنے والوں کا انجام	☆
9	ہجرت حبشہ	☆
10	مواخات مکہ المکرمہ	☆
11	وہ افراد جنہوں نے شعب ابی طالب کو پارہ پارہ کیا	☆
12	شب ہجرت حضور ﷺ کو ختم کرنے کے ارادے سے آئیوالے	☆

- 13 ☆ ہجرتِ نبوی سے قبل حضور ﷺ کے قتل کی سازش تیار کر نیوالے
- 14 ☆ شبِ ہجرت قتل کرنے کے ارادے سے آئیوالے
- 15 ☆ پہلے یثربی مسلمان اور قبیلہ خروج
- 16 ☆ بیعتِ عقبہ اولیٰ
- 17 ☆ سفرِ ہجرتِ نبوی
- 18 ☆ شاہراہِ ہجرت
- 19 ☆ ازواجِ مطہرات
- 20 ☆ اولادِ مبارک
- 21 ☆ رسول اللہ ﷺ کے داماد، نواسے اور نواسیاں
- 23 ☆ عشرہ مبشرہ
- 24 ☆ عہد رسالت ﷺ میں مساجد مدینہ منورہ
- 25 ☆ موزنینِ نبوی ﷺ
- 26 ☆ قاصدینِ سرورِ کونین ﷺ
- 27 ☆ مصلینِ عہد رسالت ﷺ
- 30 ☆ پہریدارانِ رسالت ﷺ
- 31 ☆ شعرائے کرام دربارِ رسالت ﷺ
- 32 ☆ اسلحہ نبوی ﷺ

- | | | |
|----|---|---|
| 34 | سواری کے جانور | ☆ |
| 35 | مختلف امور بجالانے والا عملہ | ☆ |
| 36 | عمالِ نبوی ﷺ | ☆ |
| 37 | نقیبانِ رسالت ﷺ | ☆ |
| 38 | مدینہ میں ناسین | ☆ |
| 39 | حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام | ☆ |
| 41 | کاتبانِ وحی | ☆ |
| 42 | حضور ﷺ کے محافظ | ☆ |
| 43 | وہ لوگ جن کی شکل و صورت حضور ﷺ سے ملتی تھی | ☆ |
| 44 | مفتیانِ عہدِ رسالت ﷺ | ☆ |
| 45 | مدینہ منورہ کے مختلف نام | ☆ |
| 46 | مسجدِ نبوی ﷺ | ☆ |
| 48 | جنت البقیع | ☆ |
| 48 | ہجرتِ نبوی ﷺ کے بعد مدینہ منورہ میں سب سے پہلے پیدا ہونے والے بچے | ☆ |
| 49 | ہجرتِ نبوی ﷺ کے بعد وفات پانے والے صحابہ کرام | ☆ |
| 49 | مواخاتِ مدینہ | ☆ |

- 52 مشہور منافقینِ مدینہ ☆
- 52 رسول اللہ ﷺ کے پسندیدہ کھانے ☆
- 53 وفودِ جو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ☆
- 55 نامِ غزواتِ نبوی ﷺ ☆
- 56 وہ غزوات جن میں کفار سے جنگ ہوئی ☆

غزوات و سرایا نبوی ﷺ

- 57 1. سریہ حضرت حمزہؓ رمضان 1 ہجری
- 58 2. سریہ عبیدہؓ بن حارث شوال 1 ہجری
- 59 3. سریہ سعدؓ بن ابی وقاص ذی القعدہ 1 ہجری
- 60 4. غزوہ ابوالودان صفر 1 یا 2 ہجری
- 61 5. غزوہ صفوان / بدالاولیٰ ربیع الاول 2 ہجری
- 62 6. غزوہ بواط ربیع الاول / ربیع الثانی 2 ہجری
- 63 7. غزوہ ذی العشیرہ جمادی الاول / جمادی الثانی 2 ہجری
- 64 8. سریہ عبداللہؓ بن جحش رجب 2 ہجری
- 65 9. غزوہ بنی سلیم رمضان 2 ہجری

66	رمضان 2 ہجری	10. غزوہ بدر
80		11. مہم عصماء
80		12. مہم سالم بن عمیر
81		13. غزوہ السفرع
82	شوال 2 ہجری	14. محاصرہ بنو قینقاع
83	ذی الحجہ 2 ہجری	15. غزوہ سولق
84	محرم 3 ہجری	16. وادی عرنہ کی مہم
85	محرم اربع الاول 3 ہجری	17. غزوہ ذی امر اعطفان
86	ربیع الاخر 3 ہجری	18. غزوہ بحران
87	جمادی الاخر 3 ہجری	19. سریہ زید بن حارث
88	شوال 3 ہجری	20. غزوہ احد
91	3 ہجری	21. غزوہ حمرہ الاسد
92	محرم 4 ہجری	22. سریہ ابوسلمہ
93	محرم 4 ہجری	23. مہم عبداللہ بن انیس
94	صفر 4 ہجری	24. المیہ بئر معونہ
95	صفر 4 ہجری	25. حادثہ ریح
96	ربیع الاول 4 ہجری	26. غزوہ بنو نضیر

97	جمادی الثانی 4 ہجری	27. غزوہ ذات الرقاع
98	ربیع الاخر یا جمادی الاول 4 ہجری	28. غزوہ نجد
99	شعبان 4 ہجری	29. غزوہ بدر الصغری
100	ربیع الاول 5 ہجری	30. غزوہ دو ممتہ الجندل
101	شعبان 5 ہجری	31. غزوہ مرسیع / بنی مصطلق
102	شوال 5 ہجری	32. غزوہ احزاب
104	ذیقعدہ 5 ہجری	33. غزوہ بنو قریظہ
105	5 ہجری	34. مہم سلام بن ابی الحقیق
106	محرم 6 ہجری	35. سریہ محمد بن مسلمہ
107	ربیع الاول / جمادی الاول 6 ہجری	36. غزوہ بنو لحيان
108	ربیع الاول 6 ہجری	37. سریہ عکاشہ
109	ربیع الاول / الاخر 6 ہجری	38. سریہ ذوالقصد اول
110	ربیع الاخر 6 ہجری	39. سریہ ذوالقصد دوم
111	6 ہجری	40. سریہ علی بن ابی طالب
112	6 ہجری	41. سریہ زید بن حارث
113	6 ہجری	42. سریہ زید بن حارث الی العیص

114	6 ہجری	43. سریہ زید بن حارثہ الی الطرق
115	جمادی الاخرہ 6 ہجری	44. سریہ زید بن حارثہ الی الحسمی
116	شوال 6 ہجری	45. سریہ کرز بن جابر الی عرینہ
117	6 ہجری	46. صلح حدیبیہ
118	محرم 7 ہجری	47. غزوہ خیبر
120	7 ہجری	48. غزوہ وادی القری
121	7 ہجری	49. خبر تہاء
121	7 ہجری	50. سریہ حضرت ابوبکرؓ
122	شعبان 7 ہجری	51. سریہ حضرت عمرؓ بن الخطاب
123	شعبان 7 ہجری	52. سریہ بشیر بن سعد
124	رمضان 7 ہجری	53. سریہ غالبؓ بن عبد اللہ
125	7 ہجری	54. سریہ بشیر بن سعد
126	شوال 7 ہجری	55. عمرۃ القصاء
126	ذی الحجہ 7 ہجری	56. سریہ ابن ابی العوجاء
127	صفر 8 ہجری	57. سریہ غالبؓ بن عبد اللہ
128	صفر 8 ہجری	58. سریہ غالبؓ بن عبد اللہ
129	ربیع الاول 8 ہجری	59. سریہ شجاع بن وہب

130	8 ہجری	60. سریہ ذات اطلاق
131	جمادی الاول 8 ہجری	61. سریہ موتہ
133	رجب 8 ہجری	62. سریہ خبط الی جہینہ
134	شعبان 8 ہجری	63. سریہ ابوقنادہ الی نخج
135	رمضان 8 ہجری	64. سریہ ابی قتادہ الی بطن اضم
136		65. سریہ ابی حدرد الی الغابہ
137	رمضان 8 ہجری	66. فتح مکہ
138	شوال 8 ہجری	67. سریہ خالد بن ولید
139	8 ہجری	68. غزوہ حنین
140	8 ہجری	69. غزوہ طائف
141	محرم 9 ہجری	70. سریہ عینیہ بن حصن الفراری
142	صفر 9 ہجری	71. سریہ قطبہ بن عامر
143	9 ہجری	72. سریہ ضحاک بن سفیان
144	ربیع الاخر 9 ہجری	73. سریہ علقمہ بن مجزز
145	ربیع الاخر 9 ہجری	74. سریہ علی بن ابی طالب
146	رجب 9 ہجری	75. غزوہ تبوک
147	9 ہجری	76. سریہ خالد بن ولید

حصہ دوم

حضرت یعقوبؑ..... ایک نظر میں

149

☆ حضرت یعقوبؑ..... ایک نظر میں

حصہ سوم

حضور ﷺ کا دوسری الہامی کتب میں ذکر

166

☆ عہد نامہ قدیم میں پیشینگوئیاں

168

☆ عہد نامہ جدید میں موجود بشارتیں

169

☆ بدھ مت کی مذہبی تحریروں میں پیشینگوئی

170

☆ پارسی مذہبی کتاب میں پیشینگوئی

171

☆ ہندوؤں کی ویدوں میں موجود بشارتیں

حصہ چہارم

209 ☆ کردار کشی (Character Assassination)

نسب نامہ حضرت محمد ﷺ

محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب (عامر) بن ہاشم (عمرو) بن عبد الحاف
 (مخیرہ) بن قصی (زید یا یدید) بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن
 فہر (لقب قریش) بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن
 نزار بن معد بن عدنان بن اد بن اود بن الیسع بن الہبیسع بن سلامان بن نبت بن حمل بن
 قیدار بن اسمعیل بن ابراہیم بن ازربن ناحور بن سروج بن رعو بن فالج بن عبیر بن صالح
 بن ارفخشذ بن سام بن نوح بن لا مک بن متعشالچ بن اخنوع بن یارد بن نہلائیل بن
 قبنان بن انس بن شیت بن آدم

رسول اللہ ﷺ کا خاندان

حضرت عبدالمطلب کی اولاد

دادا	والد	والدہ	چچا	پھوپھیاں	نانا
حضرت عبدالمطلب	حضرت عبداللہ	حضرت آمنہ	حارث	ام الحکیم (بیضاوی)	حضرت وہب بن عبدمناف
			زبیر	برہ	
			ابوطالب	عاتکہ	
			حمزہ	صفیہ	
			ابولہب	امیمہ	
			مقوم	اروی	
			غیداق		
			عباس		
			ضرار		

۲۔ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب

قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی عمر شریف

نزول قرآن کی ابتدا:

10 اگست 610ء 21 رمضان المبارک بروز دوشنبہ

عمر شریف

40 سال 6 ماہ 12 دن	قمری حساب سے	(۱)
39 سال 3 ماہ 22 دن	شمسی حساب سے	(۲)

ایمان لانے والوں کے نام ترتیب وار

- | | |
|----------------------------|-------------------------------|
| 1. حضرت خدیجہؓ | 2. حضرت ابوبکر صدیقؓ |
| 3. حضرت علیؓ | 4. حضرت زید بن حارثہؓ |
| 5. حضرت بلالؓ | 6. حضرت عثمان غنیؓ |
| 7. حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف | 8. حضرت طلحہؓ بن عبید |
| 9. حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح | 10. حضرت ابوسلمہؓ بن عبدالاسد |
| 11. حضرت ارقمؓ بن ابی ارقم | 12. حضرت عثمانؓ بن مطعون |

السابقون الاولون

- | | |
|--------------------------------|----------------------------|
| 1. حضرت عبیدہؓ بن حارث | 2. حضرت سعیدؓ بن زید |
| 3. حضرت فاطمہؓ بن خطاب | 4. حضرت اسماءؓ بنت ابوبکرؓ |
| 5. حضرت عائشہؓ بنت ابوبکرؓ | 6. حضرت جنابؓ بن الارت |
| 7. حضرت عمیرؓ بن ابی وقاص | 8. حضرت عبداللہؓ بن مسعود |
| 9. حضرت مسعودؓ بن القاری | 10. حضرت سلیطؓ بن عمر |
| 11. حضرت حاطبؓ بن عمر | 12. حضرت عیاشؓ بن ربیعہ |
| 13. حضرت اسماءؓ زوجہ حضرت عیاش | 14. حضرت خنیسؓ بن خزائمہ |

15. حضرت عامر بن ربیعہ
16. حضرت عبداللہ بن جحش
17. حضرت ابواحمد بن جحش
18. حضرت جعفر بن ابی طالب
19. حضرت اسماء بنت عمیس زوجہ حضرت جعفر بن ابی طالب
20. حضرت حاطب بن الحارث
21. حضرت قدامہ بن مظعون
22. حضرت عبداللہ بن مظعون

مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پڑوسی جو آپ کو اذیت دیتے تھے

- (۱) ابولہب (گھربالکل متصل تھا)
- (۲) حکم بن ابی العاص بن امیہ (مسلمان ہو گئے)
- (۳) عقبہ بن ابی معیط
- (۴) غدی بن حمران ثقفی
- (۵) ابن الاصد وھذلی

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تشدد کا ایک واقعہ اور تشدد کرنے والوں

کا عبرت ناک انجام

- (۱) ابو جہل
- (۲) عقبہ بن ربیعہ
- (۳) شیبہ بن ربیعہ
- (۴) ولید بن عقبہ
- (۵) امیہ بن خلف
- (۶) عقبہ بن ابی معیط
- (۷) عمارہ بن ولید

یہ ساتوں کفار ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ایک دن کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ تو آپس میں مشورہ کر کے حضور کی گردن پر سجدے کی حالت میں اونٹ کی اوجھڑی رکھ دی۔ تاکہ آپ ﷺ کا دم گھٹ جائے۔ حضرت فاطمہؑ نے آکر یہ اوجھڑی دور پھینکی۔ اوجھڑی لانے والا عقبہ بن ابی معیط تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی ”یا اللہ ان سے سمجھ لے“

روزِ بدر ساتوں مسلمانوں کے ہاتوں مارے گئے اور کنوئیں میں اکٹھے ڈالے گئے۔

ہجرت حبشہ (اول) رجب ۵ھ نبوی / ۶:۵ء

تعداد = ۱۲ / ۱۱ مرد + ۲ خواتین = ۱۶ / ۱۱۵ افراد

- (۱) حضرت عثمانؓ بن عفان سالارِ قافلہ (۲) حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ
- (۳) حضرت زبیر بن العوام (۴) حضرت مصعبؓ بن عمیر
- (۵) حضرت عبدالرحمن بن عوف (۶) حضرت ابوسلمہؓ بن عبدالاسد
- (۷) حضرت عثمان بن غطعون جمعی (۸) حضرت عامرؓ بن ربیعہ
- (۹) حضرت ابوسیرہؓ بن ابی اہم یا حضرت حاطبؓ بن عمرو
- (۱۰) حضرت سہیلؓ بن بیضاء (۱۱) حضرت عبداللہ بن مسعود
- (۱۲) (۱) حضرت رقیہؓ بنت محمد ﷺ زوجہ عثمان بن عفان
- (۱۳) (۲) حضرت سہیلہؓ بنت سہیل بن عمرو زوجہ ابو حذیفہؓ بن عتبہ
- (۱۴) (۳) حضرت ام سلمہؓ بنت ابی امیہ زوجہ ابوسلمہؓ بن عبدالاسد
- (۱۵) (۴) حضرت لیلہؓ بنت ابی حثمہ زوجہ عامرؓ بن ربیعہ
- (۱۶) (۵) حضرت ام ایمنؓ

مواخات مکتہ المکرمہ

- (۱) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم..... حضرت علی بن ابی طالب
- (۲) حضرت ابوبکر صدیقؓ..... حضرت عمر فارقؓ
- (۳) حضرت عثمان بن عفان..... حضرت عبدالرحمن بن عوف
- (۴) حضرت حمزہ بن عبدالمطلب..... حضرت زید بن حارثہؓ
- (۵) حضرت زبیر بن العوام..... حضرت ابن مسعودؓ
- (۶) حضرت عبیدہ بن الحارث..... حضرت بلالؓ
- (۷) حضرت مصعب بن عمیر..... حضرت سحر بن ابی وقاص
- (۸) حضرت ابو عبیدہ بن جراح..... حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ
- (۹) حضرت سعد بن ابی زید..... حضرت طلحہ بن عبید اللہ

وہ افراد جنہوں نے صحیفہ محاصرین (وہ دستاویز جس کے ذریعے مسلمانوں

کا معاشی بائیکاٹ کیا) شعب ابی طالب کو پارہ پارہ کیا۔

۱۔ ہشام بن عمرو بن حارث (اس کی ابتدا کی مشرف بہ اسلام ہوئے)

۲۔ زبیر بن ابی امیہ (مشرف بہ اسلام ہوئے)

۳۔ مطعم بن عسری

۴۔ ابوالبختری بن ہشام

۵۔ زرعد بن الاسود

۶۔ عسری بن قیس (مشرف بہ اسلام ہوئے)

۷۔ سہیل بن بیضاء (مشرف بہ اسلام ہوئے)

شب ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ختم کرنے کے ارادے سے

کا شانہ رسالت پر حملہ کرنے والے

۱۔ الحکم بن العاص

۲۔ عقبہ بن ابی معیط

۳۔ نضر بن حارث

۴۔ امیہ بن خلف

۵۔ زمعہ بن اسود

۶۔ ابوالہیشم

۷۔ ابو جہل

ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل حضور نبی اکرم ﷺ کو قتل

کرنے کی تجویز پیش کرنے کے موقع پر اکٹھے ہونے والے کفار مکہ

نام	قبیلہ
۱۔ ابو جہل بن ہشام	بنی مخزوم
۲۔ امیہ بن خلف	بنی جمح
۳۔ ابوسفیان بن حرب	بنی شمس
۴۔ عتبہ بن ربیعہ	بنی شمس
۵۔ شیبہ بن ربیعہ	بنی شمس
۶۔ طعیمہ بن عسری	بنو نوفل بن عبدمناف
۷۔ جبیر بن مطعم	بنو نوفل بن عبدمناف
۸۔ حرث بن عامر بن نوفل	بنو نوفل بن عبدمناف
۹۔ نصر بن حارث بن کلدہ	بنی عبدالدار بن قصی
۱۰۔ ابوالبختری بن ہشام	بنی اسد بن عبدالغری
۱۱۔ زمعہ بن اسود بن مطلب	بنی اسد بن عبدالغری
۱۲۔ حکیم بن حزام	بنی اسد بن عبدالغری
۱۳۔ منبہیہ بن حجاج	بنی سہم
۱۴۔ سنبہ بن حجاج	بنی سہم

شب ہجرت صفر ۱۲ نبوی۔ ستمبر 622ء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
مکان کا گھیراؤ کر کے آپ کو قتل کرنے کے ارادے سے آنے والے

نمبر شمار	نام
۱۔	ابو جہل (عمرو) بن ہشام
۲۔	حکم بن عاص
۳۔	عقبہ بن ابی معیط
۴۔	نضر بن حارث
۵۔	امیہ بن خلف
۶۔	زمعہ بن الاسود
۷۔	طعیمہ بن عدی
۸۔	ابولہب
۹۔	ابی بن خلف
۱۰۔	بنیہ بن الحجاج
۱۱۔	منبہ بن الحجاج

پہلے یثربی مسلمان (تعداد=۶) منیٰ کی گھاٹی میں ایمان لائے اور سب کا

تعلق خزرج کے مختلف قبیلوں سے تھا۔

قبیلہ	نام	نمبر شمار
بنی بخار	حضرت اسعدؓ بن زرارہ	۱۔
بنی بخار	حضرت عوفؓ بن حارث بن رفاعہ (ابن عفراء)	۲۔
بنی زریق	حضرت رافعؓ بن مالک بن عجلان	۳۔
بنی سلمہ	حضرت قطبہؓ بن عامر بن حدیدہ	۴۔
بنی حرام بن کعب	حضرت عقبہؓ بن عامر بن نابی	۵۔
بنی عبید بن غنم	حضرت حارثؓ بن عبداللہ بن رما ب	۶۔

بیعت عقبہ اولیٰ ذی الحجہ سنہ 12 نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمطابق

جولائی 621ء بمقام منیٰ (مکہ المکرمہ) کل 12 افراد جن میں سے

5 پچھلے برس بھی حضور ﷺ سے مل کر ایمان لائے تھے۔

پچھلے سال بھی آنے والے افراد

نمبر شمار	نام	قبیلہ	شاخ
۱-	حضرت اسعد بن زرارہ	خزرج	بنی بخار
۲-	حضرت عوف بن رفاعہ (ابن عفراء)	خزرج	بنی بخار
۳-	حضرت رافع بن مالک بن عجلان	خزرج	بنی زریق
۴-	حضرت قطبہ بن عامر بن حدیدہ	خزرج	بنی سلمہ
۵-	حضرت عقبہ بن عامر نابی	خزرج	بنی طرم بن کعب

پہلی دفعہ آنے والے افراد

۶-	حضرت معاذ بن الحارث ابن عفراء	خزرج	بنی بخار
۷-	حضرت ذکوان بن عبد القیس	خزرج	بنی زریق
۸-	حضرت عبادہ بن صامت	خزرج	بنی غنم
۹-	حضرت یزید بن ثعلبہ	خزرج	بنی غنم کے حلیف
۱۰-	حضرت عباس بن عبادہ بن نصلہ	خزرج	بنی سالم
۱۱-	حضرت ابوالہیثم بن التہان	اوس	بنی عبدالاسہل

۱۲۔ حضرت عویم بن ساعدہ اوس بن عمرو بن عوف

سفر ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آغاز سفر از مکة المکرمہ:

۲۷ صفر ۱۲ سنہ نبوی، درمیانی شب 13-12 دسمبر 622ء، بروز جمعہ

قیام غازتور:

۲۷، ۲۸، ۲۹ صفر ۱۲ نبوی

13، 14، 15 تمبر 622ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار

آمد مدینہ المنورہ:

۱۲ ربیع الاول ۱۲ نبوی

شاہراہ ہجرت

مکہ..... زیرین عسفان..... زیرین انج..... قدید..... احرار..... ثنیۃ
 المرۃ..... لقف..... بیابان لقف..... بیابان مجاح..... مجاح..... ذوالخضوین
 وادی ذی کثر..... جداجد..... اجرد..... بیابان تعہن..... وادی
 وسلم..... عباہید..... فاجہ..... عرج..... رکوبہ..... ثنیۃ العار..... وادی
 رجم..... قبا

ہجرت مدینۃ المنورہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ پہنچنے کے بعد اہل بیعت کے مندرجہ
ذیل افراد حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ کے ہمراہ مدینہ آئے۔ آل ابی بکرؓ بھی ساتھ تھے۔

۱۔ ام المؤمنین حضرت سودہؓ

۲۔ حضرت فاطمہ زہراؓ

۳۔ حضرت ام کلثومؓ

۴۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ

۵۔ حضرت ام ایمنؓ

۶۔ حضرت عائشہؓ۔ (آل ابوبکرؓ میں تھیں)

☆ حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوالعاصؓ کے
 پاس رہ گئیں۔ حضرت ابوالعاصؓ جو ابھی ایمان نہ لائے تھے نے آنے نہیں دیا۔ وہ

جنگ بدر کے بعد تشریف لاسکیں۔

ازواج مطہرات (رسول اللہ ﷺ کی بیویاں)

نمبر شمار	نام
۱۔	حضرت خدیجہ بنت خویلد
۲۔	حضرت سودہ بنت زمعہ
۳۔	حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر
۴۔	حضرت حفصہ بنت عمر
۵۔	حضرت زینب بنت خزیمہ
۶۔	حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ
۷۔	حضرت جویریہ بنت حارث
۸۔	حضرت زینب بنت جحش
۹۔	حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان
۱۰۔	حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب
۱۱۔	حضرت میمونہ بنت حارث
۱۲۔	حضرت ماریہ قبطیہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں حضرت خدیجہؓ اور حضرت

زینبؓ بنت خزیمہ کا انتقال ہو گیا تھا حضور ﷺ کے وصال کے وقت باقی امہات

اولادِ مبارک (صاحبزادے اور صاحبزادیاں)

صاحبزادے جن کا انتقال چھوٹی عمر میں حضورؐ کی زندگی ہی میں ہوا

والدہ

- ۱۔ حضرت ابراہیم
 - ۲۔ حضرت طاہرؑ۔ حضرت طیبؑ۔ حضرت عبداللہ
 - ۳۔ حضرت قاسم
- حضرت ماریہؑ قبلیہ
حضرت خدیجہؑ
حضرت خدیجہؑ

چار صاحبزادیاں..... حضورؐ کے وصال کے وقت صرف حضرت فاطمہؑ زندہ تھی

- ۱۔ سیدہ زینبؑ
 - ۲۔ سیدہ رقیہؑ
 - ۳۔ سیدہ ام کلثوم
 - ۴۔ سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہرا
- حضرت خدیجہؑ
حضرت خدیجہؑ
حضرت خدیجہؑ
حضرت خدیجہؑ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد۔ نواسے۔ نواسیاں

نام = حضرت زینب بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خاوند = حضرت ابوالعاص بن ربیع بن عبد الغری بن عبد شمس بن عبد مناف
اولاد = ایک فرزند۔ ایک بیٹی
فرزند = حضرت علی بن ابوالعاص
بیٹی = حضرت امامہ بنت حضرت زینب و حضرت ابوالعاص

نام = حضرت رقیہ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خاوند = حضرت عثمان بن عفان
اولاد = ایک فرزند
فرزند = حضرت عبداللہ بن عثمان

نام = حضرت ام کلثوم بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خاوند = حضرت عثمان بن عفان
اولاد = کوئی نہیں تھی۔

نام = حضرت فاطمہؑ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خاوند = حضرت علیؑ بن ابی طالب

اولاد = تین فرزند۔ دو بیٹیاں

فرزند = حضرت حسنؑ۔ حضرت حسینؑ۔ حضرت محسنؑ

بیٹیاں = حضرت ام کلثومؑ بنت فاطمہ الزہراء۔ حضرت زینبؑ بنت فاطمہ الزہراء،

نوٹ = حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ الزہراء کا پہلا نکاح حضرت عمر فارقؓ سے ہوا؟

عشرہ مبشرہؓ

وہ دس صحابیؓ جن کو ایک مرتبہ جنت کی بشارت دی گئی

- ۱۔ حضرت ابوبکرؓ
- ۲۔ حضرت عمر فاروقؓ
- ۳۔ حضرت عثمان غنیؓ
- ۴۔ حضرت علی المرتضیٰؓ
- ۵۔ حضرت زبیر بن العوامؓ
- ۶۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ
- ۷۔ حضرت سعید بن زیدؓ
- ۸۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ
- ۹۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ
- ۱۰۔ حضرت عبیدہ بن جراحؓ

عہد رسالت میں مساجد مدینہ منورہ

۱۔ مسجد نبوی

۲۔ مسجد بنو عمرو

۳۔ مسجد بنو ساعدہ

۴۔ مسجد بنو عبید

۵۔ مسجد بنو زریق

۶۔ مسجد بنو سلمہ

۷۔ مسجد بنو عفار

۸۔ مسجد بنو اسلم

۹۔ مسجد بنو جہینہ

۱۰۔ مسجد بنو بیاضہ

موزنین نبوی ﷺ

مدینۃ المنورہ

۱۔ حضرت بلال بن رباح ۲۔ حضرت عمرو بن ام مکتوم قرشی العاریؓ (نابینا)

قباء

۳۔ حضرت سعد القراءؓ

مکہ معظمہ

۴۔ حضرت ابو محمد ولیدہ اوس بن مغیرہ بن نجیحؓ

نوٹ: حضرت سفینہ ابو عبد الرحمنؓ اور حضرت رباح بن اسود کا نام بھی موزنین میں آتا ہے یہ دونوں صحابیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔

قاصدین سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم

اسماء گرامی	کن کی طرف بھیجا گیا
۱- حضرت عثمان بن عفانؓ	قریش مکہ کی طرف
۲- حضرت وحیہ بن خلیفہ کلبیؓ	ہرقل قیصر روم
۳- حضرت حاطب بن ابی بلتعہ النخعیؓ	مقوقش شاہ مصر
۴- حضرت عمرو بن امیہ القمریؓ	نجاشی شاہ حبش
۵- حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمیؓ	خسرو پرویز شاہ ایران
۶- حضرت شجاع بن وہب الاسدیؓ	حارث ابی شمر شاہ غسان
۷- حضرت سلیط بن عمروؓ	ہوزہ بن علی او ثمامہ بن اثال
۸- حضرت عمرو بن العاص السہمیؓ	جیفر بن الجندی اور عبد ابن
	الجندی الازدی رئیسان عمان
۹- حضرت علاء بن الحفریؓ	منذر بن سادی حاکم بحرین
۱۰- حضرت مہاجر بن ابی امیہ مخزومیؓ	حارث بن کلال حمیری
۱۱- حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ	یمن
۱۲- حضرت معاذ بن جبلؓ	یمن
۱۳- حضرت جریر بن عبداللہ الجلبیؓ	ذوالکلاع اطمیری
۱۴- حضرت عیاش بن ربیعہ المخزومیؓ	حارث سروع اور نعیم بن عبد
	الکلال

مصلین عہد رسالت ﷺ

جن کو مختلف قبائل اور علاقوں کے انتظام پر مقرر فرمایا گیا۔ جو جزیہ، صدقات اور زکوٰۃ اکٹھے کرتے تھے:

اسمائے گرامی	قبائل و علاقے
۱۔ حضرت صفوان بن صفوانؓ	بنو عمرو
۲۔ حضرت عدی بن حاتمؓ	بنو طے، بنو اسد
۳۔ حضرت عمر فاروقؓ	مدینہ منورہ
۴۔ حضرت ابو جہم بن حذیفہؓ	بنو لیث
۵۔ حضرت بریدہ بن حبیبؓ	بنو عقار و اسلم
۶۔ حضرت عباد بن بشرؓ	بنو سلیم و عزیزہ
۷۔ حضرت ضحاک بن سفیانؓ	بنو کلاب
۸۔ حضرت رافع بن مکیتؓ	بنو جہینہ
۹۔ حضرت قیس بن عاصمؓ	بنو سعد (تمیم)
۱۰۔ حضرت عمرو بن العاصؓ	بنو فزارہ
۱۱۔ حضرت بسر بن سفیانؓ	(بسر سفیان) بنو کعب
۱۲۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ	شجران
۱۳۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ	خیبر

حضرت زیاد بن لبیدؓ	۱۳-	حضرت موت
حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ	۱۵-	یمن (آرب)
حضرت عمرو بن سعید بن العاصؓ	۱۶-	یتما
حضرت ابان بن سعیدؓ	۱۷-	بحرین
حضرت عبداللہ بن لیثؓ	۱۸-	بنو ذبیان
حضرت المحاجر بن ابی امیہ مخزومیؓ	۱۹-	صنعا
حضرت علیؓ بن ابی طالب	۲۰-	بحران
حضرت یزیدؓ بن الحسین	۱۲-	اسلم وغفار
حضرت معاذؓ بن جبل انصاری	۲۲-	بحران
حضرت عبداللہؓ بن زید انصاری	۲۳-	رخمیر
حضرت مالکؓ بن عبارہ ہمدانی	۲۴-	=
حضرت عقبہؓ بن نمر ہمدانی	۲۵-	=
حضرت مالکؓ بن مرہ (مرارہ) ہمدانی الحادی =	۲۶-	
حضرت عامرؓ بن شہر ہمدانی	۲۷-	ہمدان (یمن)
حضرت خالدؓ بن سعید بن عاص	۲۸-	بحران، زبید کے درمیان علاقہ
حضرت طاہرؓ بن ابی ہالہ تمیمی	۲۹-	عک اور اشعر
حضرت یعلیٰؓ بن امیہ تمیمی	۳۰-	جند (یمن)
حضرت عمروؓ بن خزم انصاری	۳۱-	بحران
حضرت عکاشہؓ بن ثور غوثی	۳۲-	مکاسک
حضرت الوسفیانؓ بن حرب	۳۳-	بحران

بحرین	حضرت الاعلیٰ بن حضری	۳۴-
بحرین	حضرت الاقرع بن حالیس تمیمی	۳۵-
المصطلق	حضرت ولید بن عقیل بن ابی معیط	۳۶-
تمیم	حضرت مالک بن نویرہ	۳۷-
بنو حنظلہ	حضرت زہرقان بن بدر تمیمی	۳۸-
اسلم وغفار	حضرت کعب بن مالک انصاری	۳۹-
کعب	حضرت نعیم بن عبداللہ الخثعمی	۴۰-
ذبیان	حضرت ابن تلبیہ ازدی	۴۱-
تمیم	حضرت عبیدہ بن حض خزاری	۴۲-
اسد	حضرت خضاعی بن عمرو	۴۳-

پہریدارن رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(رات کے وقت)	حضرت سعد بن معاذ	غزوہ بدر
(دن کے وقت)	حضرت ابو بکر صدیقؓ	
	حضرت محمد بن مسلمہ	غزوہ احد
	حضرت ذکوان بن عبد قیس	
	حضرت زبیر بن عوام	غزوہ خندق
	حضرت عباد بن بشر	غزوہ خیبر اور وادی القریٰ
	حضرت سعد بن ابی وقاص	
	حضرت ابو ایوب انصاریؓ	
	حضرت بلالؓ	
	حضرت ربیعہؓ گعب بن اسلمی	آستانہ نبوی
	حضرت عبدالرحمن بن عوف	ازواج مطہرات کی حفاظت

شعرائے کرام دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

- ۱- حضرت حسان بن ثابت
- ۲- حضرت عبداللہ بن رواحہ
- ۳- حضرت کعب بن مالک
- ۴- حضرت طفیل بن عمرو دوسی

اسلمه نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تلواریں 9 عدد

- | | |
|----------------|-----------------|
| ۱۔ ماثور | ۲۔ الحصب (قزیب) |
| ۳۔ قلحی | ۴۔ النبار |
| ۵۔ الختف (حیف) | ۶۔ الرسوب |
| ۷۔ المحزم | ۸۔ ذوالفقار |
| ۹۔ صمصامہ | |

زرہیں 7 عدد

- | | |
|----------------|---------------|
| ۱۔ ذات الفضول | ۲۔ ذات الوشاح |
| ۳۔ السوریہ | ۴۔ فضہ |
| ۵۔ ذات الحواشی | ۶۔ النبراء |
| ۷۔ الحزینق | |

کمانیں 4 عدد

- | | |
|------------|------------|
| ۱۔ الزوراء | ۲۔ الروحاء |
| ۳۔ الصفراء | ۴۔ البیضاء |

۵۔ الکتوم ۶۔ شوخط

ڈھالیں 2 عدد

۱۔ الزلوق ۲۔ الفسق

نیزے

(بڑے) ۱۔ المثنیٰ ۲۔ المنعری

(چھوٹے) ۱۔ النجم ۲۔ البیضاء

۳۔ الغزہ ۴۔ اطہر

۵۔ النمر

سواری کے جانور

گھوڑے 7 عدد

- ۱۔ سنب
- ۲۔ ٹحیف
- ۳۔ شجاء/سنجہ
- ۴۔ ظرب/ظرف
- ۵۔ لزاز
- ۶۔ رتجز
- ۷۔ الورد

خیر 5 عدد

- ۱۔ دلدل
- ۲۔ نضہ
- ۳۔ صاحب ایلہ کا تحفہ
- ۴۔ دومنہ الجندل کے حکمران کا تحفہ
- ۵۔ نجاشی شاہ جیش کا تحفہ

گدھے 3 عدد

- ۱۔ مکفور۔ مقوقس شاہ مصر کا تحفہ
- ۲۔ فروة۔ الجذامی نے ہدیہ دیا۔
- ۳۔ حضرت سعد بن عبادہ الخزرمی نے ہدیہ دیا۔

اونٹ 3 عدد

- ۱۔ القصوی
- ۲۔ غضبا
- ۳۔ جدعاء

مختلف امور بحالانے والا عملہ

خدا م خاص:

- ۱۔ حضرت انسؓ بن مالک
- ۲۔ حضرت ابو ذرؓ غفاری
- ۳۔ حضرت بلالؓ

امور خانہ داری کے انچارج:

حضرت بلالؓ

- ۱۔ حضرت معیقتؓ
- ۲۔ حضرت حظلہؓ بن ربیع

مہر بردار:

مسواک اور وضو نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انچارج:

۱۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود

حضرت عبداللہؓ بن مسعود

صاحب النعل (جوتے والے):

حضرت عبداللہؓ بن مسعود

صاحب الوساوۃ (تکیہ بردار):

عصاب بردار و نیزہ بردار:

۲۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود

۱۔ حضرت بلالؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خچروں کے نگران:

حضرت عقبہؓ بن عامر جہنی انصاری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے نگران:

حضرت اسقعؓ بن شرباع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹ چرانے والے:

عمال (گورنر) نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علاقے	انمائے گرامی
والی یمن	۱- حضرت باذان بن ساسانؓ
والی نجران	۲- حضرت ابوسفیان بن حربؓ
والی صنعاء	۳- حضرت شہر باذانؓ
والی یتماء	۴- حضرت یزید بن ابوسفیانؓ
والی بحرین	۵- حضرت علاء بن الحضرمیؓ (الاعلیٰ بن حضرمی)
والی مکہ	۶- حضرت عتاب بن اسدؓ
والی اخماس یمن	۷- حضرت علی بن ابوطالبؓ
والی جند	۸- حضرت معاذ بن جبلؓ
والی صنعا	۹- حضرت خالد بن سعیدؓ
والی مارب	۱۰- حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ
والی کندہ	۱۱- حضرت مہاجر بن ابی امیہ مخزومیؓ
والی حضرموت	۱۲- حضرت زیاد بن لبیدؓ
والی عمان	۱۳- حضرت عمرو بن العاصؓ

نقیبان رسالت (پیغام رسالت پہنچانے والے)

ہجرت سے قبل حضور ﷺ نے بارہ اصحاب کو مدینہ میں نقیب بنایا۔ یہ سب قبائل کے رؤسا تھے۔ ان میں نو خزرج اور تین اوس سے تعلق رکھتے تھے۔

- ۱۔ حضرت اسید بن حضیرؓ
- ۲۔ حضرت ابوالہیثم بن التیانؓ
- ۳۔ حضرت سعد بن تشیبہؓ
- ۴۔ حضرت سعد بن زرارہؓ
- ۵۔ حضرت سعد بن ایحؓ
- ۶۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ
- ۷۔ حضرت سعد بن عبادہؓ
- ۸۔ حضرت منذر بن عمروؓ
- ۹۔ حضرت براء بن معرورؓ
- ۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ
- ۱۱۔ حضرت عبادہ بن الصامتؓ
- ۱۲۔ حضرت رافع بن مالکؓ

مدینہ میں ناسبین

اسمائے گرامی

مواقع

- | | |
|---------------------|---------------------------------------|
| غزوہ ابوا | ۱- حضرت سعد بن عبادہ الخزرمیؓ |
| غزوہ بواط | ۲- حضرت سعد بن معاذ الاوسیؓ |
| غزوہ عثیرہ | ۳- حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسدؓ |
| غزوہ سفوان | ۴- حضرت زید بن حارثؓ |
| غزوہ بدر | ۵- حضرت ابوالہبابہ بشیر بن عبدالمنزہؓ |
| غزوہ بنو سلیم | ۶- حضرت ابن مکتومؓ |
| غزوہ بنو قینقاع | ۷- حضرت ابوالہبابہ بشیر بن عبدالمنزہؓ |
| غزوہ سویق | ۸- حضرت ابوالہبابہ بشیر بن عبدالمنزہؓ |
| غزوہ بنو عطفان | ۹- حضرت عثمان بن عفانؓ |
| غزوہ بحران | ۱۰- حضرت ابن مکتومؓ |
| غزوہ احد | ۱۱- حضرت ابن مکتومؓ |
| غزوہ ذات الرقاع | ۱۲- حضرت عثمان بن عفانؓ |
| غزوہ بدر الصغریٰ | ۱۳- حضرت عبداللہ بن عبداللہؓ |
| غزوہ دو ممتہ الجندل | ۱۴- حضرت سباح بن عرطفہ الخفاریؓ |
| غزوہ بنو مصطلق | ۱۵- حضرت ابوذر غفاریؓ |
| غزوہ خیبر | ۱۶- حضرت نمیلہ بن عبداللہؓ |

۱۷۔ حضرت ابو رہم کلثوم بن حصین غاریؓ فتح مکہ

حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام

ابورافع اسلم	زید بن حارث
ابو کبشہ	ثوبان ابو عبد اللہ
رباح بن اسود	سقران (صالح)
مدغم	یسار
فلح	ذکوان
آنسہ ابو مسروح	ابو مویبہ
عبید اللہ بن ابی اسلم	خمیرہ بن ابی خمیرہ
فضالہ الیمانی	عبید بن عبد الغفار
اسامہ بن زید	ابو عیبہ احمر
زید بن بولا	ایمن بن ام ایمن
سالم	سابق
مہران	سلمان فارسی
نافع	ابو عبد الرحمن
ابو اخیلہ	واقد
ابو اسیح	ابو الامر
حنین	ابو عبید

حاتم	بدر
دوس	بازام
سعد	رؤیف
غیلان	سعید
محمد	کریب
کحول	تایبہ
نقیح بن مسروح ابو بکرہ	نہیک
ابوصفیہ	دردان
ابوالقیط	ابوقیلہ
ذیفح ابومویبہ	اسفینہ ابو عبد الرحمن اسفینہ
	ماپور

کاتبان وحی

حضرت ابو بکر صدیقؓ

حضرت عمر فاروقؓ

حضرت عثمان غنیؓ

حضرت علی مرتضیٰؓ

ابی بن کعبؓ (مدینہ میں سب سے پہلے اور قرآن کی آخری وحی کے کاتب)

حضرت زید بن ثابت انصاریؓ

حضرت معاویہؓ بن ابوسفیانؓ

حضرت حنظلہ بن الربیع الاسیدیؓ

حضرت ابان بن سعیدؓ

حضرت خالد بن سعید العاصؓ

حضرت علاء بن حضرمیؓ

حضرت شرجیلؓ بن حسنبہ (مکہ میں سب سے پہلے کاتب وحی)

حضرت عبداللہؓ بن سہیل بن عمرو قرشی

حضور ﷺ کے محافظ

سعد بن ابی وقاصؓ

سعد بن معاذؓ

عباد بن بشرؓ

ابو ایوب انصاریؓ

ذکوان بن عبد قس انصاریؓ

محمد بن مسلمہ انصاریؓ

بلال بن رباحؓ

وہ لوگ جن کی شکل و صورت حضور ﷺ سے ملتی تھی

- ۱- حضرت جعفر بن ابی طالبؓ
- ۲- حضرت حسن بن علیؓ
- ۳- حضرت قثم بن عباسؓ
- ۴- حضرت ابوسفیان بن حارثؓ
- ۵- حضرت سائب بن عبدؓ
- ۶- حضرت مسلم بن معتبؓ
- ۷- حضرت کالبس بن ربیعہ بن مالک انصاریؓ
- ۸- حضرت مصعبؓ بن عمیر

مفتیان عہد رسالت ﷺ

- ۱- حضرت ابو بکر صدیقؓ
- ۲- حضرت عمر فاروقؓ
- ۳- حضرت عثمان غنیؓ
- ۴- حضرت علی المرتضیٰؓ
- ۵- حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ
- ۶- حضرت ابی بن کعبؓ
- ۷- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
- ۸- حضرت معاذ بن جبلؓ
- ۹- حضرت عمار بن یاسرؓ
- ۱۰- حضرت خدیجہ یقینہؓ
- ۱۱- حضرت زید بن ثابتؓ
- ۱۲- حضرت ابوالدرداءؓ
- ۱۳- حضرت سلمانؓ
- ۱۴- حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ

مدینہ منورہ کے مختلف نام

النَّبِيَّةُ

حَرَمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ

قُبَّةُ الْاِسْلَامِ

الشَّافِيَّةُ

طَابَةُ

طَبِيَّةُ

طَبِيَّةُ

الْعَاصِمَةُ

الْفَرَاءُ

الْمُبَارَكَةُ

النَّبِيَّةُ

النَّبَوِيَّةُ

الْمَدِيْنَةُ

النَّبِيَّةُ

مسجد نبوی ﷺ

- ۱۔ مقام: جہاں پر قصوا (وہ اونٹنی جس پر سرور کائنات ﷺ سوار تھے) بیٹھی۔
- ۲۔ میدان کا نام: مرید (کھلا میدان) یہاں کھجوریں خشک ہوتی تھیں۔
- ۳۔ مالکان: دو دریتیم بچے حضرت سہیلؓ و حضرت سہیلؓ بن رافع بن ابی عمرو بن عازر (بنی نجار سے تعلق تھا)۔
- ۴۔ طے شدہ قیمت: سونے کے دس دینار۔
- ۵۔ ادائیگی: حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کی رسول اللہ ﷺ کے حکم سے۔
- ۶۔ اینٹوں کی مٹی: انجنبہ (حضرت ایوب انصاریؓ کے کنویں کی ایک طرف کی مٹی سے یہ اینٹیں بنائی گئیں۔
- ۷۔ اینٹ بنانے والا ماہر: طلق بن علی (حضرت موت کار بنے والا)
- ۸۔ ساخت: دیواریں مٹی کی اینٹوں کی۔ ستون کھجور کے تنوں کے۔ چھت کھجور کی لکڑی اور کھجور کے پتوں کے۔
- ۹۔ چھت کی اونچائی: ہاتھ اونچا کرنے سے چھت کو لگ جاتا تھا۔
- ۱۰۔ مسجد کے ساتھ رہائش: نوحجرے یکے بعد دیگرے تعمیر ہوئے۔
- ۱۱۔ پہلا حجرہ + دوسرا حجرہ: حضرت سودہ بنت زمعہ آپ ﷺ کی زوجیت میں

تھیں۔ ان کے لیے پہلا حجر اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کیلئے دوسرا حجرہ تعمیر ہوا۔ رخصتی سے پہلے دوسرا حجرہ تعمیر کر لیا گیا۔

۱۲۔ حجرات کی ساخت:

(۱) چار حجرے ایسے جن کی بیرونی دیواریں کچی اینٹوں کی اور اندرونی کمروں کی دیواریں کھجور کی ٹہنیوں کو جوڑ کر بنائی گئی تھیں۔

(۲) پانچ حجرے ایسے تھے جن کی بیرونی دیواریں بھی کھجور کی ٹہنیوں کو جوڑ کر بنائی گئی تھیں۔ دیواروں کے اوپر مٹی کی لپائی کی گئی تھی۔

(۳) دروازوں پر بالوں سے بنے ہوئے ٹاٹ آویزاں تھے۔

(۴) چھت کھجور کے تنوں کی شہتیر اور ساتھ کھجور کی ٹہنیاں جوڑ کر مٹی کے گارے کی لپائی کی گئی تھی۔

(۵) ولید بن مالک کے دور حکومت تک یہ حجرات اسی حالت میں تھے ولید نے ان کو منہدم کروایا۔

۱۳۔ دور رسالت ﷺ اور دور خلفائے راشدین:

(۱) مسجد پہلے عہد رسالت ﷺ میں تعمیر ہوئی۔

(۲) عہد صدیقین میں دوبارہ تعمیر ہوئی بالکل ویسے ہی جیسے عہد رسالت میں تھی۔

(۳) عہد فاروقی میں جب دوبارہ تعمیر ہوئی تو وہی سامان استعمال کیا گیا مگر

رقبہ بڑھا دیا گیا۔

(۴) عہد عثمانی میں رقبہ بھی بڑھایا گیا اور مسجد کی اینٹیں پتھروں پر نقش و نگار

کھدے ہوئے تھے دیواریں چننے کے لیے مٹی کے گارے کی بجائے چونہ استعمال ہوا اور چھت سا گوان لکڑی کی بنائی گئی۔

مسجد نبوی کی زمین دو حصوں میں خریدی گئی۔ پہلے حصے کی زمین کا معاوضہ
رحمۃ العالمین ﷺ کے حکم سے حضرت ابو بکرؓ نے ادا کیا۔ اسی رقبہ پر حضرت عمرؓ نے مسجد
کی دوبارہ تعمیر کروائی۔ بقایا تفصیل پہلے بیان کی جا چکی ہے۔

اس کے بعد حضرت عثمان غنیؓ نے اسی مسجد سے ملحقہ زمین خرید کر مسجد نبوی کی
زبردست ایکسٹینشن کروائی اور یہ ایکسٹینشن اپنے ستونوں کے رنگ سے عیاں ہے۔

جنت البقیع

جنت البقیع کی زمین بھی حضرت عثمان غنیؓ نے بذاتِ خود خرید کر برائے
قبرستان مومنین وقف کر دی اور آج اس قبرستان میں حضرت عثمان غنیؓ سے لیکر بہت
سے صحابہ کرامؓ، حضور ﷺ کی بیگماتؓ، حضرت علیؓ کے خاندان کے بہت سے افراد یعنی
امام حسنؓ، ان کی اولاد اور حضرت فاطمہؓ اور ان کی ہم شیرگان مدفون ہیں۔ اگر یہ تینوں
خدا نا خواستہ مسلمان نہ ہوتے تو نہ ہی ان کی خریدی ہوئی زمینوں پر مسجد نبوی جیسی متبرک
مسجد بنائی جاسکتی تھی اور نہ ہی وہاں نماز پڑھی جاسکتی تھی۔ کیونکہ مسجد کے تقاضے پورے
نہیں ہوتے۔

یہی بات جنت البقیع پر فٹ آتی ہے۔ اگر حضرت عثمان غنیؓ (توبہ نعوذ باللہ)

مسلمان نہ ہوتے تو عالم اسلام کی برگزیدہ ہستیاں یہاں مدفون نہ ہوتیں۔ حضور ﷺ
کے گرد و نواح سب لوگ مومن اور راست گو تھے۔

ہجرت نبوی ﷺ کے بعد مدینہ منورہ میں سب سے پہلے پیدا ہونے والے بچے

۱۔ حضرت عبداللہ بن زبیر (مہاجرین اور مجموعی طور پر سب سے پہلے)

۲۔ حضرت نعمان بن بشیر (انصار میں سب سے پہلے)

ہجرت نبوی ﷺ کے بعد وصال پانے والے صحابہ کرامؓ

- ۱۔ حضرت ابو امامہ اسعدؓ بن زرارہ (انصار بنی نجار سے تعلق، مجموعی طور پر سب سے پہلے وصال ہوا)
- ۲۔ حضرت کلثومؓ بن الہدم (انصار بنی اوس میں سب سے پہلے)

مواخات مدینہ

انصار

مہاجرین

- | | |
|------------------------------------|--|
| حضرت علی مرتضیٰؓ (مہاجر) | ۱۔ نبی کریم ﷺ |
| حضرت زیدؓ بن حارثہ (مہاجر) | ۲۔ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب |
| حضرت معاذؓ بن جبل | ۳۔ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب |
| حضرت خارجہؓ بن زیدؓ | ۴۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ |
| حضرت عتبانؓ بن مالک | ۵۔ حضرت عمر خطابؓ |
| حضرت سعدؓ بن معاد/قبل ابی طلحہ زید | ۶۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن عبد اللہ بن جراح |
| حضرت سعدؓ بن ربیع | ۷۔ حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف |
| حضرت سلمہؓ بن سلامہ | ۸۔ حضرت زبیرؓ بن عوام |

- ۹۔ حضرت عثمانؓ بن عفان
 حضرت اوسؓ بن ثابت
- ۱۰۔ حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ
 حضرت کعبؓ بن مالک
- ۱۱۔ حضرت سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل
 حضرت ابیؓ بن کعب
- ۱۲۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر
 حضرت ابو ایوبؓ خالد بن زید
- ۱۳۔ حضرت ابو حذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ
 حضرت عبادؓ بن بشر بن وقش
- ۱۴۔ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ
 حضرت حذیفہؓ حضرت ثابتؓ
 بنقیس بن شماس
- ۱۵۔ حضرت ابو ذرؓ غفاری
 حضرت المنذرؓ بن عمر المعنق
- ۱۶۔ حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ
 حضرت عویم بن ساعدہ
- ۱۷۔ حضرت سلمان فارسیؓ
 حضرت ابو الدرداءؓ
- ۱۸۔ حضرت بلالؓ
 حضرت ابورویحہؓ عبداللہ
- ۱۹۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص
 حضرت محمدؓ بن مسلمہ
- ۲۰۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود
 حضرت سہیلؓ بن حنیف
- ۲۱۔ حضرت عبداللہؓ بن جحش
 حضرت عاصمؓ بن ثابت
- ۲۲۔ حضرت عبیدہؓ بن حارث بن مطلب
 حضرت عمیرؓ بن بہمام
- ۲۳۔ حضرت طفیلؓ بن حارث ابی عبیدہ
 حضرت سفیانؓ بن نسر
- ۲۴۔ حضرت حصینؓ بن حارث
 حضرت عبداللہؓ بن جبیر
- ۲۵۔ حضرت عثمانؓ بن مظعون
 حضرت عباسؓ بن عبادہ
- ۲۶۔ حضرت عتبہؓ بن غزوان
 حضرت معاذؓ بن ماعض
- ۲۷۔ حضرت صفوانؓ بن وہب
 حضرت رافعؓ بن معلی

حضرت عبداللہ بن رواحہ	۲۸۔ حضرت مقداد بن عمرو
حضرت یزید بن حارث	۲۹۔ حضرت ذی ثمالینؓ
حضرت سعد بن خیشمہ	۳۰۔ حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد
حضرت خلیب بن عسری	۳۱۔ حضرت عامر بن ابی وقاص
حضرت قتیبہؓ	۳۲۔ حضرت عبداللہ بن مطعون
حضرت حنظلہ بن ابی عامر	۳۳۔ حضرت شماس بن عثمان
حضرت طلحہ بن زید انصاری	۳۴۔ حضرت ارقم بن ابی ارقم
حضرت معن بن عدی	۳۵۔ حضرت زید بن الخطاب
حضرت سعد بن زید الاشہلی	۳۶۔ حضرت عمرو بن سراقہ
حضرت مبشر بن عبدالمنذر	۳۷۔ حضرت عاقل بن بکیر
حضرت فردہ بن عمرو البیاضی	۳۸۔ حضرت عبداللہ بن مخزم
حضرت منذر ابن محمد	۳۹۔ حضرت حنیس ابن خدافہ
حضرت عبادہ بن خشخاش	۴۰۔ حضرت ابی سبرہ بن ابی رہم
حضرت زید بن المزین	۴۱۔ حضرت مسطح بن اثاثہ
حضرت عبادہ بن صامت	۴۲۔ حضرت ابی رند الغنویؓ
حضرت الجند بن زیاد	۴۳۔ حضرت عکاشہ بن محسن
حضرت حارث بن ضمہ	۴۴۔ حضرت عامر بن فہیم
حضرت سراقہ بن عمرو بن عطیہ	۴۵۔ حضرت مہج

مشہور منفقین مدینہ

- ۱۔ عبد اللہ بن ابی
- ۲۔ زید بن اللصیت
- ۳۔ نعمان بن اوخی
- ۴۔ رافع بن حرملہ
- ۵۔ عمرو بن قیس
- ۶۔ رافع بن ربیعہ البخاری
- ۷۔ زید بن عمرو
- ۸۔ قیس بن عمرو بن سہیل
- ۹۔ حارث بن عمرو بن منافق
- ۱۰۔ زدی بن الحارث
- ۱۱۔ بطل بن حارث
- ۱۲۔ ابو عامر فاسق

رسول اللہ ﷺ کے پسندیدہ کھانے

وفود جو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے

نمبر شمار	سنہ ہجری	نام وفد	تعداد افراد	سربراہ کا نام	کیفیت
1	5	قبیلہ مزینہ	400		
2		بنو تمیم		عطار بن خطیب مشہور تھے	
3	5	بنی عبد القیس	13		عیسائی بھی شامل تھے
4		بنو سعد	1	حضرت ضمام بن ثعلبہ	
5		قبیلہ اشعر			
6	5	قبیلہ دوس	70	حضرت طفیل بن عمرو دوسی	
7	8	قبیلہ صدا	15	حضرت زیاد بن حارث	میزبانی حضرت سعد بن عبادہ نے کی
8		بنو ثقیف		حضرت عبد یالیل	یہ وفد مسجد نبوی میں ٹھہرا
9		بنو حنیفہ			مسلمہ کذاب وفد میں شامل تھا
10		قبیلہ طے		زید النخیل / زید الخیر	
11	9	بخران	3		جزیرہ کی ادائیگی کا معاہدہ ہوا
12	10	بخران	60	اسقف ابوالحارث	
13	9	بنی اسد	10	وابضہ بن عبد طلحہ بن خویلد	طلحہ نے نبی (کذاب) ہونے کا دعویٰ کیا
14	5	بنی فزارہ	15/10		

رسول اللہ کو قتل کرنا چاہتے تھے مگر دونوں ہلاک ہوئے ایک طاعون سے دوسرا بجلی گرنے سے۔	عامر بن طفیل / اربد بن قیس	2	بنی عامر	15
	حضرت حمزہؓ بن نعمان	19	قبیلہ عذرہ	16
رافح بن ثابت نبی کے ہاں ٹھہرے			قبیلہ بلی	17
	حضرت اسعت بن قیس	80/60	قبیلہ کندن	18
	مرد بن عبد اللہ ازدی	7	قبیلہ ازد	19
	حضرت مالک بن نمر	120	ہمدان	20
		13	قبیلہ تجیب	21
حضرت مقداد کے ہاں ٹھہرے		13	قبیلہ بھرا	22
	حارث بن عوف	13	ذی مرہ	23
		10	خولان	24
میزبانی حضرت بلال نے فرمائی		10	مخارب	25
		3	عنان	26
سوال	حضرت حبیب بن عمروؓ	17	سلامان	27
			عیش (بخران)	28
	قیس بن الحصین / عبد اللہ بن فراد		بنی الحارث	29
		10	نماد	30

آخری دفعہ تھا جو دارالقبافہ میں ٹھہرا	200	حج	10	31
--	-----	----	----	----

غزوات نبوی ﷺ

وہ جنگیں/مہمیں جن میں رسول اللہ بذاتِ خود شریک ہوئے:

- | | |
|-----------------------------------|----------------------|
| ۱۔ غزوہ الابدال یا غزوہ وڈان | ۲۔ غزوہ بواط |
| ۳۔ غزوہ صفوان یا غزوہ بدر الاولیٰ | ۴۔ غزوہ العشیرة |
| ۵۔ غزوہ بدر یا غزوہ بدر الکبریٰ | ۶۔ غزوہ بنی سلیم |
| ۷۔ غزوہ قرقرۃ الکدر | ۸۔ غزوہ السویق |
| ۹۔ غزوہ غطفان | ۱۰۔ غزوہ ذی امر |
| ۱۱۔ غزوہ الضرع | ۱۲۔ غزوہ بنی قینقاع |
| ۱۳۔ غزوہ احد | ۱۴۔ غزوہ حراء الاسد |
| ۱۵۔ غزوہ نصیر | ۱۶۔ غزوہ بدر الاخیرہ |
| ۱۷۔ غزوہ دومتہ الجندل | ۱۸۔ غزوہ بنی مصطلق |
| ۱۹۔ غزوہ خندق | ۲۰۔ غزوہ بنی قریظہ |
| ۲۱۔ غزوہ بنو لحيان | ۲۲۔ غزوہ حدیبیہ |
| ۲۳۔ غزوہ ذی قرد | ۲۴۔ غزوہ خیبر |
| ۲۵۔ غزوہ ذاب الرقاع | ۲۶۔ غزوہ عمرۃ القضاء |

۲۸۔ غزوہ حنین

۳۰۔ غزوہ التبوک

۲۷۔ غزوہ فتح مکہ

۲۹۔ غزوہ الطائف

وہ غزوات جن میں کفار سے جنگ ہوئی

۱۔ غزوہ بدر

۲۔ غزوہ احد

۳۔ غزوہ خندق

۴۔ غزوہ قریظہ

۵۔ غزوہ مصطلق

۶۔ غزوہ خیبر

۷۔ غزوہ فتح مکہ

۸۔ غزوہ حنین

۹۔ غزوہ طائف

سریا حضرت حمزہؓ رمضان ۱ھ بمطابق مارچ 623ء

- ۱- سربراہ: حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب
- ۲- پرچم: سفید رنگ کا۔ (پہلا جھنڈا جسے رسول ﷺ نے باندھا)
- ۳- پرچم بردار: حضرت ابورمدؓ کناز بن حصین عنوی
- ۴- تعداد لشکر اسلامی: 30۱ (تمام مہاجرین)
- ۵- مخالف فوج کا سربراہ: ابو جہل
- ۶- مقام: سیف البحر۔ (ساحل سمندر) ☆
- ۷- مخالف لشکر کی تعداد: 300
- ۸- نتیجہ: تصادم کے بغیر مصالحت کروادی گئی دونوں افواج واپس لوٹ گئیں۔
- ۹- مصالحت کروانے والا: سردار مجدی بن عمرو الجہنی (قبیلہ جہینیہ)

- ☆ یہ سریا سیف البحر بھی کہلاتا ہے۔
- ☆ مقام کا نام عیص کے اطراف میں سیف البحر جو بحر احمر کے اطراف میں بیچ

اور مروہ کے درمیان ایک مقام ہے۔



سریا عبیدہ بن حارث شوال 1 ھ بمطابق اپریل 623ء

- ۱۔ سربراہ: حضرت عبیدہ بن حارث بن المطلب
 - ۲۔ پرچم: سفید
 - ۳۔ پرچم بردار: حضرت مسطح بن اثاثہ بن مطلب بن عبدمناف
 - ۴۔ تعداد لشکر اسلامی: 60 یا 40 سب مہاجر
 - ۵۔ مخالف فوج کا سربراہ: ابوسفیان
 - ۶۔ مقام: منیۃ المرۃ
 - ۷۔ مخالف لشکر کی تعداد: 200
 - ۸۔ اسلامی جنگوں میں سب سے پہلے تیر چلانے والے: حضرت سعد بن ابی وقاص (اسی سریا میں واقعہ پیش آیا)
 - ۹۔ مکی لشکر دو مسلمان جو اسلامی لشکر سے آملے: (۱) حضرت مقداد بن عمرو البہرانی (۲) حضرت عتبہ بن غزوہ المازنی
- ☆ سریا را بلخ بھی کہلاتا ہے



سریاسعد بن ابی وقاص ذی القعدہ 1 ھ 623ء

- ۱۔ سربراہ: حضرت سعد بن ابی وقاص
۲۔ پرچم: سفید
۳۔ پرچم بردار: حضرت مقداد بن عمرو البہرانی
۴۔ مقام: حنفہ کے قریب (الحزار)
۵۔ تعداد مجاہدین: 20 (سارے کے سارے مہاجر)

☆ سریاخر بھی کہلاتا ہے



غزوہ ابواء / غزوہ وڈان ماہ صفر 1 یا 2 ھ۔ اگست 623ء

- ۱۔ امیر لشکر: رسول اللہ ﷺ
- ۲۔ پرچم بردار: حضرت حمزہؓ
- ۳۔ مقام: فرعہ (یہ ضلع بحر احمر کے ساحل پر ہے) ☆
- ۴۔ مدینہ منورہ میں رسول اللہ کا نائب: حضرت سعد بن عبادہ
- ۵۔ لشکر اسلامی: 70 (سب مہاجرین تھے)
- ۶۔ پرچم: سفید
- ۷۔ رسول اللہ کا مدینہ سے باہر قیام: 15 دن

☆ مقام وڈان مکہ سے مدینہ کے درمیان ایک مقام جو رانغ سے مدینہ جاتے ہوئے 29 میل کے فاصلے پر ہے۔

ابواء: وڈان کے قریب ایک دوسرے مقام کا نام



غزوہ صفوان / غزوہ بدر اولیٰ 10 ربیع الاول 2 ھ ستمبر 623ء

- | | |
|--------------------------|--------------------------|
| ۱۔ امیر لشکر: | رسول اللہ ﷺ |
| ۲۔ علم بردار: | حضرت علیؑ |
| ۳۔ مقام: | وادی صفوان تک تعاقب ہوا۔ |
| ۴۔ مدینہ منورہ میں نائب: | حضرت زید بن حارثہ |
| ۵۔ قائد مخالف: | کرز بن جابر |
| ۶۔ پرچم: | سفید |
| ۷۔ تعداد لشکر اسلامی: | 70 |



غزوہ بواط ربیع الاول / ربیع الثانی 2ھ ستمبر 623ء

- ۱۔ امیر لشکر: رسول اللہ ﷺ
- ۲۔ علم بردار: حضرت سعد بن ابی وقاص
- ۳۔ مقام: بواط
- ۴۔ مدینہ منورہ میں نائب: حضرت سعد بن معاذ یا حضرت صائب بن عثمان بن مظعون
- ۵۔ قائد مخالف: امیہ بن خلف
- ۶۔ تعداد لشکر اسلامی: دوسو (سب مہاجرین)
- ۷۔ تعداد لشکر کفار: ایک سو (+2500 اونٹ)
- ۸۔ پرچم: سفید



غزوة ذی العشرۃ جمادی الاول / جمادی الثانی 2ھ

نومبر / دسمبر 623ء

- ۱۔ امیر لشکر اسلامی: رسول اللہ ﷺ
۲۔ علم بردار: حضرت حمزہؓ
۳۔ مقام: عشیرہ (علاقہ یثرب میں ہے)
۴۔ مدینہ منورہ میں نائب: اباسلمیؓ بن عبدالاسد مخزومی
۵۔ قائد مخالف: ابوسفیان
۶۔ تعداد لشکر اسلامی: ایک سو پچاس (150) سب مہاجرین تھے/ 200
۸۔ پرچم: سفید



سریا عبداللہ بن جحش الاسدی (سریا نخلہ)

رجب 2 ھ جنوری 624ء

- ۱۔ امیر لشکر اسلامی: حضرت عبداللہ بن جحش الاسدی
۲۔ مقام: بطن نخلہ (نخلہ)
۳۔ تعداد مجاہدین: 12 یا 8
۴۔ تعداد مخالفین: عمرو بن الحضرمی۔ حکم بن کسان مخزومی۔ نوفل بن عبداللہ مخزومی۔ عثمان بن عبداللہ مخزومی
۵۔ اسلامی تاریخ کا پہلا مقتول: عمرو بن حضرمی
۶۔ اسلامی تاریخ کا پہلا قیدی: (۱) عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ (۲) نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ (۳) حکیم بن کسان مولیٰ مغیرہ

☆ اسلامی تاریخ کا پہلا خمس (مالِ غنیمت) سے نکالا گیا۔



غزوہ بنی سلیم رمضان المبارک ۲ھ

- ۱۔ امیر لشکر اسلامی: رسول اللہ ﷺ
- ۲۔ پرچم بردار: حضرت علی المرتضیٰؓ
- ۳۔ مقام: بنو سلیم اور بنو غطفان قبیلہ کی ایک وادی (کدر)
- ۴۔ تعداد مجاہدین: دو سو
- ۵۔ مدینہ منورہ میں نائب: (۱) نماز کی امامت کے لیے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم
(۲) دیگر امور کے لیے حضرت سباع بن عرفطہ
- الغفاری
- ۶۔ پرچم: سفید



غزوہ بدر کے ار مضان المبارک 2ھ

اسلامی پرچم: تین عدد (لوا، رایت، علم)

الشہید الاول فی البدر: حضرت عبیدہ بن حارث

اسلامی لشکر کے پرچم بردار:

(۱) حضرت مصعب بن عمیر (مہاجرین کے دستے کے ساتھ)

(۲) حضرت خباب بن منذر (قبیلہ خزرج کے دستے کے ساتھ)

(۳) حضرت سعد بن معاذ (قبیلہ اوس کے دستے کے ساتھ)

قائد لشکر اسلامی: رسول اللہ ﷺ

روانگی لشکر اسلام از مدینہ منورہ: 12 رمضان المبارک بروز ہفتہ

تعداد مجاہدین: 313-315

سواریاں: ایک گھوڑا۔ اسی اونٹ (باقی مجاہدین پیادہ تھے)

تقسیم سواریاں: 3 یا 4 صحابہ کے لیے ایک اونٹ

نبی کریم کے ساتھ اونٹ پر سوار صحابہ: حضرت علیؓ۔ حضرت رند بن ابی رند

مدینہ منورہ میں نائب: حضرت ابوالبابہؓ

مدینہ منورہ میں رسول اللہ کی جگہ نماز کی ذمہ داری: حضرت عبداللہ ابن مکتوم

علمبردار: حضرت مصعب بن عمیر

پرچم: سفید رنگ کا تھا

دو پرچم نبی کریم کے آگے آگے لہرا رہے تھے:

(۱) حضرت علیؑ (مہاجرین کے علمبردار)

(۲) حضرت سعد بن معاذ یا حضرت خباب بن منذر (انصار کے

علمبردار)

سردارِ ساقہ لشکر (لشکر کے آخر میں): حضرت قیس بن ابی صعصعہ

سردارِ یمینہ لشکر (دائیں طرف): حضرت سعد بن خنیس

سردارِ یسرہ لشکر (بائیں طرف): حضرت مقداد بن اسود

راستہ: مدینہ منورہ..... ﴿بیرابی عبہ مرج الظبیه﴾

..... ﴿العقیق﴾ ذوالحلیفہ..... ﴿رولاة﴾

الحیش..... ﴿تربان﴾..... ﴿ملکن﴾..... ﴿غمیس﴾..... ﴿الحمام﴾..... ﴿صخیر اتالیمامہ﴾.....

﴿التیالہ﴾..... ﴿فح﴾..... ﴿الروحاء﴾..... ﴿شنوکہ﴾..... ﴿بیر سفیا﴾..... ﴿سجسج﴾ (بیر

الروحانج..... ﴿منصرف﴾..... ﴿نازیہ﴾..... ﴿رحفان﴾..... ﴿مضیق﴾

الصفراء..... ﴿اصفراء﴾..... ﴿ذفران﴾..... ﴿بدر﴾

وہ کم عمر بچے جنہیں مرج الظبیه سے واپس مدینہ منورہ بھیج دیا گیا: حضرت عبداللہ بن عمرؓ

حضرت اسامہ بن زید۔ حضرت رافع بن خدیج۔ حضرت براء بن عازب۔ حضرت

اسید بن حضیر۔ حضرت زید بن ارقم۔ حضرت زید بن ثابتؓ الانصاری النجاری

پہلا کافر جو قتل ہوا: سود بن عبدالاسد الحزومی (حضرت حمزہ کے ہاتھوں)

پہلا مسلمان جو شہید ہوا: حضرت بلع

دوسرا مسلمان جو شہید ہوا: حضرت حارثہ بن سراقہ
شہداء: 14 (چھ مہاجر + آٹھ انصاری)

70 کفار کے قاتلین کی تعداد:

70 ۲۱۔ اسیران قریش:

1,000 ۲۲۔ تعداد لشکر قریش:

313/314/317 ۲۳۔ تعداد لشکر اسلامی:

(۱) مہاجرین 82/83/86

(۲) انصار 231

(۳) اوسی 61

(۴) خزرجی 170

مسلمانوں کے پاس سواریاں: اونٹ 70

گھوڑے 2 عدد (ایک حضرت زبیر بن عوام کا دوسرا

حضرت مقداد بن اسود کنڈی کا)

حضرت زبیر بن عوام

مہینہ کے سالار:

(عمرو بن ہشام) ابو جہل

امیر لشکر قریش:

(۱) حضرت معاذ بن عمرو بن جموح

ابو جہل کو قتل کر نیوالے:

(۲) حضرت معوذ (معاذ) بن عفراء (اسی جنگ میں

شہید ہوئے

غزوہ بدر رمضان المبارک 2ھ کے شہدائے کرامؓ

۱۔ صحیح بن صالح (مہاجر)

۲۔ عبیدہؓ بن حارث بن مطلب بن عبدمناف (مہاجر)

۳۔ عمیرؓ بن ابووقاص (مالک) بن اہیب بن عبدمناف (مہاجر)

۴۔ عاقلؓ بن بکیر بن عبدبالیل (مہاجر)

۵۔ عمیرؓ بن عبدعمیر بن نقلہ (مہاجر)

۶۔ عوفؓ یا عوذ بن عفراء یا معاذ بن عفراء (انصاری)

۷۔ معوذ بن عفراء (انصاری)

۸۔ حارثؓ (یا حارثہ) بن سراقہ بن حارث (انصاری)

۹۔ یزیدؓ بن حارث (یا حرث) بن قیس بن مالک (انصاری)

۱۰۔ رافعؓ بن معلى بن لوذان (انصاری)

۱۱۔ عمیرؓ بن خمام بن جموح بن زید بن حرام (انصاری)

۱۲۔ عمارؓ بن زیاد بن سکن بن رافع

۱۳۔ سعدؓ بن خثیمہ الانصاری الاوسی (الانصاری)

۱۴۔ مبشر بن عبدالمنذر بن زبیر بن زید (انصاری)

بعض روایات میں مندرجہ ذیل تین اور نام بھی آتے ہیں

۱۔ سعدؓ بن خولی

۲۔ صفوان بن بیضاء فہری (مہاجر)

۳۔ عبداللہ بن سعید بن عاص اموی

وہ صحابہ کرام جو عملی طور پر بدر میں نہ تھے البتہ فرائض کی انجام دہی کی وجہ سے یہ بدری

کہلائے اور مال غنیمت میں برابر حصے کے حق دار ٹھہرے

دونوں ابوسفیان کے قافلے کے متعلق

۱۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ:

معلومات حاصل کرنے کے لیے بھیجے

۲۔ حضرت سعید بن زید:

گئے تھے۔ جب مدینہ واپس ہوئے لشکر

اسلام بدر روانہ ہو چکا تھا۔ بدر پہنچے تو فتح

مبین ہو چکی تھی۔

دشمن کی معلومات حاصل کرنے کے لیے

۳۔ حضرت بسبس بن عمر:

بھیجے گئے اور عملی جنگ میں شریک نہ

۴۔ حضرت عدی بن الزعباء:

ہو سکے۔

مدینہ منورہ میں حضورؐ کے حکم کے مطابق

۵۔ حضرت عثمان بن عفان

حضرت رقیہؓ کی تیمارداری کے لیے

روکے گئے

مدینہ منورہ میں رسول اللہؐ کے نائب

۶۔ حضرت ابوالبابہ بن عبدالمنذر

قبا اور العالیہ کے منتظم چھوڑے گئے

۷۔ حضرت عاصم بن عدو

الروحاء کے مقام پر پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ

۸۔ حضرت خواص بن جبیر

جانے کے باعث واپس بھیجے گئے

چوٹ لگ جانے کی وجہ سے مدینہ واپس
بھیجا گیا

۹۔ حضرت حارث بن صمہ

غزوہ بدر (شکر اسلام) ۱۷ رمضان 2ھ

- ۱۔ سیدنا محمد ﷺ
- ۲۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ
- ۳۔ حضرت عمر فاروقؓ
- ۴۔ حضرت عثمان غنیؓ
- ۵۔ حضرت علی المرتضیٰؓ
- ۶۔ حضرت ارقم بن ابوالارقمؓ
- ۷۔ حضرت ایاس بن البکرؓ
- ۸۔ حضرت بلال حبشیؓ
- ۹۔ حضرت حاطب بن ابی بلقہؓ
- ۱۰۔ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب
- ۱۱۔ حضرت خنیس بن حذافہؓ
- ۱۲۔ حضرت ربیعہؓ بن اسلم
- ۱۳۔ حضرت زاہرؓ بن حرام الشجعی
- ۱۴۔ حضرت زبیرؓ بن العوام
- ۱۵۔ حضرت زیدؓ بن خطاب
- ۱۶۔ حضرت زیادؓ بن کعب بن عمرو
- ۱۷۔ حضرت سالمؓ بن معقل
- ۱۸۔ حضرت سائبؓ بن مظعون القرئی الحنفی
- ۱۹۔ حضرت سائبؓ بن عثمان بن مظعون
- ۲۰۔ حضرت سعدؓ بن خولی
- ۲۱۔ حضرت سبرہؓ بن فاتک الاسدی
- ۲۲۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص
- ۲۳۔ حضرت سعیدؓ بن زید (شام گئے تھے حضورؐ کے حکم سے غنیمت میں حصہ دیا گیا)
- ۲۴۔ حضرت سلیبؓ بن عمرو
- ۲۵۔ حضرت سویدؓ بن مخرمہ الطائی
- ۲۶۔ حضرت سویدؓ بن سعد القرشی
- ۲۷۔ حضرت سہلؓ بن بیضاء و القرشی الفہری

(مکہ سے کفار کے ساتھ آئے اور قید ہوئے)

لیکن اسلام پہلے لاچکے تھے)

۲۸۔ حضرت شجاعؓ بن ابی وہب الاسدی ۲۹۔ حضرت شقرانؓ حبشی

۳۰۔ حضرت شماسؓ بن عثمان بن ثرید القرشی ۳۱۔ حضرت صفوانؓ بن بیضاء

۳۲۔ حضرت صہیبؓ بن سنان الرومی - ۳۳۔ حضرت طفیلؓ بن حارث

۳۴۔ حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ القرشی (میدان بدر میں نہ تھے حضورؐ کے حکم سے

شام گئے ہوئے تھے غنیمت اور اجر میں حصہ

ملا)

۳۵۔ حضرت طلیبؓ بن عمر بن وہب ۳۶۔ حضرت عاقلؓ بن بکیر

۳۷۔ حضرت عامرؓ بن حارث الفہری (اختلاف ہے)

۳۸۔ حضرت عامرؓ بن ربیعہ الغندی العدوی

۳۹۔ حضرت عامرؓ بن عبد اللہ جراح القرشی ۴۰۔ حضرت عامرؓ بن فہمیرہ ازدی

۴۱۔ حضرت عبد اللہ بن جحش بن ربار الاسدی

۴۲۔ حضرت عبد اللہ بن سراقہ القرشی العدوی

۴۳۔ حضرت عبد الرحمن بن سہل الانصاری ۴۴۔ حضرت عبد اللہ بن سعید

۴۵۔ حضرت عبد اللہ بن سہیل بن عمرو ۴۶۔ حضرت عبد اللہ بن عبد الاسد

۴۷۔ حضرت عبد اللہ بن مخزومہ ۴۸۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود الہذلی

۴۹۔ حضرت عبد اللہ بن مظعون قرشی الحنظلی ۵۰۔ حضرت عبیدہؓ بن حارث بن مطلب

۵۱۔ حضرت عبد الرحمنؓ بن عوف ۵۲۔ حضرت عبد یلیلؓ بن ناشب اللیشی

۵۳۔ حضرت عمروؓ بن الحارث بن زہیر ۵۴۔ حضرت عمرؓ بن سراقہ القرشی العدوی

- ۵۵۔ حضرت عمرو بن ابی عمرو بن شداد
۵۶۔ حضرت عمرو بن ابی مرح
- ۵۷۔ حضرت عثمان بن مظعون القرشی الحمی
۵۸۔ حضرت عمار بن یاسر
- ۵۹۔ حضرت عمیر بن ابی وقاص
۶۰۔ حضرت عمیر بن عوف مولی
- ۶۱۔ حضرت عقبہ بن وہب
۶۲۔ حضرت عوف بن اثاثہ قرشی المطلبی
- ۶۳۔ حضرت عیاض بن زہیر بن ابوشداد
۶۴۔ حضرت قدامہ بن مظعون
- ۶۵۔ حضرت کثیر بن عمرو السلمی
۶۶۔ حضرت کنانہ بن حصین ابو مرشد الغنوی
- ۶۷۔ حضرت مالک بن امیہ بن عمرو السلمی
۶۸۔ حضرت مالک بن ابو خولی الجعفی
- ۶۹۔ حضرت مالک بن عمرو السلمی
۷۰۔ حضرت مالک بن عمیلہ بن السباق
- ۷۱۔ حضرت محرر بن نھله الاسدی
۷۲۔ حضرت مدلان بن عمرو السلمی
- ۷۳۔ حضرت مرشد بن ابو مرشد الغنوی
۷۴۔ حضرت مسعود بن الربیع القاری
- ۷۵۔ حضرت مصعب بن عمیر القرشی
۷۶۔ حضرت معتب بن حمر الخزاعی السلولی
- ۷۷۔ حضرت معمر بن ابی سرح
۷۸۔ حضرت مہیج بن صالح الہماجر
- ۷۹۔ حضرت واقد بن عبداللہ تمیمی الربوعی
۸۰۔ حضرت وہب بن محض الاسدی
- ۸۱۔ حضرت وہب بن ابی سرح القرشی
۸۲۔ حضرت وہب بن سعد بن ابی سرح
- ۸۳۔ حضرت ہلال بن ابی خولی
۸۴۔ حضرت یزید بن رقیس
- ۸۵۔ حضرت ابو حذیفہ بن عقبہ
۸۶۔ حضرت ابوسبرہ قرشی العامری
- ۸۷۔ حضرت ابوبکیرہ مولی رسول اللہ ﷺ
۸۸۔ حضرت ابو واقد اللیثی
- ۸۹۔ حضرت ابی بن ثابت الانصاری
۹۰۔ حضرت ابی بن کعب
- ۹۱۔ حضرت اسعد بن یزید بن فاکہہ
۹۲۔ حضرت اسید بن حفیر بن مہماک
- ۹۳۔ حضرت اسیرہ بن عمرو الانصاری

- ۹۴- حضرت انس بن مالک بن نضر
۹۵- حضرت انس بن معاذ بن انس
- ۹۶- حضرت انیس بن قناده
۹۷- حضرت انسہ نموی رسول اللہ ﷺ
- ۹۸- حضرت اوس بن ثابت الانصاری
۹۹- حضرت اوس بن خولی بن عبد اللہ
- ۱۰۰- حضرت اوس بن صامت الانصاری
۱۰۱- حضرت ایاس بن ورقہ الانصاری
- ۱۰۲- حضرت بشیر بن سعد بن ثعلبہ
۱۰۳- حضرت بشیر بن براء بن معرور
- ۱۰۴- حضرت ثابت بن اخرم
۱۰۵- حضرت ثابت بن جذع (ثعلبہ)
- ۱۰۶- حضرت ثابت بن خالد بن نعمان
۱۰۷- حضرت ثابت بن عامر بن زید
- ۱۰۸- حضرت ثابت بن عبید
۱۰۹- حضرت ثابت بن عمرو بن زید
- ۱۱۰- حضرت ثابت بن ہزال بن عمرو
۱۱۱- حضرت ثعلبہ بن عمرو بن عامرہ
- ۱۱۲- حضرت ثعلبہ بن حاطب بن عمرو
۱۱۳- حضرت ثعلبہ بن عنخہ بن عدی
- ۱۱۴- حضرت جابر بن عبد اللہ بن رباب
۱۱۵- حضرت جابر بن عتیک
- ۱۱۶- حضرت حارثہ بن سراقہ
۱۱۷- حضرت خبیب بن عدی
- ۱۱۸- حضرت خلاؤد بن رافع
۱۱۹- حضرت ربیع بن ایاس
- ۱۲۰- حضرت رفاعہ بن حارث
۱۲۱- حضرت رفاعہ بن رافع
- ۱۲۲- حضرت ابولبابہ فراعہ بن عبد المنذر (مدینہ کانگراں تھا)
- ۱۲۳- حضرت رفاعہ بن عمرو بن زید
۱۲۴- حضرت رفاعہ بن عمرو الجہنی
- ۱۲۵- حضرت زید بن اسلم بن ثعلبہ
۱۲۶- حضرت زید بن دینہ
- ۱۲۷- حضرت زید بن سہل / ابوطلمحہ
۱۲۸- حضرت زید بن عاص المازنی
- ۱۲۹- حضرت زید بن المین الانصاری
۱۳۰- حضرت زید بن ودیعہ
- ۱۳۱- حضرت زیاد بن لبید بن ثعلبہ
۱۳۲- حضرت سالم بن عمیر

- ۱۳۳۳۔ حضرت سیح بن قیس
- ۱۳۳۴۔ حضرت سراقہ بن عمرو بن عطیہ
- ۱۳۳۵۔ حضرت سفیان بن بشیر بن حارث
- ۱۳۳۶۔ حضرت سعد بن خولی
- ۱۳۳۷۔ حضرت سعد بن خثیمہ الانصاری
- ۱۳۳۸۔ حضرت سراقہ بن کعب انصاری
- ۱۳۳۹۔ حضرت سعد بن ربیع
- ۱۳۴۰۔ حضرت سعد بن زید زرقی
- ۱۳۴۱۔ حضرت سعد بن سہل انصاری
- ۱۳۴۲۔ حضرت سعد بن عبید
- ۱۳۴۳۔ حضرت سعد بن مولیٰ عتبہ بن غزو ان ۱۳۴۴۔ حضرت سعد بن عثمان بن خلدہ
- ۱۳۴۵۔ حضرت سعد بن معاذ
- ۱۳۴۶۔ حضرت سعید بن سہیل انصاری
- ۱۳۴۷۔ حضرت سفیان بن بشیر
- ۱۳۴۸۔ حضرت سلمہ بن اسلم الانصاری
- ۱۳۴۹۔ حضرت سلمہ بن حاطب
- ۱۳۵۰۔ حضرت سلمہ بن سلامت بن وقش
- ۱۳۵۱۔ حضرت سلیط بن قیس
- ۱۳۵۲۔ حضرت سلمہ بن ثابت بن وقش
- ۱۳۵۳۔ حضرت سلیم بن حارث
- ۱۳۵۴۔ حضرت سلیم بن قیس بن فہد
- ۱۳۵۵۔ حضرت سلیم بن عمرو
- ۱۳۵۶۔ حضرت سلیم بن سلمان
- ۱۳۵۷۔ حضرت سماک بن خرشثہ
- ۱۳۵۸۔ حضرت سماک بن سعد
- ۱۳۵۹۔ حضرت سنان بن ابی سنان
- ۱۳۶۰۔ حضرت سنان بن صغی
- ۱۳۶۱۔ حضرت سہل بن حنیف
- ۱۳۶۲۔ حضرت سہل بن عتیک
- ۱۳۶۳۔ حضرت سہیل بن عمرو
- ۱۳۶۴۔ حضرت سہیل بن قیس
- ۱۳۶۵۔ حضرت سہیل بن رافع
- ۱۳۶۶۔ حضرت سواد بن غزیہ
- ۱۳۶۷۔ حضرت سواد بن یزید
- ۱۳۶۸۔ حضرت صحک بن عبد عمرو
- ۱۳۶۹۔ حضرت حمزہ بن عمرو
- ۱۳۷۰۔ حضرت طفیل بن مالک
- ۱۳۷۱۔ حضرت عاصم بن بکیر
- ۱۳۷۲۔ حضرت عاصم بن ثابت

- ۱۷۳- حضرت عاصم بن قیس بن ثابت
۱۷۴- حضرت عامر بن امیہ
- ۱۷۵- حضرت عامر بن ثابت
۱۷۶- حضرت عامر بن سلمہ
- ۱۷۷- حضرت عامر بن عمرو
۱۷۸- حضرت عامر بن مخلد بن الحارث
- ۱۷۹- حضرت عائذ بن ماعض
۱۸۰- حضرت عبداللہ بن ثعلبہ البلوی
- ۱۸۱- حضرت عبداللہ بن جبیر بن نعمان
۱۸۲- حضرت عبداللہ بن انجد
- ۱۸۳- حضرت بن الحمر
۱۸۴- حضرت عبداللہ بن ربیع
- ۱۸۵- حضرت عبداللہ بن رواحہ
۱۸۶- حضرت عبداللہ بن زید
- ۱۸۷- حضرت عبداللہ بن سعد بن خثیمہ
۱۸۸- حضرت عبداللہ بن سلمہ العجلانی
- ۱۸۹- حضرت عبداللہ بن سہل انصاری
۱۹۰- حضرت عبداللہ بن طارق بن عمرو
- ۱۹۱- حضرت عبداللہ بن عامر
۱۹۲- حضرت عبداللہ بن عبد مناف
- ۱۹۳- حضرت عبداللہ بن عبس الانصاری
۱۹۴- حضرت عبداللہ بن عبیس حارثی
- ۱۹۵- حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی
۱۹۶- حضرت عبداللہ بن عطفہ
- ۱۹۷- حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام
۱۹۸- حضرت عبداللہ بن عمیر بن عدی
- ۱۹۹- حضرت عبداللہ بن قیس بن خالد
۲۰۰- حضرت عبداللہ بن قیس بن صخر
- ۲۰۱- حضرت عبداللہ بن کعب
۲۰۲- حضرت عبداللہ بن نعمان بن بلذامہ
- ۲۰۳- حضرت عبدالرحمن بن جبر
۲۰۴- حضرت عبدالرحمن بن عبداللہ
- ۲۰۵- حضرت عبدالرحمن بن کعب المازنی
۲۰۶- حضرت عبد ربہ بن حق
- ۲۰۷- حضرت عباد بن بشیر بن وقش
۲۰۸- حضرت عباد بن بن الخشاش بن عمرو
- ۲۰۹- حضرت عباد بن علی بن الیثان
۲۱۰- حضرت عباد بن قیس بن عامر

- ۲۱۱- حضرت عباد بن قیس بن عبد
۲۱۲- حضرت عبادہ بن صامت
۲۱۳- حضرت عبادہ بن قیس بن زید
۲۱۴- حضرت عبید بن اوس بن مالک
۲۱۵- حضرت عبید بن تیمان
۲۱۶- حضرت عبیدہ بن ابو عبیدہ
۲۱۷- حضرت عبید بن زید
۲۱۸- حضرت عبس بن عامر
۲۱۹- حضرت عقبہ بن ربیعہ
۲۲۰- حضرت عقبہ بن عبد اللہ بن ضح
۲۲۱- حضرت عقبہ بن غزوان بن جابر
۲۲۲- حضرت عقبان بن مالک
۲۲۳- حضرت عدی بن الذغبایء الجہنی
۲۲۴- حضرت عصمت الشجعی
۲۲۵- حضرت عصمۃ بن الحصین
۲۲۶- حضرت عصیمۃ الاسدی
۲۲۷- حضرت عطیمۃ الشجعی
۲۲۸- حضرت عطیہ بن نومبرہ
۲۲۹- حضرت عقبہ بن عامر
۲۳۰- حضرت عقبہ بن ربیعہ
۲۳۱- حضرت عقبہ بن عثمان بن خلدہ
۲۳۲- حضرت عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ
۲۳۳- حضرت عقبہ بن وہب بن کلدة
۲۳۴- حضرت علیقہ بن عدی
۲۳۵- حضرت عمرو بن ایاس بن زید
۲۳۶- حضرت عمرو بن ثعلبہ و ہب
۲۳۷- حضرت عمرو بن الجحوج
۲۳۸- حضرت عمرو بن عتمہ بن عدی
۲۳۹- حضرت عمرو بن عوف
۲۴۰- حضرت عمرو بن غزیہ بن عمرو
۲۴۱- حضرت عمرو بن قیس بن زید
۲۴۲- حضرت عمرو بن معاذ بن النعمان
۲۴۳- حضرت عمرو بن معید / عمیر بن معید
۲۴۴- حضرت عمارة بن حزم
۲۴۵- حضرت عمیر بن عامر بن مالک
۲۴۶- حضرت عمر بن حارث بن ثعلبہ
۲۴۷- حضرت عمیر بن حرام بن عمرو بن الجحوج
۲۴۸- حضرت عمیر بن الحمام بن الجحوج
۲۴۹- حضرت عمیر بن معید بن ازع

- ۲۵۰- حضرت عمیرؓ
- ۲۵۱- حضرت عمارؓ بن زیاد بن سکون
- ۲۵۲- حضرت عنترہ السلمیؓ ثم ذکوانی
- ۲۵۳- حضرت عوفؓ بن عفراء
- ۲۵۴- حضرت عویمؓ بن ساعدہ بن عائش
- ۲۵۵- حضرت عویمؓ بن اشقر بن عوف
- ۲۵۶- حضرت غنامؓ
- ۲۵۷- حضرت فروہؓ بن عمرو
- ۲۵۸- حضرت فاکہہؓ بن بشیر
- ۲۵۹- حضرت قتادہؓ بن نعمان بن زید
- ۲۶۰- حضرت قطبہؓ بن عامر بن حدیدہ
- ۲۶۱- حضرت قیسؓ بن السکن
- ۲۶۲- حضرت قیسؓ بن عمرو بن سہل
- ۲۶۳- حضرت قیسؓ بن محسن (حسن) بن خالد
- ۲۶۴- حضرت قیسؓ بن مخلد المازنی
- ۲۶۵- حضرت قیسؓ بن ابی صعصعہ
- ۲۶۶- حضرت کعبؓ بن حجاز
- ۲۶۷- حضرت کعبؓ بن زید
- ۲۶۸- حضرت کعبؓ بن عمرو بن عباد
- ۲۶۹- حضرت مالکؓ بن سہمان
- ۲۷۰- حضرت مالکؓ بن دشتم
- ۲۷۱- حضرت مالکؓ بن رافع بن مالک
- ۲۷۲- حضرت مالکؓ بن ربیعہ
- ۲۷۳- حضرت مالکؓ بن قدامہ
- ۲۷۴- حضرت مالکؓ بن مسعود بن البدن
- ۲۷۵- حضرت مالکؓ بن نمیلہ مزنی
- ۲۷۶- حضرت مبشرؓ بن عبد المنذر
- ۲۷۷- حضرت الحمزہؓ بن زیاد
- ۲۷۸- حضرت محرزؓ بن عامر بن مالک
- ۲۷۹- حضرت محمدؓ بن مسلمہ الحارثی
- ۲۸۰- حضرت مرارہؓ بن ربیعہ العمری
- ۲۸۱- حضرت مسعودؓ بن اوس بن زید
- ۲۸۲- حضرت مسعودؓ بن خلدہ بن عامر
- ۲۸۳- حضرت مسعودؓ بن ربیع القاری
- ۲۸۴- حضرت مسعودؓ بن سعد
- ۲۸۵- حضرت مسعودؓ بن عبد سودا
- ۲۸۶- حضرت معاذؓ بن جبل
- ۲۸۷- حضرت معاذؓ بن عفراء

- ۲۸۸۔ حضرت معاذ بن عمرو بن الجموح ۲۸۹۔ حضرت معاذ بن ماعض الرزقی
- ۲۹۰۔ حضرت معبد بن عبادہ / ابو حمیضہ ۲۹۱۔ حضرت معبد بن قیس بن صخر
- ۲۹۲۔ حضرت معبد بن وہب العبدي بن عبد القیس
- ۲۹۳۔ حضرت معتب بن بشیر بن ملیل
- ۲۹۴۔ حضرت معتب (مغیث) بن عبید بن ایاس
- ۲۹۵۔ حضرت معقل بن منذر بن مرح ۲۹۶۔ حضرت معمر بن حارث القرشی الجمعی
- ۲۹۷۔ حضرت معن بن عدی بن جد ۲۹۸۔ حضرت معن بن یزید بن احنس
- ۲۹۹۔ حضرت معن بن عفراء ۳۰۰۔ حضرت معوذ بن عفراء بن الجموع
- ۳۰۱۔ حضرت ملیل بن ویرہ بن خالد ۳۰۲۔ حضرت منذر بن قدامہ
- ۳۰۳۔ حضرت منذر بن عرفجہ ۳۰۴۔ حضرت منذر بن محمد بن عقبہ
- ۳۰۵۔ حضرت نحاک بن ثعلبہ بن حزمہ ۳۰۶۔ حضرت نصر بن حارث بن عبید
- ۳۰۷۔ حضرت نعمان بن ابی خرمہ ۳۰۸۔ حضرت نعمان بن سنان
- ۳۰۹۔ حضرت نعمان بن عبد عمرو ۳۱۰۔ حضرت نعمان بن اغفر
- ۳۱۱۔ حضرت نعمان بن عمرو بن رفاعہ ۳۱۲۔ حضرت نعمان بن نوفل
- ۳۱۳۔ حضرت نعمان بن مالک بن ثعلبہ



مہم عصماء

عصماء بنت مروان ایک یہودی عورت تھی جو حضور ﷺ کی شان میں بدکلامی کرتی رہتی تھی۔ لوگوں کو اسلام کے خلاف بھڑکاتی، اس کو حضور ﷺ کے خلاف حد سے بڑھتا دیکھ کر حضرت عمیر بن عوف نے قتل کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی۔

مہم (سریا) سالم بن عمیر

ابوعفک یہودی رسول اللہ ﷺ کی شان میں بہت زیادہ گستاخی کرتا۔ حضور ﷺ کی ہجو کہتا رہتا۔ حضور کے حکم سے حضرت سالم بن عمیر نے ابوعفک کو قتل کر دیا۔



غزوة السفرع

بنی سلیم بن منصور

300

قائد لشکر کفار:

تعداد لشکر اسلام:

(محاصرہ) غزوہ بنو قینقاع

شوال 2ھ 15 شوال تا یکم ذی القعدہ 2ھ

رسول اللہ ﷺ

حضرت حمزہؓ

سفید

حضرت ابولبابہؓ بن منذر

700

سالار لشکر اسلامی:

علم بردار:

پرچم:

مدینہ منورہ میں نائب:

تعداد لشکر یہود:

نتیجہ:

یہود نے ہتھیار ڈال دیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو

مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا چنانچہ یہ سب اذرعات

شام کی طرف چلے گئے اور تھوڑے دنوں بعد وہاں

اکثر کی موت واقع ہو گئی۔

حضرت محمدؐ بن مسلمہ

غنائم اکٹھے کرنے والے:



غزوة سويق ذی الحجہ ۲ھ

مقام:	مدینہ تا قرقرۃ الکرد
تعداد مجاہدین:	دوسو
لشکر کفار کی تعداد:	دوسو
قائد لشکر کفار:	ابوسفیان
مدینہ منورہ میں نائب:	حضرت بشیر بن عبدالمنذر



وادیِ عرنہ کی مہم محرم 3ھ

وادیِ عرنہ مکہ کے مشرق عرفات کے قریب واقع تھی۔ یہ بنوطیان کی ملکیت تھی۔ اس قبیلے کا سردار سفیان بن خالد الہذلی تھا۔ حضور ﷺ کو خبر ملی کی سفیان مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے ایک جیش ترتیب دے رہا ہے۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن انیس کو اس کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ یہ 5 محرم 3ھ کو تنہا چل پڑے۔ وہاں پہنچ کر سفیان کو تلاش کیا موقعہ پا کر مار ڈالا اور سر کاٹ کر ساتھ لے آئے۔ جب حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور سارا واقعہ بیان فرمایا تو حضور ﷺ نے خوش ہو کر اپنا عصا عطا کیا اور فرمایا ”تعصر بھذہ فی الجنة“ جنت میں اس کے سہارے چلنا۔ جب یہ فوت ہوئے تو عصا ان کے کفن میں رکھ دیا۔



غزوه ذی امر / غطفان

محرم / ربیع الاول 3ھ

رسول اللہ ﷺ

ذی امر

دعشور بن حارث بن محارب

450

حضرت عثمان بن عفان

قائد لشکر اسلامی:

مقام:

قائد لشکر کفار:

تعداد لشکر اسلام:

مدینہ منورہ میں نائب:



غزوہ بحران ربیع الآخر ۳ھ

حضرت محمد ﷺ

300

بحران (حجاز کے اندر فرع کے اطراف میں واقع)

ماہ ربیع الآخر۔ جمادی الاولیٰ (دومہینے)

کسی قسم کی لڑائی سے سابقہ پیش نہ آیا

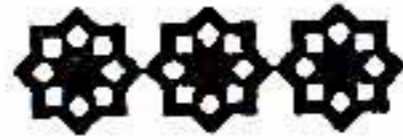
قائد لشکرِ اسلامی:

تعداد لشکرِ اسلامی:

مقام:

قیام:

نتیجہ:



سریہ زید بن حارثہ

جمادی الآخرہ 3ھ

حضرت زید بن حارثہ

100

قرہ نامی چشمہ (مدینہ کے مشرق میں واقع)

صفوان بن امیہ

فرات بن حیان

تیزی سے حملہ کرتے ہوئے حضرت زید نے سارے

قافلے پر قبضہ کر لیا۔ کفار جان بچا کر بھاگ گئے۔ قافلے

کے راہنما فرات بن حیان سمیت دو افراد گرفتار ہوئے۔

ظروف اور چاندی کی بہت بڑی مقدار مالِ غنیمت

کے طور پر ہاتھ لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے خمس نکال کر

مالِ غنیمت تقسیم فرمایا۔

فرات بن حیان نے اسلام قبول کیا۔

سالانہ مہم:

تعداد لشکر اسلام:

مقام:

قائد کفار:

کفار کو راستہ بتانے والا:

نتیجہ:



غزوہ احد شوال 3ھ

تعداد لشکر اسلام: 700 (1000-300) افراد جنہیں عبداللہ بن ابی
واپس لے گیا)

روانگی مدینہ کے وقت علم برداران: (۱) حضرت اسید بن خیر (اوس قبیلے کا پرچم)
(۲) حضرت حباب بن منذر (خزرج قبیلے کا پرچم)
(۳) حضرت علی المرتضیٰ (مہاجرین کا پرچم)

مدینہ منورہ میں نائب: حضرت عبداللہ بن ام مکتوم
تعداد لشکر کفار: 3,000 (700 زرہ پوش - 200 گھڑ سوار - 300
اونٹ)

علم بردار میدان احد: حضرت مصعب بن عمیر
ميمنہ (دائیں) کی قیادت: حضرت زبیر بن العوام
میسو (بائیں) کی قیادت: حضرت منذر بن عمرو
حضور ﷺ کے ارد گرد ثابت قدم صحابہء کرام:

مہاجر: (۱) حضرت ابوبکر صدیق
(۲) حضرت عمر

(۳) حضرت علیؓ

(۴) حضرت طلحہؓ

(۵) حضرت زبیرؓ

(۶) حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ

(۷) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

(۸) حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ

النصار: (۱) حضرت حباب بن منذرؓ

(۲) حضرت ابودجانہؓ

(۳) حضرت عاصم بن ثابتؓ

(۴) حضرت حارث بن الضمہؓ

(۵) حضرت سہل بن حنیفؓ

(۶) حضرت سعد بن معاذؓ

(۷) حضرت وکیل سعد بن عبادہؓ

(۸) حضرت محمد بن مسلمہؓ

70

تعداد شہداء:

700

: کفار کی زرہیں (زرہ پوش)

100

: مسلمانوں کے زرہ پوش:

15

: کفار کے لشکر میں شامل عورتیں:

50 (ایک روایت کے مطابق شہسوار کوئی

مسلمانوں کے شہسوار:

نہ تھا)

﴿89﴾

وہ بچے جن کو کم سنی کی وجہ سے مقام شیخین سے مدینہ واپس بھیجا گیا: حضرت اسید بن ظہیر۔ حضرت زید بن ثابت۔ حضرت زید بن ارقم۔ حضرت عرابہ بن اوس۔ حضرت عمرو بن حزم۔ حضرت ابوسعید خدری۔ حضرت زید بن حارثہ انصاری۔ حضرت سعد بن جبہ۔ حضرت براء بن عازب (اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ جنگ میں شریک تھے)

صغریٰ کے باوجود جنگ میں شرکت کی اجازت: (۱) حضرت رافع بن خدیج

(ماہر تیر انداز)

(۲) حضرت سمرہ بن جندب

(حضرت رافع کو پچھاڑ دیا)

تقسیم تعداد شہداء:

(۱) کل شہداء 70

(۲) انصار کل 65

(۳) اوس 24

(۴) خزرج 41

مہاجرین 4

یہودی 1

22 سے 37

مقتولین کفار مکہ کی تعداد:



غزوہ حمراء الاسد (جزد و تہمتہ غزوہ احد) شوال 3ھ

غزوہ احد والے تمام زندہ مجاہدین
غزوہ احد سے واپس جانے والے۔ جو مدینہ منورہ پر
پھر حملہ کرنے کا سوچ رہے تھے۔
شوال 9-10-11 3ھ بروز منگل اور بدھ حمراء
الاسد جو مکہ سے 8 میل کے فاصلے پر قیام فرما کر رسول
اللہ ﷺ واپس مدینہ تشریف لے آئے۔

لشکر اسلام؟

لشکر کفار:

نتیجہ:



سریہ ابو سلمہؓ محرم 4ھ

حضرت ابو سلمہؓ

امیر لشکر:

بنو اسد بن خزیمہ کا قبیلہ

مقام:

150

تعداد مجاہدین:

اچانک حملے سے کفار ادھر ادھر بھاگ گئے اونٹ اور بکریاں ہاتھ لگیں۔ بغیر لڑائی کے لشکر مدینہ واپس لوٹا۔

نتیجہ:



مہم عبداللہ بن انیس 5 محرم 4ھ

حضرت عبداللہ بن انیس

امیر لشکر:

8 روز

مدت کارروائی:

23 محرم

واپسی لشکر:

باغی خالد بن سفیان ہذلی کا سر قلم کر کے بارگاہِ نبوت
ﷺ میں پیش کیا گیا اور دعائیں لیں۔

نتیجہ:



المیدہ بئر معونہ صفر 4ھ

70

حضرت منذر بن عمرو

69

حضرت کعب بن زید (شہداء کے درمیان میں سے
زخمی حالت میں اٹھایا گیا)

لشکر صحابہ کی تعداد:

امیر لشکر:

تعداد شہداء:

زندہ بچنے والے:



حادثہ رجب صفر 4ھ

10	لشکر صحابہ کی تعداد:
حضرت مرثدؓ بن ابی مرثد غنوی یا حضرت عاصمؓ بن ثابت	امیر لشکر:
150	دشمنوں کی تعداد:
8	شہید صحابہ:
حضرت خبیبؓ - حضرت زیدؓ بن دینہ	قیدی بننے والے صحابہ:
رجیع نامی چشمہ (رائغ اور جدہ کے درمیان)	مقام:
بنوطیان (قبیلہ ہذیل کی شاخ)	دشمن:



غزوہ بنو نضیر ربیع الاول 4ھ

مدینہ منورہ سے یہودیوں کو نکالنے کا واقعہ

امیر لشکر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مسجد نبویؐ میں اقامت کے لیے نائب: حضرت عبداللہ بن ابن مکتوم
علمبردار: حضرت علیؑ بن ابی طالب
محاصرہ: 6 یا 15 راتوں تک جاری رہا



غزوة ذات الرقاع جمادى الثانی 4ھ

400

بنو محارب۔ بنو ثعلبہ

اس غزوة میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
صلوٰۃ الخوف پڑھی۔

تعداد لشکر اسلام:

کافر قبائل:

خاص علامت:



غزوہ نجد ربیع الآخر یا جمادی الاول 4ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	امیر لشکر اسلامی:
بنی غطفان کے دو قبیلے بنو محارب اور بنو ثعلبہ	دشمن:
صحرائے نجد	مقام:
صحرائے نجد میں لشکر اسلام دور تک گیا مگر دشمن خوف زدہ ہو کر بھاگ گیا اور بغیر لڑائی کے مدینہ واپسی ہوئی	نتیجہ:



غزوہ بدر الصغریٰ شعبان 4ھ، جنوری 626ء

مدینہ منورہ میں نائب: حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی / حضرت عبداللہ بن

رواح

1500

تعداد لشکر اسلام:

نبی کریم ﷺ - حضرت ابو بکر صدیقؓ -

لشکر اسلام کے گھڑ سوار:

حضرت عمر فاروقؓ - حضرت ابو قتادہؓ -

حضرت سعد بن زید - حضرت مقداد بن اسود -

حضرت حباب بن منذر - حضرت زبیر بن عوام -

حضرت عباد بن بشر

حضرت علی المرتضیٰ

علم بردار:

2,000 (مگر میدان بدر تک نہ پہنچے)

تعداد لشکر کفار:

19 عدد

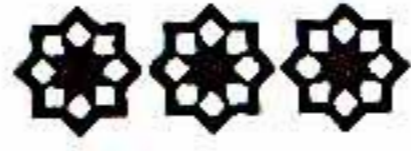
گھوڑے (لشکر اسلام):

ابوسفیان

امیر لشکر کفار:

50 عدد

گھوڑے لشکر کفار:



غزوہ دومتہ الجندل 15 ربیع الاول 5ھ

سر دارِ دو عالم ﷺ	امیر لشکر اسلامی:
1,000	تعداد لشکر اسلام:
حضرت سبأ بن عرفطہ الغفاری	مدینہ منورہ میں نائب:
20 ربیع الثانی 5ھ	واپسی مدینہ منورہ:
سرحدِ شام کے ساتھ آباد قبائل	مقام:
بنو عذرہ سے تعلق مذکورہ نامی شخص	راستہ بتانے والا:



غزوہ مرہ سیح / غزوہ بنی مصطلق شعبان 5ھ

مقام: قبیلہ خزاعہ کے ایک چشمے الفرغ کے قریب۔ مکہ سے آٹھ برید کے فاصلے پر

مدینہ منورہ میں نائب: حضرت زید بن حارثہ

700

تعداد لشکر اسلام:

حضرت عمرؓ

کماندار مقدمہ الجیش:

مہاجرین کا علم: حضرت ابو بکر صدیقؓ

علم بردار:

انصار کا علم: حضرت سعد بن عبادہ

10 عدد

دشمن کے ہلاک:

ایک

مسلمانوں کے شہید:

اونٹ 2000 بکریاں 5000 بہت سے مردوزن

مال غنیمت:

قیدی



غزوہ احزاب / جنگ خندق / غزوہ خندق شوال 5ھ

امیر لشکر اسلامی: سرکارِ دو عالم حضرت محمد ﷺ
خندق کی تفصیل:

کھودنے کی تجویز: حضرت سلمان فارسیؓ
ہر دس آدمیوں کے حصے: 40 ہاتھ خندق کھودنے کا کام
خندق کی گہرائی:
خندق کی چوڑائی:

نائب مدینہ: حضرت ابن ام مکتومؓ
تعداد لشکر اسلام: 3,000
سپہ سالار اعلیٰ لشکر کفار: ابوسفیان
کفار کے لشکر کی تفصیل:

قبائل
قریش، کنانہ، تہامہ کے حلیف (جنوب سے)
بنو سلیم (مراۃ النظر ان سے شامل ہوئے)
عطفانی قبائل (مشرق سے)

قیادت
ابوسفیان

تعداد
4000

6,000

عُيَيْنَةُ بنِ حِصْن

(۱) فزارہ

حارثِ عَوْف

(۲) بنومرہ

مِصْرَ بنِ رَحِيلَہ

(۳) بنو اشجع

10,000

تعداد لشکر کفار:

حَم لا تُنصرون (حَم ان کی مدد نہ کی

مسلمان افواج کا کوڈ:

جائے)

(۱) ایک دن نمازِ عصر، سورج ڈوبنے کے بعد ادا

قضا نمازیں:

فرمائی۔ پہلے عصر اور پھر نمازِ مغرب وقت پر ادا

فرمائی۔

(۲) ایک دن ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں

اکٹھی ادا فرمائیں۔

شوال 5ھ تا ذیقعدہ 5ھ (تقریباً ایک ماہ)

جنگ کا عرصہ:

رسول اللہ کی خندق سے واپسی: 23/22 ذی قعدہ 5ھ بروز بدھ

6

تعداد شہداء:

(۱) حضرت ثعلبہؓ بن غنمہ بن عدی

شہدائے کرام:

(۲) حضرت سعدؓ بن معاذ

(۳) حضرت طفیلؓ بن مالک

(۴) حضرت عبداللہؓ بن سہل انصاری

(۵) حضرت کعبؓ بن زید

(۶) حضرت انسؓ بن اوس

مقتولین کفار کی تعداد:

10 (تمام تیر اندازی سے مارے گئے ایک یا دو آدمی
تلوار سے قتل ہوئے)



غزوہ بنو قریظہ ذیقعدہ 5ھ

امیر لشکر اسلامی:	سرکارِ دو عالم حضرت محمد ﷺ
نائب مدینہ:	حضرت ابن ام مکتومؓ
تعداد لشکر اسلام:	3,000
علم بردار لشکر اسلام:	حضرت علی المرتضیٰؓ
سردار یہود:	کعب بن اسد
اسلامی لشکر کے گھوڑے:	30 عدد
نتیجہ:	یہودیوں نے ہتھیار ڈال کر حضرت سعد بن معاذ کو اپنا حاکم تسلیم کر لیا۔
حضرت معاذ کا فیصلہ:	یہودیوں کے مردوں کو قتل کر دیا جائے۔ جن کی تعداد 700/600 تھی۔ عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا جائے اور اموال تقسیم کر دئے جائیں۔
فتح کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ جو ہتھیار لگے:	(۱) 1500 تلواریں
	(۲) 2000 نیزے



مہم سلام بن ابی الحقیق (یہودی)

ذیقعدہ / ذی الحجہ 5ھ

حضرت عبداللہ بن عتیک

امیر لشکر:

5

تعداد لشکر:

سلام بن ابی الحقیق کا قتل

حدف:

قلعہ ابورافع خیبر

موقع / مقام:

سلام بن ابی الحقیق کو قتل کر کے لوٹے

نتیجہ:



سریہ محمد بن مسلمہ / مہم قرطاء 10 محرم 6ھ

امیر لشکر:	حضرت محمد بن مسلمہ
تعداد لشکر:	30
مقام:	قرطاء (خریہ اور مدینہ کے درمیان سات رات کا فاصلہ)
نتیجہ:	دشمن بھاگ گئے البتہ چوپائے اور بکریاں ہاتھ لگیں



غزوہ بنولحیان ربیع الاول / جمادی الاول 6 ھ

امیر لشکر:	سرکار دو جہاں حضرت محمد ﷺ
تعداد لشکر:	200
مدینہ میں نائب رسول:	حضرت ابن ام مکتومؓ
مقام:	انج اور عسفان کے درمیان بطن غران نامی وادی
وجہ:	بنولحیان نے دس صحابہ کرامؓ کو گھیر کر مقام ربیع پر ان میں سے آٹھ کو شہید کر دیا۔ رسول ﷺ نے بنولحیان کی گوشمالی کے لیے یہ سفر اختیار فرمایا۔
نتیجہ:	بنولحیان آپ ﷺ کی آمد کی خبر سن کر پہاڑوں پر بھاگ گئے۔



سمریہ عکاشہ ربیع الاول 6 ھ

حضرت عکاشہ بن محسن

40

غمر بنو اسد کے ایک چشمے کا نام

دشمن بھاگ گیا اور مالِ غنیمت میں 200 اونٹ ہاتھ

آئے۔

امیر لشکر:

تعداد لشکر اسلامی:

مقام:

نتیجہ:



سریہ ذوالقصد (اول) ربیع الاول / ربیع الآخر 6ھ

- | | |
|---|-----------------------|
| حضرت محمدؐ بن مسلمہ | ۱۔ امیر لشکر اسلامی: |
| 10 | ۲۔ تعداد لشکر اسلامی: |
| 100 | ۳۔ دشمن کی تعداد: |
| بنو ثعلبہ کے دریا میں واقع | ۴۔ مقام: |
| دشمن مکین گاہ میں چھپا ہوا تھا رات کو صحابہ کرامؓ | ۵۔ نتیجہ: |
| جب سو گئے تو اچانک حملہ کر کے سب کو شہید کر دیا۔ | |
| صرف حضرت محمدؐ بن مسلمہ نکلنے میں کامیاب ہوئے جو | |
| زخمی تھے اور بعد میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ | |



سریہ ذوالقصر (دوم) ربیع الآخر 6 ہجری

حضرت ابو عبیدہؓ

امیر لشکر اسلامی:

40

تعداد لشکر اسلامی:

بنو ثعلبہ کا دریا جہاں پر سریہ ذوالقصر اول واقع ہوا تھا

مقام:

دشمن بھاگ گئے ایک قیدی ہاتھ لگا جس نے اسلام

نتیجہ:

قبول کر لیا۔ مالِ غنیمت میں مویشی اور بکریاں ہاتھ

آئیں۔



سر یہ علیؑ بن ابی طالبؑ 6 ہجری

حضرت علی مرتضیٰ

امیر لشکر اسلامی:

100

تعداد لشکر اسلامی:

بنو نضیر نے قبیلہ سعد بن بکر کو فوجی قیادت پر ورغلا یا
تا کہ خیبر کے یہودیوں کو مدینہ پر حملہ کرنے میں مدد
دے۔

وجہ:

حضرت علی نے ناگہانی حملہ کر دیا۔ دشمن بوکھلا کر فرار
ہو گئے قبیلہ سعد بن بکر کے مویشی مال غنیمت کی صورت
میں ملے۔

نتیجہ:



سریہ زید بن حارثہ

- امیر لشکر اسلامی: حضرت زید بن حارثہ
- تعداد لشکر اسلامی: ایک طلایہ گرد دستہ
- وجہ: قبیلہ مزلانہ کی ایک عورت نے مخبری کی کہ بنو سلیم فتنہ و شرارت کا ارادہ کر رہے ہیں۔
- دشمن قبیلہ: بنو سلیم
- نتیجہ: حضرت زید نے چھاپہ مار کر کچھ افراد گرفتار کر لئے اور ان کے مویشی لیکر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کئے۔



سریہ زید بن حارثہ الی العیص

امیر لشکر اسلامی: حضرت زید بن حارثہ

تعداد لشکر اسلامی: 170

مقام: عیص

نتیجہ:

بہت سا سامان ہاتھ لگا اور قافلے والے گرفتار ہوئے۔ ان میں آپ کے داماد حضرت ابوالعاص بھی شامل تھے۔ حضرت زینب نے پناہ دی تو آپ نے ان کی پناہ قبول کر لی۔

نوٹ: کچھ مورخین کا خیال ہے کہ یہ صلح حدیبیہ کے بعد کا واقعہ ہے۔ لیکن یہ اس بناء پر ٹھیک نہیں ہو سکتا کہ صلح حدیبیہ کے بعد طرفین کو آزادی اور امان حاصل تھا اور معاہدہ امن کے بعد یہ ممکن نہیں تھا کہ حضور ﷺ کے حکم سے قافلے پر حملہ کیا جاسکتا۔



سریہ زید بن حارثہ الی الطرق

حضرت زید بن حارثہ	امیر لشکر اسلامی:
15	تعداد لشکر اسلامی:
طرق	مقام:
بنو ثعلبہ کے مفرورین کی قرار واقعی سرکوبی	وجہ:
مخالف بھاگ گئے اور صرف بیس اونٹ ہاتھ آئے۔	نتیجہ:



سر یہ زید بن حارثہ الی الحسمی جمادی الاخرہ 6 ہجری

حضرت زید بن حارثہ	امیر لشکر اسلامی:
500	تعداد لشکر اسلامی:
حسمی	مقام:
حضور ﷺ کے سفیر حضرت وحیہ الکلبی جو قیصر کے پاس تحفوں کے ساتھ واپس آرہے تھے جس میں حضور ﷺ کے لئے نفیس پوشاک بھی تھی۔ یہ سفیر جب وادی القریٰ کے قریب حسمی پہنچے تو بنو جذام کے چند لٹیروں نے ان کا سامان لوٹ لیا۔ آپ نے مدینہ پہنچ کر حضور ﷺ کو اطلاع دی۔	وجہ:
بنو جذام	دشمن قبیلہ:
حضرت زید بن حارثہ نے علی الصباح ہلہ بول دیا۔ کچھ لوگ مارے گئے۔ اور مال غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ ایک ہزار اونٹ، پانچ ہزار بکریاں اور سو قیدی ہاتھ آئے۔ لیکن بعد میں قبیلے کی طرف سے	نتیجہ:

امان نامہ پیش کیا گیا جس کے بعد تمام املاک واپس
کردیئے گئے۔



سریہ کرز بن جابر الی عربینہ سوال 6 ہجری

کرز بن جابر

امیر لشکر اسلامی:

20

تعداد لشکر اسلامی:

وجہ:

عربینہ کے کچھ لوگ مدینہ آ کر مسلمان ہو گئے۔ لیکن
انہیں یہاں کی آب و ہوا اس نہ آئی جس سے وہ بیمار
پڑ گئے۔ ان لوگوں کا سرکاری خرچ پر علاج معالجے کا
انتظام کیا گیا اور خوراک وغیرہ بھی فراہم کی گئی۔ لیکن
جب یہ صحت یاب ہوئے تو 15 اونٹ لیکر فرار ہو گئے
اور چرواہے کو بھی مار ڈالا۔

ان سب کو گرفتار کر لے لایا گیا اور عبرتناک سزا دی
گئی۔

نتیجہ:



صلح حدیبیہ ذی القعدہ 6 ہجری

صلح حدیبیہ میں درج ذیل شرطیں تھیں:

(۱) دس سال تک فریقین کے درمیان جنگ بند رہے گی۔ نیز دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کے خلاف خفیہ یا علانیہ جنگ کی کارروائی نہ کرے گا۔ اس مدت میں ہر شخص محفوظ و مامون ہوگا۔ فریقین کے ہر فرد کو ہر جگہ اور ہر وقت آنے جانے کی آزادی رہے گی۔ اختلاف مذہب کی بنا پر کوئی ایک دوسرے پر دست درازی نہیں کرے گا۔

(۲) محمد (ﷺ) اس سال واپس جائیں گے اور آئندہ سال عمرہ کیلئے آئیں گے۔ اور صرف تین دن مکہ میں ٹھہر سکیں گے۔ ان کی تلواریں پر تلوں کے اندر ہیں گی۔ اسکے علاوہ اور کوئی سامان حرب نہ ہوگا۔ نیز مسلمان یہاں سے جاتے ہوئے کسی شخص کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں گے۔

(۳) اس مدت میں جو مکہ والا مسلمان ہو کر مدینہ آئے گا تو اس کے رشتہ دار اس کو واپس لے جانے کے مجاز ہوں گے۔ اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر مکہ آئے گا تو مسلمان اس کو مدینہ واپس نہ لاسکیں گے۔

(۴) عرب قبیلوں میں سے جو قبیلہ فریقین میں سے جس کا شریک ہونا چاہے اس کا شریک ہو سکتا ہے۔



غزوہ خیبر 7 ہجری

امیر لشکر اسلامی:	حضرت محمد ﷺ
تعداد لشکر اسلامی:	1400 جو صلح حدیبیہ میں شامل تھے۔ 2 سوار
	20 عورتیں ☆
	1600 جس میں 200 سوار ☆ ☆
مقام:	خیبر..... شام کے راستے پر مدینہ سے چار منزل یا بتیس میل
فوج کی تقسیم:	مدینہ سے شام کی جانب 200 میل ☆ ☆ ☆ تین حصوں میں تقسیم کیا اور پہلی دفعہ ایک سے زائد علم بنائے گئے۔
راستہ:	مدینہ..... عصر..... صہبا..... رجب
	رجب کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ جو قبیلہ غطفان اور خیبر کے درمیان واقع ہے اور بقیہ فوج کو خیبر کی طرف روانہ کر دیا۔

خیبر کے چند مشہور قلعے: ناغم، قموص، نظاۃ، قصارہ، شن، قریظہ،

صعب بن معاذ، الزبیر

15

تعداد شہدا:

103

مقتولین یہودیوں کی تعداد:

نتیجہ: تمام قلعے فتح ہو گئے لیکن حضور ﷺ نے یہودیوں کو

ایک خاص وقت تک بٹائی کرنے کی اجازت دیدی۔

بنو حارثہ کے محصین ٹھیس بن مسعود نے اپنی خدمات

نگرانی کے لئے پیش کیں جو حضور ﷺ نے منظور فرما

لیں۔ اس کے عوض اس نے اس علاقہ کو حضور ﷺ کے

اس وعدے پر لے لیا کہ کل فصل کا نصف حصہ مسلمانوں

کو دیا جائے گا۔



غزوہ وادی القری

وجہ: خیبر سے واپسی پر مغرب کے وقت آپ ﷺ وادی القری پہنچے۔ یہودیوں نے تیر اندازی کی۔ جس سے آپ ﷺ کا غلام مدغم شہید ہو گیا۔ آپ ﷺ نے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی۔ لیکن وہ نہ مانے۔

مقتولین یہودیوں کی تعداد: 11

نتیجہ: دوسرے دن صبح آفتاب بلند ہونے سے قبل یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ جنگ میں کافی مال غنیمت ہاتھ آیا۔



خبر تہاء

تہاء کے یہودیوں کو جب خیبر اور داہی القریٰ کے حالات معلوم ہوئے تو انہوں نے خیبر کے کاشتکاروں کی طرح نصف بٹائی پر کاشت کے معاہدے پر صلح کی درخواست پیش کی جسے حضور ﷺ نے منظور فرمایا۔



سر یہ حضرت ابو بکرؓ

وجہ: صلح حدیبیہ اور فتح خیبر کے بعد آپ ﷺ نے جنگ خندق میں چڑھائی کرنے والے قبیلوں کی سرکوبی کا فیصلہ فرمایا۔

امیر لشکر اسلامی: حضرت ابو بکرؓ
دشمن قبیلہ کا نام: قبیلہ فزارہ (بنو کلاب)



سریہ حضرت عمرؓ بن الخطاب شعبان 7 ہجری

وجہ: بنو ہوزان نے دھوکے سے مسلمانوں کو شہید

کیا تھا۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب

بنو ہوزان

دشمن حملے کی خبر سن کر بھاگ گئے۔

امیر لشکر اسلامی:

دشمن قبائل:

نتیجہ:



سریہ بشیر بن سعد شعبان 7 ہجری

امیر لشکر اسلامی:

بشیر بن سعد

دشمن قبیلہ:

بنو مرہ

نتیجہ:

دشمن جنگلوں میں چھپ گئے، بشیر ان کے اونٹ بکریاں لیکر واپس ہوئے، راستہ میں بنو مرہ نے انہیں گھیر لیا۔ چنانچہ بشیر کے کچھ ساتھی شہید ہوئے اور کچھ نے میدان جنگ چھوڑ دیا۔ بشیر نے بڑی جانبازی سے مقابلہ کیا اور زخمی ہو کر مقتولین میں گرے۔ بعد میں وہ اٹھ کر فدک پہنچ گئے جہاں کے یہودیوں نے معاہدے میں ہونے کی وجہ سے ان کی خبر گیری کی۔ بعد میں وہ صحت یاب ہو کر مدینہ پہنچ گئے۔



سریہ غالب بن عبداللہ رمضان 7 ہجری

غالب بن عبداللہ	امیر لشکر اسلامی:
130	تعداد لشکر اسلامی:
حرقہ	مقام:
بڑے آدمی مارے گئے۔ غنیمت میں کچھ اونٹ اور بکریاں ہاتھ آئیں۔	نتیجہ:



سر یہ بشیر بن سعد الانصاری

بشیر بن سعد الانصاری	امیر لشکر اسلامی:
300	تعداد جماعت اسلامی:
غطفان کی ایک جماعت مدینہ پر حملے کی تیاری کر رہی تھی۔	دشمن قبیلہ:
عینیہ بن حصن انقراری	دشمن قبیلے کا سربراہ:
بشیر بن سعد کی آمد کی خبر سنکر یہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ صرف دو آدمی قید ہوئے جو مسلمان ہو گئے۔	نتیجہ:
مال غنیمت میں سے کچھ اونٹ ملے۔	



عمرة القضاء شوال 7 ہجری

قریش نے معاہدہ حدیبیہ کی پاسداری کی اور مسلمانوں کیلئے حرم کے دروازے تین دن تک کھول دیئے گئے اور آنحضرت ﷺ کی قیادت میں مسلمانوں نے عمرہ ادا کیا۔ کثر مخالفین غصہ میں شہر چھوڑ کر پہاڑوں پر چلے گئے۔



سریہ ابن ابی العوجاء ذی الحجہ 7 ہجری

امیر لشکر اسلامی:	ابن ابی العوجاء
تعداد:	50
دشمن قبیلہ:	بنو سلیم
نتیجہ:	اس جنگ میں 49 مسلمان شہید ہوئے اور ابن ابی العوجاء شدید زخمی ہوئے۔



سریہ غالب بن عبداللہ صفر 8 ہجری

غالب بن عبداللہ لیلی

امیر لشکر اسلامی:

60

تعداد:

بنو ملوح

مخالف قبیلہ:

نتیجہ:

بنو ملوح پر اچانک حملہ کر دیا گیا کیونکہ وہ پہلے مسلمان
مجاہدین کی خبر سنتے ہی پہاڑوں میں روپوش ہو جاتے
تھے۔ بنو ملوح قتل ہو گئے، ان کی مدد کیلئے نازہ قوم کے
آدمی جس وقت وادی میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے سیلاب
بھیج دیا جس کی وجہ سے وہ وادی عبور کر کے میدان
میں نہ پہنچ سکے۔



سریہ غالب بن عبداللہ صفر 8 ہجری

وجہ:	بنو مرہ سے بشیر بن سعد کا انتقام لینے کیلئے
امیر لشکر اسلامی:	غالب بن عبداللہ
تعداد لشکر اسلامی:	200
مخالف قبیلہ:	بنو مرہ
نتیجہ:	انتقام کامیابی سے لیا گیا



سے یہ شجاع بن وہب ربیع الاول 8 ہجری

شجاع بن وہب

24

بنو ہوازن

امیر لشکر اسلامی:

تعداد لشکر اسلامی:

مخالف قبیلہ:

نتیجہ:

بنو ہوازن اس مرتبہ بھی اپنے اموال چھوڑ کر بھاگ
کھڑے ہوئے، مسلمان مال غنیمت میں ان کے
موشی لیکر مدینہ لوٹ آئے۔



سر یہ ذات اطلاق 8 ہجری

وجہ: قضاہ کے نصاریٰ کے پاس ذات اطلاق۔
حضرت کعب بن عمیر غفاری پندرہ ساتھیوں کے ہمراہ دعوت
اسلام کیلئے بھیجے گئے، لیکن انہوں نے اسے قبول نہیں کیا اور تیر
اندازی شروع کر دی۔

امیر جماعت اسلامی: حضرت کعب بن عمیر غفاری

تعداد جماعت اسلامی: 15

مخالف قبیلہ: قضاہ کے نصاریٰ

نتیجہ: چودہ مسلمان شہید ہو گئے۔ صرف امیر زخمی ہو کر گر پڑے انہیں
مردہ سمجھ کر سب لوگ چلے گئے۔ یہ بعد میں مدینہ چلے گئے۔



سریہ موتہ جمادی الاول 8 ہجری

وجہ: صلح حدیبیہ کے بعد یہودیوں کی فتنہ انگیزوں کا سدباب کر کے عرب کے مختلف حصوں میں داعی بھیجے گئے۔ ان میں سے ایک وفد بقاء کے رئیس شرجیل بن عمرو کے پاس بھیجا گیا۔ یہ عرب خاندان ہونے کے باوجود عیسائی ہو گیا تھا۔ حارث بن عمیر سفیر محمد ﷺ کے طور پر ان کے پاس بھیجے گئے تھے لیکن انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ ان کے قصاص کیلئے آپ ﷺ نے یہ لشکر روانہ کیا۔

امیر لشکر اسلامی: حضرت زید بن حارثہ۔ حضور ﷺ نے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اگر یہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن طیار کو امیر نامزد کیا جائے اور اگر وہ بھی جام شہادت نوش فرما جائیں تو عبداللہ بن رواحہ کو امیر بنا لیا جائے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں امیر نامزد کر لیں۔

تعداد لشکر اسلامی: 3000

دشمن:

رومی، بلقاء اور عرب عیسائی قبائل جن میں لخم، جذام، قضاعہ، بہرا، بلی، بلقین شامل تھے۔

دشمن کی تعداد:

ایک لاکھ رومی، ایک لاکھ شرجیل کے حامی، ایک لاکھ عرب عیسائی قبائل

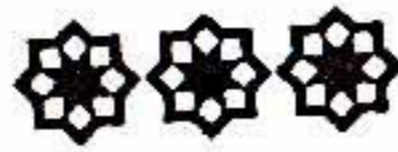
رومی کمانڈر کا نام: فروہ بن عمرو الجذمی (جنگ کے بعد مسلمان ہو گیا اور شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔

تعداد شہدا:

12

نتیجہ:

حضرت خالد بن ولید کی حکمت عملی سے رومی میدان چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ جس کے بعد اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر بنو سلیم، انجم، بنو لحيان، غطفان اور بنو فزارہ مسلمان ہو گئے۔



سریہ خط الی جہینہ رجب 8 ہجری

وجہ:	صلح حدیبیہ کے بعد قریش کا قافلہ تجارت شام سے آرہا تھا۔ قبیلہ جہینہ کی طرف سے اطمینان نہیں تھا۔
امیر لشکر اسلامی:	حضرت ابو عبیدہ بن جراح
سریہ کا دوسرا نام:	غزوہ سیف البحر
نتیجہ:	مسلمانوں کی اعانت سے قافلہ بخیر و خوبی مکہ پہنچ گیا۔



سریہ ابو قتادہ علی نجد شعبان 8 ہجری

ابو قتادہ	امیر لشکر اسلامی:
15	تعداد لشکر اسلامی:
غطفان	دشمن قبیلہ:
قبیلہ غطفان کے سردار قتل ہوئے اور مال غنیمت میں	نتیجہ:
200 اونٹ اور 2000 بکریاں ہاتھ آئیں۔	



سریہ ابی قتادہ الی بطن اضم رمضان 8 ہجری

ابو قتادہ	امیر لشکر اسلامی:
8	تعداد لشکر اسلامی:
وادی بطن اضم	مقام:
اشجمع اور جہینہ	دشمن قبائل:



سریہ ابی حدرد الی الغابہ

ابو حدرد	امیر لشکر اسلامی:
2	تعداد لشکر اسلامی:
غابہ	مقام:
رفاعہ بن قیس یا قیس بن رفاعہ	مخالف کمانڈر کا نام:
رفاعہ کو قتل کر دیا گیا اس کے آدمی بھاگ گئے اور بہت	نتیجہ:
سامان غنیمت ہاتھ آیا۔	
بعض مورخین نے اسے سریہ غطفان کہا ہے۔	نوٹ:
بعض مورخین نے ابو حدرد کے صحابی ہونے سے انکار	
کیا ہے۔	



فتح مکہ رمضان 8 ہجری

امیر لشکر اسلامی:

حضرت محمد ﷺ

تعداد جماعت اسلامی:

10 ہزار

فوج کی تقسیم:

ذی طوی کے مقام پر آپ نے فوج کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ کی قیادت حضرت زبیر بن العوم نے کی، ایک حصہ کی قیادت حضرت خالد بن ولید اور ایک حصہ کی قیادت حضرت سعد بن عبادہ نے کی۔ حضرت سعد بن عبادہ کو ہٹائے جانے کے بعد ان کے بیٹے نے قیادت کی۔

حضور ﷺ نے ان حضرات کو حکم دیا کہ قتل و خونریزی سے احتراز کریں مگر جوڑے اس کا دہرا کر دو۔

مکہ بغیر لڑائی کے فتح ہو گیا۔ کچھ اور

مسلمانوں کو شہید کر دیا جنہیں باشوں نے در

نے ٹھکانے لگا دیا۔ کعبہ کی قیادت حضرت خالد بن ولید

اللہ کو بتوں سے پاک کر دیا

گیا۔ اور قریش کیلئے عام معافی کا اعلان کر دیا گیا۔



سریہ خالد بن ولید شوال 8 ہجری

حضرت خالد بن ولید

350

یللم

بنو جذیمہ

امیر لشکر اسلامی:

تعداد لشکر اسلامی:

مقام:

مخالف قبیلہ:

نتیجہ:

حضرت خالد بن ولید نے بنو جذیمہ کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ لوگ اچھی طرح اسلمنا (ہم اسلام لائے) نہیں کہہ سکے بلکہ وہ صبا ناصبانا (ہم نے دین بدلا، ہم نے دین بدلا) کہنے لگے۔ خالد نے ان کو قتل اور قید کرنا شروع کر دیا۔ بعد میں حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو بھیج کر اس کی تلافی فرمائی اور ان کا مال واپس کر دیا اور مقتولین کی دیت بھی ادا کی گئی۔



غزوہ حنین شوال 8 ہجری

امیر لشکر اسلامی:	حضرت محمد ﷺ
تعداد لشکر اسلامی:	12 ہزار (جن میں دو ہزار مکہ والے تھے اور کچھ ایسے بھی تھے جو ابھی تک اسلام نہ لائے تھے)
دشمن قبائل:	ہوازن اور ثقیف (تیراندازی اور نشانہ بازی میں تمام عرب قبائل میں انہیں امتیاز حاصل تھا۔
کفار کی تعداد:	4 ہزار
دشمن قبائل کے سردار:	مالک بن عوف اور درید بن القمہ
تعداد شہدا:	4
نتیجہ:	قبیلہ ہوازن کے تیراندازوں نے پہلے پہل تو منہ پھیر دیا اور لشکر اسلام پسپا ہوا۔ لیکن حضور ﷺ اور چند منہمی بھر جانبا زخمی رہے۔ جس سے فوج کی دوبارہ ترتیب قائم ہوئی اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ بنو ہوازن بعد میں کثرت سے مسلمان ہو گیا۔



غزوہ طائف 8 ہجری

حنین کو فتح کرنے کے بعد آپ نے طائف کا ارادہ کیا۔ حضرت خالدؓ ایک ہزار مقدمہ لہجیش دستے لیکر آگے روانہ ہو گئے۔ قلعہ کا محاصرہ ہوا۔ منجیقین استعمال ہوئیں۔ اہل قلعہ نے گرم سلاخیں برسائیں۔ شدید تیراندازی کی وجہ سے مسلمان پیچھے ہٹے، لوگ زخمی ہوئے، کم و بیش بیس دن محاصرہ جاری رہا۔



سریہ عینیہ بن حصن انفراری محرم 9 ہجری

عینیہ بن حصن

امیر لشکر اسلامی:

50

تعداد لشکر اسلامی:

بنو تمیم

مخالف قبیلہ:

بنو تمیم بھاگ کھڑے ہوئے، مسلمانوں نے ان

نتیجہ:

کے 11 مرد 21 عورتیں اور 30 بچے گرفتار کر لئے اور

ان کو مدینہ لے آئے۔ بعد میں ان سب کو رہا کر دیا

گیا۔



سریہ قطبہ بن عامر صفر 9 ہجری

قطبہ بن عامر	امیر لشکر اسلامی:
20	تعداد لشکر اسلامی:
10 اونٹ	سواری کے جانور:
خشم	مخالف قبیلہ:
فریقین میں سخت جنگ ہوئی، کچھ لوگ قتل ہوئے، کچھ زخمی۔ اونٹ، بکریاں اور عورتیں غنیمت میں ہاتھ آئیں جن کو مدینہ لایا گیا۔	نتیجہ:



سر یہ ضحاک بن سفیان 9 ہجری

ضحاک بن سفیان

امیر لشکر اسلامی:

بنو کلاب

مخالف قبیلہ:

جنگ ہوئی لیکن بعد میں بنو کلاب میدان سے بھاگ گئے۔

نتیجہ:



سریہ علقمہ بن مجرز ربیع الآخر 9 ہجری

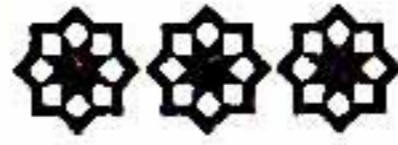
امیر لشکر اسلامی: علقمہ بن مجرز

تعداد لشکر اسلامی: 300

مقام: اہل حبشہ کے ان لوگوں کی طرف بھیجا جو جدہ آکر لوٹ مار کرتے

تھے۔ یہ لوگ جزیرہ میں رہتے تھے۔

نتیجہ: علقمہ ساتھیوں کے ہمراہ جزیرہ پر پہنچے لیکن لٹیرے بھاگ گئے۔



سریہ علی بن ابی طالب ربیع الآخر 9 ہجری

حضرت علی بن ابی طالب	امیر لشکر اسلامی:
200 انصار	تعداد لشکر اسلامی:
بنوٹے	مخالف قبیلہ:
دس اونٹ اور پانچ گھوڑے	سواری کے جانور:
کچھ لوگ بھاگ کر شام چلے گئے۔ مال غنیمت میں	نتیجہ:
عدی بن حاتم کی بہن مدینہ آئیں۔ آنحضرت ﷺ	
نے بڑے اعزاز و اکرام سے انہیں رخصت کیا۔ جب	
یہ شام گئیں اور اپنے بھائی سے اسلام اور پیغمبر اسلام کا	
تعارف کروایا تو وہ مدینہ آیا اور مسلمان ہو گیا بعد میں	
سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔	



غزوہ تبوک رجب 9 ہجری

امیر لشکر اسلامی:	حضرت محمد ﷺ
تعداد لشکر اسلامی:	30 ہزار مجاہدین، جن میں 10 ہزار سوار تھے
مدینہ میں نائب:	حضرت علی مرتضیٰ
دشمن:	قیصر روم، غانی اور دوسرے عرب سردار
قیام:	20 دن
نتیجہ:	تبوک پہنچ کر معلوم ہوا کہ قیصر اور اس کے زیر اثر قبائل نے مقابلے پر آنے کی بجائے اپنی فوجیں سرحد سے ہٹالی ہیں۔



سریہ خالد بن ولید

امیر لشکر اسلامی: حضرت خالد بن ولید
دشمن قبیلہ: بنو کنندہ
دشمن سردار کا نام: اکیدر بن عبد الملک
نتیجہ: مقابلہ ہوا، خالد نے اکیدر کو گرفتار کر لیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ اکیدر نے جزیہ کی شرط پر صلح کر لی۔



سریہ خالد بن ولید

امیر لشکر اسلامی: حضرت خالد بن ولید

تعداد لشکر اسلامی: 400

دشمن: بنی حارث بن کعب

نتیجہ: حضرت محمد ﷺ نے ہدایت کی تھی کہ تین دن کے اندر اگر قبیلہ

اسلام قبول کر لیتا ہے تو ٹھیک ہے وگرنہ حملہ کر دیا جائے۔ ان

لوگوں نے تین دن کے اندر اسلام قبول کر لیا۔



حضرت ابراہیمؑ

حضرت ابراہیمؑ کی دو بیویاں تھیں۔ بڑی بیوی کا نام حضرت سارہ تھا جبکہ دوسری بیوی کا نام حضرت ہاجرہ تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کی وہ اولاد جو بی بی سارہ کے بطن میں سے تھی اس کا شجرہ اور تھوڑی سی تاریخ حسب ذیل ہے۔ اسکا لکھنا اس وجہ سے ضروری تھا تاکہ پڑھنے والے کے سامنے ایک مکمل view (ویو) آجائے اور مزید تعلیم حاصل کرنے میں آسانی ہو جائے۔

نسب نامہ حضرت یعقوبؑ

عہد نامہ عتیق کے مطابق حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت یعقوبؑ تک بائیس پشتیں ہیں۔ اس کے برعکس عہد نامہ جدید میں بیان کردہ نسب نامہ کی رو سے پشتوں کی تعداد بائیس کی بجائے چوبیس بیان کی گئی ہے۔ ذیل میں اس کی تفصیل دی جا رہی ہے:

مذکورہ کتب عہد عتیق

تواریخ (حوالہ جات)	پیدائش	نام	نمبر شمار
۱:۱	۲۷:۱	آدم	۱
	۳:۵	سیث	۲
	۶:۵	انوس	۳
۲:۱	۸:۵	قینان	۴
	۱۲:۵	محلل ایل	۵
	۱۵:۵	یارد	۶
۳:۱	۱۸:۵	حنوک	۷
	۲۱:۵	متوح سلح	۸
	۲۵:۵	لمک	۹
۴:۱	۲۸:۵	نوح	۱۰
	۳۲:۵	سم	۱۱
۲۴:۱	۱۰:۱۱	ارفسکد	۱۲
	۱۲:۱۱	سلح	۱۳
۲۵:۱	۱۴:۱۱	عبر	۱۴
	۱۶:۱۱	فلج	۱۵

	۱۸:۱۱	رعو	۱۶
۲۶:۱	۲۰:۱۱	سروج	۱۷
	۲۲:۱۱	نخور	۱۸
	۲۳:۱۱	تارخ	۱۹
	۲۶:۱۱	ابرهام (ابراہیم)	۲۰
۲۸:۱	۳۸:۲۱، ۱۵:۱۷	اسحاق	۲۱
۳۳:۱	۲۶:۲۵	یعقوب	۲۲

مذکورہ کتب عہد جدید

حوالہ جات (انجیل لوقا)	نام	نمبر شمار
۳۸:۳	خدا	۱
	آدم	۲
	سیٹھ	۳
	انوس	۴
۳۷:۳	قینان	۵
	محلل ایل	۶
	یارد	۷
	حنوک	۸
	متوسلخ	۹

۳۶:۳

۱۰ لہک

۱۱ نوح

۱۲ سم (سام)

۱۳ ارفسکد

۱۴ قینان

۳۵:۳

۱۵ سلح

۱۶ عبر

۱۷ فلج

۱۸ رعو

۱۹ سروج

۳۴:۳

۲۰ نخور

۲۱ تارہ

۲۲ ابرہام (ابراہیم)

۲۳ اسحاق (اسحاق)

۲۴ یعقوب

حضرت یعقوبؑ کی شادیاں

حضرت یعقوبؑ نے چار شادیاں رچائیں۔ ان کی بیویوں کے نام درج

ذیل ہیں:

۱۔ لیاہ

۲۔ راغل

۳۔ زلفہ (لیاہ کی لونڈی)

۴۔ بلہاہ (راغل کی لونڈی)

حضرت یعقوبؑ کی اولاد

ان چار عورتوں سے حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے پیدا ہوئے۔

بیوی لیاہ سے اولاد

۱۔ روبن

۲۔ شمعون

۳۔ لادی

۴۔ یہوداہ

۵۔ اشکار

۶۔ زبولون

بیوی راغل سے اولاد

۱۔ یوسف

۲۔ بنیمین

لونڈی زلفہ سے اولاد

۱۔ اجد ۲۔ آشر

لوٹدی بلہاہ سے اولاد

۱۔ دان ۲۔ نفتالی

حضرت یوسفؑ کے دو بیٹے منسی اور افرائیم مصر میں پیدا ہوئے۔ حضرت یوسفؑ کی نسل ان کے اپنے نام کی بجائے ان کے دو بیٹوں کے ناموں سے منسوب ہوئی۔ اس طرح بنی اسرائیل کے تیرہ قبیلے ہو گئے۔

حضرت موسیٰؑ نے خدا کے حکم سے یعقوبؑ (اسرائیل) کے بیٹے لاوی کی اولاد کو بنی اسرائیل کیلئے مذہبی رسومات ادا کرنے کے فرائض سونپ کر بنی لاوی کی اولاد کو بنی اسرائیل کے قبائل سے الگ شمار کر دیا۔ اس سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے رہ گئے۔

مذہبی رسومات کی ادائیگی کرنے سے بنی لاوی اہم قبیلہ ٹھہرا۔ اس قبیلے سے عمرام کے دو بیٹے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ پیدا ہوئے۔ کہانت کا اعلیٰ ترین مذہبی عہدہ حضرت ہارونؑ اور ان کی اولاد کے سپرد تھا۔

بنی اسرائیل کا دوسرا اہم قبیلہ یہوداہ کا تھا۔ حضرت داؤد اور دیگر شاہان یہوداہ کا تعلق بنی یہوداہ سے تھا۔ جبکہ تیسرا اہم قبیلہ حضرت یوسفؑ کے بیٹے افرائیم کا تھا۔ بنی اسرائیل کی منقسم سلطنت میں شاہان اسرائیل بنی افرائیم تھے۔

شاہان بنی اسرائیل

بائبل کی رو سے شاہان بنی اسرائیل کی مختصر تاریخ اس طرح ہے:
”حضرت موسیٰؑ کی ہمراہی میں مصر سے خروج کے بعد بنی اسرائیل نے

دریائے یردن (اردن) کے مشرقی کنارے پر ریجوک کے میدان میں ڈیرے لگائے“
 حضرت موسیٰ نے وفات سے قبل بنی اسرائیل کی قیادت یشوع بن نون کو
 سونپ دی تھی۔ انہوں نے دریا پار کر کے کنان میں فتوحات حاصل کیں اور مفتوحہ
 علاقے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں تقسیم کر دیئے اور ان کے درمیان لاویوں کو بسنے
 کیلئے شہر دیئے۔

حضرت داؤدؑ کی حکومت

بنی اسرائیل کی متحدہ حکومت کا پہلا بادشاہ ساؤل بن قیس تھا۔ ساؤل کی
 موت کے بعد بنی اسرائیل کی حکومت حضرت داؤدؑ کی طرف منتقل ہو گئی۔ انہوں نے
 شروع کے سات سال حبرون کو دارالخلافہ بنا حکومت کی اور بعد میں دارالخلافہ یروشلم
 میں بنا لیا گیا۔ انہوں نے کل چالیس سال تک اسرائیل پر حکومت کی۔

حضرت سلیمانؑ کی حکومت

حضرت داؤدؑ کی وفات کے بعد ان کے بیٹے حضرت سلیمانؑ بادشاہ بنے۔
 انہوں نے یروشلم میں شاندار عبادت گاہ تعمیر کرائی اور چالیس برس تک کل بنی اسرائیل
 پر یروشلم میں حکومت کی۔

یہوداہ اور بنی اسرائیل کی تقسیم

حضرت سلیمانؑ کی وفات کے بعد ان کا بیٹا رجعام یروشلم میں تخت نشین ہوا تو یہوداہ اور بنیمین کے قبائل کے سوا باقی بنی اسرائیل نے افرامیہ یربعام بن نباط کے ماتحت اپنی الگ سلطنت فلسطین کے شمال میں قائم کر لی اور اس کا نام اسرائیل رکھا۔ جبکہ جنوب میں حضرت داؤدؑ کے خاندان کی حکومت یہوداہ کے نام سے موسوم ہوئی۔

شاہان یہوداہ اور شاہان بنی اسرائیل

بائبل میں شاہان یہوداہ اور ان کے ہم عصر شاہان اسرائیل کے عہد ہائے سلطنت اور ان کے تحت نشینی اور مدت حکومت کی تفصیلات درج ہیں۔ ان کی تفصیل گوشوارہ نمبر ۱ اور گوشوارہ نمبر ۲ میں دی جا رہی ہیں۔

سلطنت یہوداہ (گوشوارہ نمبر ۱)

نمبر شمار	نام شاہ یہوداہ	مدت حکومت	رجعام سے ابتداء	حوالہ بائبل
۱	رجعام بن سلیمان	۱۷	۱	۲۱:۱۲
۲	ایام بن رجعام	۳	۱۸	۱:۱۵
۳	آسام بن ایام	۴۱	۲۱	۱:۱۵
۴	یہوسف بن آسا	۲۵	۶۲	۲۲:۲۳

۱۷:۸	۸۷	۸	یہورام بن یہوسف	۵
۲۶:۸	۹۵	۱	اخریاء بن یہورام	۶
۳:۱۱	۹۶	۶	عتلیاء زوجہ اخریاء	۷
۱:۱۲	۱۰۲	۲۰	یہواس بن اخریاء	۸
۲:۱۲	۱۲۲	۲۹	امصیاء بن یہواس	۹
۲:۱۵	۱۷۱	۵۲	عزریاء بن امصیاء	۱۰
۳۳:۱۵	۲۲۳	۱۶	یوتام بن عزریاء	۱۱
۲:۱۶	۲۳۹	۱۶	آخر بن یوتام	۱۲
۲:۱۸	۲۵۵	۲۹	حزقیاء بن آخر	۱۳
۱:۲۱	۲۸۲	۵۵	منستی بن حزقیاء	۱۴
۱۹:۲۱	۳۳۹	۲	امون بن منستی	۱۵
۱:۲۲	۳۴۱	۳۱	یوسیاء بن امون	۱۶
۳۱:۲۳	۳۷۲	۵۶۳	یہوآخر بن یوسیاء	۱۷
۳۶:۲۳	۳۷۲	۱۱	یہولقیم بن یوسیاء	۱۸
۸:۲۴	۳۸۳	۵۶۳	یہویاکین بن یہولقیم	۱۹
:۱۷:۲۴	۳۸۳	۱۱	صدقیاء بن یوسیاء یا	۲۰
۲:۱۸			صدقیاء بن یہولقیم	
	۳۹۴	۳۹۴	اختتام	

سلطنت اسرائیل (گوشوارہ نمبر ۲)

نمبر شمار	نام شاہ اسرائیل	مدت حکومت	یربعام سے ابتداء	حوالہ بائبیل
۱	یربعام بن نباط	۲۲	۱	۲۰:۱۲
۲	مذب بن یربعام	۲	۲۳	۲۵:۱۵
۳	بعشاہ بن اغیاء	۲۴	۲۵	۲۳:۱۵
۴	ایلہ بن بعشاہ	۲	۴۹	۸:۱۶
۵	زمری بن ایلہ	۷ دن	۵۱	۱۵:۱۶
۶	عمری بن زمری	۱۲	۶۳	۲۳:۱۶
۷	اخی اب بن عمری	۲۲	۸۵	۲۹:۱۶
۸	اخریاء بن اخی اب	۲	۸۷	۵۱:۲۲
۹	یہورام بن اخی اب	۱۲	۹۹	۱:۳
۱۰	یاہو بن نمسی	۲۸	۱۲۷	۳۶:۱۰
۱۱	یہوآخز بن یاہو	۱۷	۱۴۴	۱:۱۳
۱۲	یہوآس بن یہوآخز	۱۶	۱۶۰	۱۰:۱۳
۱۳	یربعام دوئم بن یہوآس	۴۱	۲۰۱	۲۳:۱۲
۱۴	زکریاء بن یربعام	۶۶	۲۰۱	۸:۱۵

۱۳:۱۵	۲۰۲	۵۱	سلوم بن پیس	۱۵
۱۷:۱۵	۲۱۲	۱۰	مناحم بن جادی	۱۶
۲۳:۱۵	۲۱۴	۲	فقیہاہ بن مناحم	۱۷
۲۷:۱۵	۲۳۴	۲۰	فح بن رملیہ	۱۸
۱:۱۷	۲۴۳	۹	ہوسیج بن ایلہ	۱۹
	۲۴۳ برس	۲۴۳ برس	اختتام	

شاہان یہوداہ اور شاہان اسرائیل کی تخت نشینی کے بائبل میں

مذکورہ سنین میں تضاد

بائبل کی کتب سلاطین ۲، ۱ میں مذکور ہے کہ فلاں شاہ یہوداہ فلاں شاہ اسرائیل کی حکومت کے فلاں سال میں تخت نشین ہوا تھا۔ یہ نام اور سنہ ہم گوشوارہ نمبر ۳ کے کالم نمبر ۱ اور کالم نمبر ۲ میں درج کر رہے ہیں۔۔۔ بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو بائبل میں مذکورہ سنین میں کھلا تضاد موجود ہے۔ یہی نہیں بسا اوقات بادشاہ بھی مختلف ہے۔ یہ امور ہم گوشوارہ نمبر ۲ کی مدد سے کالم نمبر ۳، ۴، ۵، ۶ میں واضح کر رہے ہیں۔

گوشوارہ نمبر ۳

نمبر شمار	نام شاہ یہوداہ	سنہ تخت نشینی از	بعہد شاہ اسرائیل	در سال حکومت	بعہد شاہ	در سال حکومت
۱	آسا	۲۱	یربعام بن سلیمان	۲۰	اسرائیل	یربعام ۲۱

۲	یہوسف	۶۲	اخیا اب	۴	عمری	۱۲
۳	یہورام	۸۷	یہورام	۵	اخزیاء	۳
۴	اخزیاء	۹۵	یہورام	۱۲	یہورام	۸
۵	عظلیاء	۹۶	یاهو	۱	یہورام	۱۰
۶	یہوآس	۱۰۲	یاهو	۷	یاهو	۴
۷	اصیاء	۱۳۲	یربعام	۲	یہوآخز	۱۶
۸	عزریاء	۱۷۱	یربعام	۲۷	یربعام	۱۲
۹	یوتام	۲۲۳	فتح	۲	فتح	۱۰
۱۰	آخز	۲۳۹	ہوسع	۳	ہوسع	۶
۱۱	حزقیاء	۲۵۵	ہوسع	۳		
	اختتام					

گوشوارہ نمبر ۴

بائبل کی کتب سلاطین ۲، ۱ میں مذکور ہے کہ فلاں شاہ اسرائیل کی حکومت کے فلاں برس میں فلاں شاہ یہوداہ تخت پر بیٹھا تھا۔ انہیں گوشوارہ نمبر ۴ کے کالم نمبر ۱، ۲، ۳، ۴ میں دکھایا گیا ہے۔ کالم نمبر ۳ میں رجعام بن سلیمان کی تخت نشینی کے وقت سے وہ سنہ دیا گیا ہے۔ جو بائبل کی رو سے مذکور شاہ اسرائیل کی حکومت کے برس میں تھا۔

بنظر غائر مطالعہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ کالم نمبر ۳ کے سنہ میں کوئی بھی شاہ یہوداہ تخت نشین نہیں تھا۔ بلکہ وہ پیشتر ازیں تخت نشین تھا۔ یہی نہیں بسا اوقات شاہ یہوداہ کا نام بھی مختلف ہے۔ گوشوارہ نمبر ۱ اور ۲ سے معلوم کردہ یہ تضاد کالم نمبر ۵ اور ۶ میں دکھایا گیا ہے۔

نمبر شمار بعد شاہ اسرائیل در سال حکومت شاہ اسرائیل کا تخت نشین ہونے حکومت کرنے شاہ یہوداہ

سال حکومت از ولا شاہ یہوداہ والا شاہ یہوداہ کا سال

رجعام بن

سلیمان

۱	یربعام	۲۰	۲۰	آسا	ایام	۳
۲	انجی اب	۴	۶۶	یوسف	یوسف	۵
۳	یہورام	۵	۹۱	یہورام	یہورام	۵
۴	یہورام	۱۲	۹۸	انزیہ	عتلیاہ	۳
۵	یاہو	۱	۹۹	عتلیاہ	عتلیاہ	۴
۶	یاہو	۷	۱۰۵	یہوآس	یہوآس	۲۵
۷	یہوآس	۲	۱۲۵	اصیہ	اصیہ	۴
۸	یربعام	۲۷	۱۸۶	عزریاہ	عزریاہ	۱۶
۹	فتح	۲	۲۱۵	یوتام	عزریاہ	۱۶
۱۰	فتح	۱۷	۲۳۰	آنز	یوتام	۸
۱۱	ہوسع	۳	۲۳۶	جزقیہ	منستی	۵۳

گوشوارہ نمبر ۵

بائبل کی رو سے کتب سلاطین ۲۱ میں مذکور ہے کہ فلاں شاہ اسرائیل فلاں شاہ یہوداہ کی حکومت کے فلاں سال تخت نشین ہوا تھا۔ یہ نام اور سنہ ہم گوشوارہ نمبر ۵ کے کالم ۱ اور ۲ میں درج کر رہے ہیں۔

بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو بائبل میں کھلا تضاد موجود ہے۔ یہی نہیں بسا اوقات بادشاہ کا نام بھی مختلف ہے۔ یہ امور ہم گوشوارہ نمبر ۱ اور ۲ کی مدد سے کالم نمبر ۳، ۴، ۵ میں واضح کر رہے ہیں۔

نمبر شمار	نام شاہ اسرائیل	سنہ تخت نشینی از	بعہد شاہ	در سال	بعہد شاہ اسرائیل	در سال
۱	ندب	۲۳	آسا	۲	آسا	۳
۲	یعشاہ	۲۵	آسا	۳	آسا	۵
۳	ایلہ	۴۹	آسا	۲۶	آسا	۲۹
۴	زمری	۵۱	آسا	۲۷	آسا	۳۱
۵	انخی اب	۶۳	آسا	۳۸	یہوسفط	۲
۶	انزیاہ	۸۵	یہوسفط	۱۷	یہوسفط	۲۴
۷	یہورام	۸۷	یہوسفط	۱۸	یہورام	۱
۸	یاہو	۹۹	ععلیاہ	۱	ععلیاہ	۴
۹	یہوآخر	۱۲۷	یہوآس	۲۳	یہوآس	۲۶
۱۰	یہوآس	۱۴۴	یہوآس	۳۷	امصیاہ	۳
۱۱	یربعام	۱۶۰	امصیاہ	۱۵	امصیاہ	۱۹
۱۲	زکریاہ	۲۰۱	عزریاہ	۳۸	عزریاہ	۳۲
۱۳	سلوم	۲۰۱	عزریاہ	۳۹	عزریاہ	۳۲
۱۴	مناحم	۲۰۲	عزریاہ	۳۹	عزریاہ	۳۳
۱۵	فقیہاہ	۲۰۲	عزریاہ	۵۰	عزریاہ	۴۲
۱۶	فح	۲۱۴	عزریاہ	۵۲	عزریاہ	۴۴
۱۷	ہوسج	۲۳۴	آخر	۱۲	یوتام	۱۲

گوشوارہ نمبر ۶

بائبل کی کتب سلاطین ۲، ۱ میں مذکور ہے کہ فلاں شاہ یہوداہ کی حکومت کے فلاں برس میں فلاں شاہ اسرائیل تخت پر بیٹھا تھا۔ انہیں گوشوارہ نمبر ۶ کے کالم نمبر ۱، ۲، ۳، ۴

میں دکھایا گیا ہے۔ کالم نمبر ۳ میں رجعام بن سلیمان کی تخت نشینی کے وقت سے وہ سنہ دیا گیا ہے۔ جو بائبل کی رو سے مذکور شاہ یہوداہ کی حکومت کے برس میں تھا۔

بنظر غائر مطالعہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ کالم نمبر ۳ کے سنہ میں کوئی بھی شاہ اسرائیل تخت نشین نہیں تھا۔ بلکہ وہ پیشتر از ایں تخت نشین تھا۔ یہی نہیں بسا اوقات شاہ اسرائیل کا نام بھی مختلف ہے۔ گوشوارہ نمبر ۱ اور ۲ سے معلوم کردہ یہ تضاد کالم نمبر ۱۵ اور ۶ میں دکھایا گیا ہے۔

نمبر شمار	بعہد شاہ یہوداہ	در سال حکومت	شاہ یہوداہ کا سنہ	تخت نشین	حکومت کرنے	شاہ اسرائیل
			رجعام بن سلیمان	ہونے والا	والا شاہ اسرائیل	کاسال
				شاہ اسرائیل		حکومت
۱	آسا	۲	۲۲	ندب	یربعام	۲۲
۲	آسا	۳	۲۳	بعشاہ	ندب	۱
۳	آسا	۲۶	۴۶	ایلہ	بعشاہ	۲۲
۴	آسا	۲۷	۴۷	زمری	بعشاہ	۲۳
۵	آسا	۳۸	۵۸	انخی اب	عمری	۸
۶	یہوسفط	۱۷	۷۸	انخزیاہ	انخی اب	۱۶
۷	یہوسفط	۱۸	۷۹	یہورام	انخی اب	۱۷
۸	عتلیاہ	۱	۹۶	یاہو	یہورام	۱۰
۹	یہوآس	۲۳	۱۲۳	یہوآخز	یاہو	۲۶
۱۰	یہوآس	۳۷	۱۳۸	یہوآس	یہوآخز	۱۲
۱۱	امصیاء	۱۵	۱۵۶	یربعام	یہوآس	۱۳
۱۲	عزریاہ	۳۸	۲۰۸	زکریاہ	مناحم	۷
۱۳	عزریاہ	۳۹	۲۰۹	سلوم	مناحم	۸

۸	منام	منام	۲۰۹	۳۹	عزریاہ	۱۴
۷	فقہ	فقیہاہ	۲۲۰	۵۰	عزریاہ	۱۵
۹	فقہ	فقہ	۲۲۲	۵۲	عزریاہ	۱۶
		ہوسج	۲۵۰	۱۲	آخر	۱۷

شاہان یہوداہ کے چند دلچسپ اعداد و شمار

بائبل میں شاہان یہوداہ کی جو تاریخ بیان کی گئی ہے اس میں تضادات کا اندازہ تو آپ پچھلے صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔ اب ایسی دلچسپ مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن میں تاریخی واقعات اس طور پر پیش ہوئے ہیں کہ معمولی سمجھ بوجھ کا انسان بھی ایسی غلطی کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ ذیل میں اس کی مثالیں دی جا رہی ہیں۔

☆ شاہ یہوداہ یوسیاہ نے ۳۹ برس کی عمر پائی۔

☆ اس کے بعد اسکا بڑا بیٹا یہوآخز تخت نشین ہوا، اس وقت اس کی عمر ۲۳ برس تھی۔ گویا یہوآخز اپنے باپ یوسیاہ کی ۱۶ برس کی عمر میں پیدا ہوا تھا۔ (۲-تواریخ ۳۶:۲)

☆ اب ملاحظہ کیجئے کہ یہوآخز کا چھوٹا بھائی یہولقیم بڑے بھائی سے دو سال پہلے پیدا ہوا تھا۔ کیا عقل یہ بات مان سکتی ہے۔

☆ یہوآخز نے صرف ۳ ماہ حکومت کی۔ اسکے بعد اس کا دوسرا بھائی یہولقیم تخت نشین ہوا اور اس وقت اس کی عمر ۲۵ برس تھی (۲-تواریخ ۳۶:۵)

☆ شاہ یہوداہ آخز بن یوتام ۳۶ برس کی عمر میں فوت ہوا (۲-سلاطین ۲:۲۶)

☆ اس کے بعد اس کا بیٹا حزقیاہ تخت نشین ہوا۔ جب اس کی عمر اڑوے بائیل ۲۵ برس تھی۔ (۲-سلاطین ۲:۱۸)

☆ گویا بیٹا حزقیاہ اپنے باپ یوتام کی گیارہ برس کی عمر میں پیدا ہوا۔

☆ ان سے بھی عجیب و غریب اور حیرت انگیز بیان یہ ہے کہ شاہ یہوداہ یہورام بن
یہوسفط ۴۰ برس کی عمر میں فوت ہوا۔

☆ اس کے بعد اس کا سب سے چھوٹا بیٹا خزیاہ تخت نشین ہوا۔ اور اس وقت اس کی عمر
۴۲ برس تھی۔ (۲۔ توارخ۔ ۲:۲۲)

گویا سب سے چھوٹا بیٹا اپنے باپ کی پیدائش سے دو برس پہلے پیدا ہو چکا تھا۔
معلوم نہیں بائبل کے ماننے والے مسیحی علماء اور ان کے دانشور اور مورخ ان
بو قلمونیوں کی کیا توضیح کریں گے؟ یہی کہ الہامی کلام ہونے سے اندھی عقیدت مندی
کے ساتھ اسے درست تسلیم کرنا چاہیے۔



رسول اللہ ﷺ کا دوسری کتب میں ذکر

عہد نامہ قدیم میں پیشینگوئیاں

باب استثناء میں کتاب موسیٰ صاف طور پر ایک ایسے پیغمبر کے متعلق بتاتی ہے جو حضرت موسیٰ کے مانند ہوگا اور بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی اسماعیلیوں (یا عربوں) میں سے ہوگا۔ کتاب کے مذکورہ حصے کی تحریر کا ترجمہ یوں ہے:

”خداوند تیرا خدا تیری طرف تیرے درمیان سے تیرے بھائیوں میں سے ایک پیغمبر کو بھیجے گا، وہ میرے مشابہ ہوگا۔ تم اس کی بات سننا۔ وادی حورب میں اجتماع کے دن تم اپنے خدا سے جو درخواست کر رہے تھے، یہ اسی درخواست کے مطابق ہوگا۔ میں رب عظیم کی آواز دوبارہ نہ سنوں اور اس بڑی تجلی کو دوبارہ نہ دیکھوں تا کہ مرنے جاؤں۔ اور خدا نے مجھ سے کہا: جو کچھ انہوں نے کہا سو درست ہی کہا۔ میں تیری طرح ایک پیغمبر ان کے بھائیوں میں سے ان کی طرف بھیجوں گا اور میں اپنے الفاظ اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور وہ سب کچھ جس کا میں حکم دوں گا انہیں جا کر بتائے گا“

(۱۸:۱۵-۱۸)

مندرجہ بالا تحریر سے ہمارے بنی مبارک ﷺ کی آمد مبارک کی پیشینگوئی واضح طور پر ہوتی ہے۔ خدا نے اسرائیلیوں کے سامنے اعلان کیا کہ وہ ان کے بھائیوں

میں ایک پیغمبر پیدا کرے گا۔ اب ہمیں یہ باور کرنے سے ہچکچانا نہیں چاہیے کہ اسرائیل کے بھائیوں سے مراد بنی اسمعیل کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا اور ان کے درمیان محمد ﷺ کے سواہ اور کوئی پیغمبر کبھی پیدا نہیں ہوا۔ اس امر کو یہودی اور عیسائی دونوں تسلیم کرتے ہیں کہ اسرائیلی پیغمبروں پر نازل ہونے والی وحی کے الفاظ وہ نہیں تھے جو ان سے منسوب صحائف میں آجکل پائے جاتے ہیں اور یہ کہ فقط ان کا مفہوم بعد میں لوگوں تک ان کی مقامی زبان میں پہنچایا گیا تھا۔ لیکن اس کے برعکس قرآن پاک موجودہ صورت میں لفظ بلفظ اسی وحی کے الفاظ پر مشتمل ہے جو پیغمبر مقدس حضرت محمد ﷺ پر اتاری گئی تھی۔ اس حقیقت کا اظہار مندرجہ بالا پیشینگوئی کے ان الفاظ سے ہوتا ہے:

”اور اپنے الفاظ اس کے منہ میں ڈالوں گا“ ان الفاظ کا اطلاق حضرت محمد ﷺ کے علاوہ اور کسی پر نہیں ہو سکتا۔

ایک پیغمبر کو پیدا کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے خدا حضرت موسیٰ سے فرماتا ہے

”میں ان کے بھائیوں میں سے ایک پیغمبر پیدا کروں گا“



عہد نامہ جدید (یوحنا) میں موجود بشارتیں

انجیل یوحنا میں دی گئی پیشینگوئیاں اس طرح سے ہیں:

”اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے احکامات پر چلو گے اور میں باپ سے

درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا فارقلیط بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے“

”میں نے یہ باتیں تمہارے ہمراہ رہ کر تم سے کہیں لیکن مددگار یعنی روح

القدس جسے باپ بھیجے گا وہی تمہیں سب چیزیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تمہیں کہا

ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔ (14:25-26)

”لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے سود مند ہے کیونکہ

اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اسے

تمہارے پاس بھیج دوں گا“ (7:16)

”مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر

سکتے، لیکن جب وہ فارقلیط یعنی سچائی کی روح آئے گا تو تم کو مکمل حقیقت کا راستہ

دکھائے گا، اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا

اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ (16:12-15)



بدھ مت کی مذہبی تحریروں میں پیشینگوئیاں

آنند نے مبارک شخص سے کہا! جب تم چلے جاؤ گے اس کے بعد ہمیں کون
تعلیم دے گا؟

مبارک شخص نے جواب دیا: میں پہلا بدھ نہیں ہوں جو دنیا میں آیا اور نہ ہی
آخری ہوں گا۔ اپنے وقت پر ایک اور بدھ دنیا میں ظاہر ہوگا بڑا ہی مبارک، انتہائی خبر
یافتہ، کردار میں حکمت والا، مسعود و معروف، کائنات کی خیریں رکھنے والا، انسانوں کا
لاٹانی رہنما، فرشتوں اور جن و بشر کا حاکم۔ وہ تمہارے سامنے وہی ابدی سچائیاں لھول
کر بیان کرے گا جو میں تم کو سکھاتا رہا ہوں۔ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کرے گا جو اپنے
آغاز میں شاندار عروج پر شاندار اور تکمیل پر بھی شاندار ہوگا۔ وہ ایک مذہبی نظام
حیات کا اعلان کرے گا جو مکمل طور پر خالص اور بے داغ ہوگا بالکل ایسے جیسے میں تبلیغ
کر رہا ہوں۔ اس کے پیروؤں کی تعداد لاکھوں میں ہوگی جبکہ میرے پیروکار ہزاروں
میں ہیں۔

آنند نے کہا ہم اسے کیسے پہچانیں گے؟

مبارک شخص نے کہا اسے ”متیریا“ کے نام سے پکارا جائے گا۔

متیریا کا مطلب رحمدل اور مبارک ہے۔



پارسی مذہبی تحریروں میں پیشینگوئی

اس مذہب کی متبرک تحریروں کے دو حصے ہیں: دساتر اور ژندادستا۔ انہیں پارسی مذہب کا عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید سمجھنا چاہیے۔ دساتر کے چودہویں حصے میں جو ساسائل کے نام سے متعلق ہے اس میں حضرت محمد ﷺ کے ظہور کے متعلق ایک واضح پیشینگوئی پائی جاتی ہے۔

”جب اہل فارس بد اخلاقی اور بد کرداری کی انتہائی سطح پر جا پہنچیں گے تب ملک عرب میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کے پیروکاران کے تحت وتاج، مذہب اور ہر چیز کو ہلا کر رکھ دیں گے۔ فارس کے طاقتور سرکش زیر نگیں ہو جائیں گے، عبادت کدے کو بتوں سے پاک صاف کر دیا جائے گا اور لوگ اس کی طرف منہ کر کے اپنی نمازیں پڑھیں گے۔ وہ مدائن اور اس کے ارد گرد کے آتش کدوں پر قابض ہو جائیں گے اور طوس، بلخ اور دیگر اہم مقامات کو فتح کر لیں گے۔ عوام الناس میں بے چینی پیدا ہو جائے گی فارس کے زناء، فضلاء اور دوسرے لوگ اس کے پیروکاروں کے ساتھ مل جائیں گے“

”زرتشت نے کہا کہ میں نے دین کو مکمل نہیں کیا۔ میرے بعد ایک اور نبی آئے گا جو اس کی تکمیل کرے گا اور اس کا نام ”رحمۃ اللعالمین“ یعنی ساری کائنات کے لیے باعث رحمت ہوگا۔“



ہندوؤں کی ویدوں میں موجود بشارتیں

ہندو کتب میں ایک کلکی اوتار (رسول) کی آمد کی پیشگوئی واشگاف الفاظ میں موجود ہے۔ یہ ہندوؤں کے نزدیک بڑی عظیم الشان پیشگوئی ہے جو حد تو اتر کو پہنچی ہوئی ہے اور ہندو اس کلکی اوتار کی آمد کا اب بھی انتظار کر رہے ہیں لیکن آئیے! دیکھتے ہیں اس انتظار کی حقیقت کیا ہے؟ یعنی ان کا یہ انتظار صحیح بھی ہے یا نہیں؟ کلکی اوتار کے متعلق اس پیشگوئی کو سمجھنے کے لیے دنیا کے بارے میں ہندو خیالات کا سامنے رہنا ضروری ہے۔ لہذا چند سطر میں اس بارے میں بھی درج کی جاتی ہیں۔

ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ اس دنیا کے چار دور ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) ست جگ (سچائی کی دنیا یا سچائی کا دور) اس دور میں ہندو عقیدے کے مطابق کوئی غم و الم اور رنج و ملال نہ تھا۔

(۲) ترتیہ جگ۔ اس عہد میں حرص و بخل و اخلاقی انحطاط نے دبے پاؤں لوگوں میں داخل ہونا شروع کر دیا تھا۔

(۳) دواپر جگ۔ اس عہد میں شر و فساد نے خاصی قوت اختیار کر لی تھی۔

(۴) کل جگ۔ کل بمعنی کالا اور سیاہ۔ یعنی اس عہد میں شر و فساد اور گمراہی کا وہ زور ہوگا کہ گویا ہر طرف اس کی سیاہی چھا جائے گی۔

ہندو کہتے ہیں کہ پہلے تین دور گزر چکے ہیں اور اب ہم چوتھے اور آخری کل جگ سے گزر رہے ہیں۔ یہ دور طوفانِ نوح سے شروع ہوا ہے اور قیامت پر منتہی ہوگا۔ چونکہ

مذکورہ بالا رسول اسی دور میں آئے گا اور اس دور کا سب سے بڑا اور آخری رسول ہوگا۔ اس لیے اسے کلکی اوتار کہا جاتا ہے۔ بعض ہندو کتابوں میں اس کی بھی صراحت ہے کہ تیس بڑے بڑے رسول گزر چکے ہیں اور اب صرف یہی آخری رسول کلکی اوتار باقی رہ گیا ہے۔ کلکی اوتار نام رکھے جانے کی ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ جس وقت یہ رسول آئے گا ہر طرف گمراہی اور فساد کے غلبے سے فضا اندھیری ہو چکی ہوگی۔ یہ رسول انہ ان کو ان تاریکیوں سے نکال کر اجالے میں لائے گا اور فضا میں اٹی ہوئی سیاہی (کالک) کو دھو کر انسانی معاشرے کو پاک اور روشن کرے گا۔ اس مختصر سی توضیح کے بعد کلکی اوتار سے متعلق پیشینگوئی اور اس کی خصوصیات ذکر کی جا رہی ہیں۔

کلکی اوتار اور اس کی خصوصیات

پران یا پوران ہندو دھرم کی مشہور کتابیں ہیں۔ یہ کل اٹھارہ بتائی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب بھوشیہ پران ہے۔ بھوشیہ کے معنی پیشینگوئی کے ہیں۔ چونکہ اس پران میں آئندہ پیش آنے والی باتوں کا ذکر ہے اس لیے اس کا نام بھوشیہ پران ہے۔

کلکی اوتار کا نام

مذکورہ بھوشیہ پران کی ایک فصل پرتی سرگ ہے۔ اس فصل میں بتایا گیا ہے کہ جو رسول ”کل جگ“ میں پیدا ہوگا اس کا نام ”سروانما“ ہوگا۔ ”انما“ اس شخص کو کہتے ہیں جس کی تعریف و ثنا کی جائے۔ اور سرو کا معنی ہے

دوسروں سے زیادہ یا سب سے زیادہ۔ لہذا سروانما کا معنی ہوا جس کی دوسرے سے زیادہ یا سب سے زیادہ تعریف کی جائے۔ اور معلوم ہوا کہ ٹھیک یہی معنی عربی زبان کے لفظ ”محمد“ (ﷺ) کا ہے۔ دونوں میں اس کے سوا کوئی فرق نہیں کہ ایک سنسکرت ہے ایک عربی۔

کلکی اوتار کے والد اور والدہ کا نام

کتاب کلکی پوران ادھیائے ۲، اشلوک ۱۱ میں ہے۔ یعنی کلکی اوتار ”سومتی“ سے پیدا ہوگا اور اس کے باپ کا نام ”ویشنوولیش“ ہوگا۔
 ”سومتی“ کا لفظی ترجمہ ”آمنہ“ ہے اور ”ویشنوولیش“ کا عبداللہ۔ اور دنیا جانتی ہے کہ محمد ﷺ کے والد کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ تھا۔
 کلکی پوران ادھیائے ۲، اشلوک ۴ میں اور بھاگوت پوران، سرگ ۱۲، ادھیائے ۲، اشلوک ۱۸ میں بھی آپ کے والد کا نام ”ویشنوولیش“ (یعنی عبداللہ) بتایا گیا ہے۔

جائے پیدائش اور خاندان

بھاگوت پوران، اسکنڈ ۱۲، ادھیائے ۲، اشلوک ۱۸ اور کلکی پوران ادھیائے ۲، اشلوک ۴ بالترتیب یہ ہیں۔
 یعنی کلکی اوتار ”شدیل گرام“ میں ”ویشنوولیش“ کے یہاں ان کے برہمن مہنت (دینی پیشوا) کے گھر پیدا ہوگا۔

اب ان اشلوکوں میں آئے ہوئے الفاظ پر غور کیجئے ”شہنبل“ کے معنی امن والا اور ”گرام“ کے معنی شہر اور گاؤں۔ پس ”شہنبل گرام“ کا معنی ہوا امن والا شہر اور پوری دنیا میں یہ نام اور یہ صفت صرف مکہ کی ہے۔ اسی لیے قرآن میں اس کو ”البلد الامین“ امن والا شہر کہا گیا ہے اور ابراہیمؑ نے بھی جب اس کو اپنی ذریت سے آباد کیا تو یہی دعا کی کہ رب اجعل هذا بلدا آمنا (اے پروردگار! اسے امن والا شہر بنا) چنانچہ یہ ایسا امن والا شہر ہوا کہ دور جاہلیت میں بھی جب ذرا سی بات پر لوگ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ ملتے تھے۔ یہاں اگر کوئی اپنے باپ کے قاتل کو بھی پا جاتا تو اف تک نہ کہتا تھا (یعنی معافی اور رحم: لی کا جذبہ اس قدر بڑھ گیا)

”ویشنو“ اصلاً اللہ کا نام ہے۔ جب ہندوؤں میں شرک آیا تو انہوں نے اس نام کا ایک دیوتا مان لیا۔ ”ویش“ غلام اور بندے کو کہتے ہیں لہذا ”ویشنو ویش“ کا معنی ہوا اللہ کا بندہ جسے عربی میں ”عبداللہ“ کہیں گے۔ یہی عبداللہ محمد ﷺ کے والد کا نام تھا۔

”برہمن مہنت“ دینی پیشوا کو کہتے ہیں۔ مکہ کے دینی پیشوا پہلے ہاشم تھے پھر مطلب، پھر ہاشم کے بیٹے عبدالمطلب۔ ان ہی عبدالمطلب کی دینی پیشوائی کے عہد میں ان کے گھرانے کے بیٹے عبداللہ سے محمد ﷺ پیدا ہوئے۔ پس کس قدر سچی تصویر ہے جو ان اشلوکوں میں محمد ﷺ کے ماں باپ، خاندان اور شہر کی کھینچی گئی ہے۔

تاریخ پیدائش

کلکی پوران ادھیائے ۲، اشلوک ۱۵ میں ہے۔ یعنی کلکی اوتار بیساکھ مہینے کی ۱۲ تاریخ کو پیدا ہوگا۔ (ساتویں صدی ہوگی)۔

بیساکھ ہندی کا مشہور مہینہ ہے جو اب بھی ہندی کیلنڈروں میں اسی نام سے لکھا جاتا ہے۔ ہندی کیلنڈر کے مطابق نبی ﷺ بیساکھ ۶۲۸ء بکرمی کو پیدا ہوئے۔ اس دن عربی کیلنڈر کے حساب سے ماہ ربیع الاول، سال عام الفیل کا دوسرا دوشنبہ (سوموار) تھا۔ اور یہ دن ہندو کیلنڈر اور عقیدہ کے مطابق نہایت مقدس دن تھا۔

کلکی اوتار کا زمانہ

کلکی اوتار گھوڑے اور اونٹ کی سواری کریگا اور اپنے ساتھ تلوار رکھے گا جس سے دین کے دشمنوں کو تباہ کرے گا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ کلکی اوتار ایسے دور میں آئیں گے جب سواری کے لیے گھوڑے اور اونٹ اور جنگ کے لیے تلوار استعمال ہو رہی ہوگی اور ظاہر ہے کہ یہ زمانہ کافی پہلے گزر چکا ہے۔ اب گھوڑے اور اونٹ کی بجائے کاروں اور ٹرینوں اور ہوائی جہازوں کی سواری کا دور ہے اور تلوار کی جگہ توپ ٹینک، گولے اور میزائل چل رہے ہیں۔ لہذا موجودہ اور آئندہ دور میں اس رسول کا انتظار فضول ہے۔ اسے تاریخ کے آگے بڑھانے کی تلاش کرنا چاہیے اور اس کی خصائص کی روشنی میں اس کا تعین کرنا چاہیے اور یہ نہ بھولنا چاہیے کہ محمد ﷺ گھوڑوں اور اونٹوں اور تلواروں کے عہد میں بھیجے گئے تھے۔

کلکی اوتار کے والد اور والدہ کی وفات

کلکی پوران اور بھاگوت پوران اسکند ۱۲ میں مذکور ہے کہ "کلکی اوتار کے والد اس کی پیدائش سے پہلے انتقال کر جائیں گے اور والدہ اس کی پیدائش کے تھوڑے ہی

عرصہ بعد انتقال کر جائیں گی۔“

یہ دونوں باتیں بھی محمد ﷺ پر بالکل ٹھیک ٹھیک صادق آتی ہیں۔ آپ ﷺ کے والد آپ ﷺ کی پیدائش سے کچھ دن پہلے فوت ہو گئے اور والدہ آپ کی پیدائش کے چھ برس بعد وفات پا گئیں۔

شادی اور بیوی

مذکورہ دونوں کتابوں میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ”کلکی اوتار“ ”سامل دیپ“ کی سیدہ سے شادی کرے گا اور شادی کا یہ کام اس کے ایک چچا اور تین بھائی انجام دیں گے۔“
قدیم ہندوؤں کے نزدیک ”سامل دیپ“ جزیرۃ العرب اور سرزمین کنعان یعنی فلسطین کو کہتے ہیں۔ چونکہ سرزمین کنعان میں کلکی اوتار کی گزشتہ اور آئندہ صفات کے متصف کوئی بھی انسان نہیں پایا گیا اس لیے یہاں سامل دیپ سے جزیرہ عرب ہی مراد ہوگا۔ عرب کے سردار قریش تھے اور سیدہ خدیجہؓ قریشی عورتوں کی سردار تھیں۔ لہذا یہی عرب کی سیدہ ہوئیں اور معلوم ہے کہ محمد ﷺ نے ان سے شادی کی۔

پھر شادی کا یہ کام آپ کے چچا ابوطالب نے انجام دیا اور ان کے تین لڑکوں جعفر، طالب اور عقیل نے انتظامات کئے اور یہ تینوں محمد ﷺ کے چچیرے بھائی تھے۔

کلکی اوتار ایک پہاڑی غار میں جائے گا اور وہاں ایک فرشتے سے علم حاصل

کرے گا

کلکی پوران یہ بھی بتلاتی ہے کہ ”کلکی اوتار ایک پہاڑ کی گھپا (غار) میں جائے گا اور وہاں پر سورام سے علم حاصل کرے گا“

اور معلوم ہے کہ محمد ﷺ حراء نامی پہاڑ کے ایک غار میں جا کر عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ اور یہاں پر ایک رات اچانک حضرت جبریل اللہ کی وحی لے کر آئے اقرء باسم ربك الذی خلق۔ (پڑھ اپنے اس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا)..... تو یہ تھا آپ کا پہلی بار علم حاصل کرنا۔ اس کے بعد تحصیل علم کا یہ سلسلہ زندگی بھر قائم رہا۔

پر شورام ہندوؤں کے نزدیک ایک فرشتے کا نام ہے۔ جس کا ایک خاص کام یہ ہے کہ وہ دین کے دشمن کفار و ملحدین پر عذاب لاتا ہے اور یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کی زبان میں بعینہ اس اس فرشتے کو جبریل کہا جاتا ہے۔ جبریل کا ایک نام روح القدس بھی ہے اور پر شورام کے سنسکرت لفظ کا بھی یہی معنی ہے۔

کلکی اوتار کی دعوت، ایذا رسانی، ہجرت، پھر واپسی اور اپنے شہر کی فتح

اس کے بعد کلکی پوران میں بتایا گیا کہ ”کلکی اوتار اپنے دین کی دعوت اپنے شہر شندیل گرام (شہر امن) میں شروع کرے گا۔ جو ساہمل دیپ (جزیرہ عرب) میں واقع

ہے۔ مگر اس شہر کے لوگ اس کی حفاظت کریں گے اور اسے تکلیف پہنچائیں گے۔ چنانچہ وہ یہ شہر چھوڑ کر شمال کی طرف ایک دوسرے شہر کو جو چٹانوں اور پہاڑوں سے گھرا ہوا گا، ہجرت کر جائے گا۔ پھر ایک عرصے کے بعد تلوار لئے ہوئے اپنے شہر کو واپس آئے گا اور اسے فتح کرے گا اور اس کے بعد سارا ملک فتح ہو جائے گا۔“

اب آپ دیکھئے کہ محمد ﷺ پر اس پیشنگوئی کے مطابقت سورج کی طرح روشن ہے۔ آپ ﷺ نے وحی آنے کے بعد اپنے شہر مکہ مکرمہ میں شنبل گرام (البلد الامین) ہے اور ساہل دیپ (جزیرہ عرب) میں واقع ہے اپنی دعوت شروع کی۔ وہاں کے لوگوں نے آپ ﷺ کی مخالفت کی اور تکلیفیں پہنچائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مجبور ہو کر مدینہ منورہ ہجرت کی۔

مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ سے شمال کی طرف چار سو کلومیٹر سے زیادہ دوری پر واقع ہے۔ اور ہر طرف سے چٹانوں اور پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ یہاں آتے ہی مکہ والوں نے لڑائیاں شروع کر دیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہجرت کے آٹھویں سال آپ نے تلوار اور لشکر لے کر مکہ کا قصد فرمایا اور اسے فتح کر کے وہاں اللہ کا حکم نافذ کر دیا۔ ادھر مکہ فتح ہونا تھا کہ عرب کے سارے علاقے فتح ہوتے چلے گئے۔ یعنی اس کے بعد تقریباً ایک سال میں پورا عرب زیر نگیں آ گیا۔

براق اور معراج

بھاگوت پوران اسکنڈ ۱۲، ادھیائے ۲، اشلوک ۱۹، ۲۰ میں اور دوسرے اشلوکوں میں بھی بتایا گیا ہے کہ ”کلکی اوتار کو ایک اڑنے والا گھوڑا دیا جائے گا جو بجلی سے بھی تیز ہوگا۔“

اور یہ اس پر سوار ہو کر زمین کی اور ساتوں آسمانوں کی سیر کرے گا۔

یہ اسراء اور معراج کے واقعہ کا بیان ہے۔ اس کے لیے آپ کو براق دیا گیا تھا۔ جو قد و قامت میں تو گھوڑے اور گدھے کے بیچ بیچ کا تھا۔ مگر رفتار میں بجلی سے بھی تیز تھا۔ اس کا قدم اس کی نگاہ کی انتہا پر پڑتا تھا۔ محمد ﷺ نے اس پر بیٹھ کر مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک سفر کیا۔ پھر بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں کی سیر کی۔

براق کی سواری کی یہ علامت ہندو روایات میں اتنی پختہ ہے کہ ”جگت گرد سرور عالم“ کے مصنف نے لکھا ہے کہ ”الور کے غار جو اورنگ آباد کے علاقے میں ہیں، یہاں متعدد دیوستان ہیں جہاں پتھر کے تراشے ہوئے بت ملتے ہیں۔ تاریخ سے پتہ لگا ہے کہ یہ دیوستانیں دو ہزار سال پیشتر کے ہیں۔ من جملہ ان کے ایک دیوستان جس کا نمبر ۱۶ ہے، اس کا نام رنگ محل ہے، اس میں ہر اوتار کی صورت کے سامنے اس کی سواری ہے۔ کلکی اوتار جو دسواں اوتار ہے، اس کی صورت نہیں۔ صرف دو سواریاں چھت میں پتھر پر تراشیدہ ہیں جو براق کے مشابہ ہیں۔ (ویدک دھرم اور نبی ﷺ ص ۹۰، ۹۱، تالیف: سلام اللہ صدیقی بنارس)

کلکی اوتار تلوار اٹھائے گا۔ شیطان اور بے دینوں سے لڑائی کرے گا اور دین

دشمنوں کو کچلے گا

بھاگوت پوران کے اسی مقام پر یہ بھی مذکور ہے کہ ”کلکی اوتار دین دشمنوں سے

تلوار کے ذریعہ جنگ کرے گا اور بادشاہوں اور حکمرانوں کے بھیس میں چھپے ہوئے
کروڑوں شہریوں اور بد معاشوں کو کچلے گا۔“

اب دیکھئے کہ ٹھیک ٹھیک یہی بات محمد ﷺ کو حاصل ہوئی۔ آپ نے دشمنان دین
سے بذریعہ تلوار جنگ کی۔ انہیں معرکوں میں شکست دی لڑائیوں میں ان پر غالب آئے،
شہریوں، کافروں، ملحدوں کو کچلا اور سرداروں، حکمرانوں اور بادشاہوں کو ماتحتوں سمیت حق
قبول کرنے اور رب کے حکم کے تابع فرمان ہونے پر مجبور کیا۔ یہ بات کسی اور نبی کو حاصل نہ ہو سکی۔

جنگ میں فرشتوں کے ذریعہ مدد

کلکی پوران ادھیائے ۲، اشلوک ۷ میں ہے: یعنی ”جنگ کے اندر فرشتوں کے
ذریعہ کلکی اوتار کی مدد کی جائے گی۔“

یہ بات بھی محمد ﷺ کے لیے معرف ہے۔ اللہ نے جنگ بدر میں فرشتوں کے
ذریعہ آپ کی مدد فرمائی۔ پھر جنگ احد میں جب کفار نے آپ کو گھیر رکھا تھا تو دو فرشتوں
جبریل اور میکائیل نے آپ کی طرف سے سخت لڑائی کی۔ اس کے بعد جنگ خندق میں
فرشتوں کی فوج نے آکر کفار کو شکست دی۔ اس کے بعد جبریل نے آکر نبی ﷺ کو بنی
قریظہ سے مقابلہ آرائی کے لیے نکلنے کا حکم دیا اور خود فرشتوں کے جلو میں آگے بڑھ کر ان
میں زلزلہ برپا کیا۔ پھر غزوہ حنین کے دن آپ ﷺ کی مدد کے لیے فوج در فوج فرشتے
نازل ہوئے۔

چار خلفاء سے تائید

کلکی پورا ادھیائے ۲، اشلوک ۵ میں ہے۔ یعنی ”کلکی اوتارا اپنے چار مددگاروں کے ذریعہ شیطانوں کو کچلے گا“

واضح رہے کہ محمد ﷺ نے دعوت و جہاد کا جو کام بھی کیا، اس میں آپ کے چار خلفاء آپ کے وزیر و مددگار رہے۔ یعنی ابو بکر و عمر اور عثمان و علی رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین۔

پھر جب آپ ﷺ وفات پا گئے تو بالترتیب ان چاروں نے یکے بعد دیگرے حکومت کی باگ دوڑ سنبھالی۔ چنانچہ شیطانوں کا خاتمہ کیا۔ دشمنان دین کو کچلا، اسلام اور مسلمانوں کا علم بلند کیا اور دور دور تک اسلام کا بول بالا کیا۔ سیدنا ابو بکرؓ نے حکومت سنبھالتے ہی مرتدوں کو کچلا۔ اس کے بعد فارس و روم سے ٹکر لی جس کے نتیجہ میں ان دونوں قلمرو میں اسلام پھیلانے کے لیے راستہ ہموار ہو گیا۔ اس کے بعد سیدنا عمرؓ آئے۔ انہوں نے عراق و عجم سے فارسی حکمرانی ختم کر دی اور شام و مصر سے رومیوں کو نکال باہر کیا۔ ان کے بعد سیدنا عثمانؓ کی باری آئی۔ انہوں نے بھی اپنے پیشرو کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مغرب میں افریقہ کے اندر اور مشرق میں خراسان اور ماوراء النہر تک اسلام کے جھنڈے گاڑے دیئے۔ ان کے بعد علیؓ ابن ابی طالب آئے۔ اس وقت داخلی فتنے کا زور تھا، جسے فرو کرنے کے لیے انہوں نے کوئی کمزوری نہیں دکھلائی بلکہ اہل نظر کی نظر میں کچھ زیادہ ہی طاقت استعمال کی۔ پھر اس سیاسی فتنے کے پہلو بہ پہلو عقائد کے فتنے نے سر اٹھایا جس کا انہوں نے صفایا کر دیا۔

غرض ان پیہم کوششوں کی بدولت ان چاروں خلفاء نے بادشاہوں، وزیروں، نوابوں، امیروں، حکمرانوں، درباریوں، خادموں، حاشیہ نشینوں، لشکروں، فوجوں، پولیسوں، دم

چھلوں، پیلچوں، مفادوں وغیرہ وغیرہ کروڑوں شیطانوں اور دین دشمنوں کو جو انسانی معاشرے کو من مانے طور پر برائیوں کی طرف ہانکے لے جا رہے تھے کچل کر رکھ دیا۔ چنانچہ جب ان بد معاشوں کے اقتدار کا جو الوگوں کی گردن سے اتر گیا تو سعادت مند لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوئے۔ اور دنیا نے خیر و برکت، نور و سعادت، عبادت و عدالت، قیام بالحق، امن و سلامتی اور خوشحالی و طمانیت کا وہ منظر دیکھا کہ پچھلی تاریخ میں جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی اور نہ وہاں تک پہنچنے کی کسی غیر مسلم نے ہمت کی۔

دنیا کی سروری و سرداری

بھاگوت پوران، سکند ۱۲، ادھیائے ۱۲، اشلوک ۱۹ میں کلکی اوتار کو جگت پتی کہا گیا ہے جس کا معنی ہے "دنیا کا سردار" اور دنیا کے سردار ہونے کا لازمی نتیجہ یہ بھی ہے کہ وہ ساری دنیا کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہو۔

اب محمد ﷺ کو دیکھئے کہ آپ ساری دنیا کے سردار تھے۔ اسی لیے آپ کو آج تک سرور عالم کہا جاتا ہے، پھر آپ ساری دنیا کی طرف پیغمبر بھی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ چنانچہ آپ نے کالے گورے سب کو دین اسلام کی دعوت دی اور کسی استثناء کے بغیر دنیا کے ہر قوم کے لوگوں نے آپ کی دعوت قبول کی اور آپ پر ایمان لائے۔ پھر آپ ہی کے دین اور دعوت اور وجود میں لائے ہوئے سماج کی بدولت لوگوں نے ان انسانی حقوق اور حریت و شرف کو جانا جن کا انہیں پہلے سے کوئی علم نہیں تھا اور اسی بدولت ظلم و جور اور شقاوت و فساد سے نکل کر اس حریت و شرف اور ان حقوق سے بہرہ ور ہوئے اور انہیں ایسی اساسی حیثیت دی کہ اب

انہی پر انسانی معیشت و حیات کا دار و مدار ہے لہذا سارے کے سارے انسان آپ کے فضل و احسان کے مرہون منت ہیں اور سب کے سب اس راستہ پر چل رہے ہیں جسے آپ نے روشن کیا ہے چاہے اس کا اقرار کریں یا نہ کریں۔ لوگ درحقیقت صرف ان دینی معاملات میں آپ کی مخالفت کر رہے ہیں جن کی پابندی لوگوں پر گراں گزرتی ہے۔ ورنہ جہاں تک دنیاوی حقوق کا تعلق ہے تو وہ آپ ہی سے سیکھے ہوئے ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ ہی اس دنیا میں بھی لوگوں کے سردار ہیں اور بروز قیامت بھی لوگوں کے سردار ہوں گے۔ آپ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ میں قیامت کے روز اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور کوئی فخر نہیں۔

کلکی اوتار پر نبوت و رسالت کا خاتمہ

بھاگوت پوران پر تھم اسکنڈ ادھیائے ۳، اشلوک ۲۵ میں ہے کہ ”بڑے بڑے پیغمبر چوبیس ہیں کلکی اوتار آخری پیغمبر ہوگا جو سارے پیغمبروں کا خاتمہ ہوگا“

معلوم ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے علاوہ دنیا میں کوئی ایسا پیغمبر اور نبی نہیں آیا جس نے اپنے اوپر نبوت و رسالت کے خاتمے کا دعویٰ کیا ہو اور آپ ﷺ کے بعد جس نے بھی نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ثابت ہوا کہ وہ جھوٹا اور دجال تھا۔ لہذا تنہا محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی شخصیت ہے جو خاتم النبیین ہے۔

کلکی اوتار کا حسن و جمال

بھاگوت پوران سکند ۱۲، ادھیائے ۲، اشلوک ۲۰ میں کلکی اوتار کے متعلق بتایا گیا ہے کہ ”وہ ایسا خوبصورت ہوگا کہ اس کے حسن و جمال کی مثال نہ ہوگی“

اور محمد ﷺ ایسے ہی خوبصورت تھے کہ آپ کا چہرہ سب سے زیادہ حسین و جمیل اور جگمگاتا ہوا تھا: مختلف صحابہؓ سے احادیث سے آپ کے چہرے کا یہ وصف منقول ہے کہ آپ کا چہرہ مبارک گورا، پرکشش، رشن رنگ اور سرخی آمیز تھا۔ یعنی گلاب کی طرح تھا۔ اتنا خوبصورت کہ گویا اس میں سورج دوڑ رہا ہے۔ اور جب خوش ہوتے تو یوں دمک اٹھتا گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے۔ وہ چودھویں کے چاند کی طرح جگمگایا کرتا تھا۔ پسینہ آنے پر پیشانی کی دھاریاں اس طرح چمکتیں جیسے روشن بادل چمکتا ہے۔ آپ ﷺ کو دیکھتے تو محسوس ہوتا کہ طلوع ہوتا ہوا سورج دیکھ رہے ہیں۔ دور سے سب سے پڑ جمال و روشن رو اور قریب سے سب سے حسین و شیریں گفتار۔ آپ کو دیکھنے والا بس یہی کہہ سکتا ہے کہ آپ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد میں نے آپ جیسا انسان نہیں دیکھا۔ (بخاری و مسلم، مسند احمد۔ دلائل بہتیمی، ترمذی، طبقات ابن سعد، المعرفة والتاریخ للفسوی، تہذیب تاریخ (دمشق لابن عساکر)

کلکی اوتار کا جسم خوشبودار

بھاگوت پوران سکند ۱۲، ادھیائے ۲، اشلوک ۲۱ میں ہے: یعنی ”کلکی اوتار کے جسم سے نہایت عمدہ خوشبو پھوٹی ہوگی جو فضا کو معطر کرے گی۔ اور طبیعتوں میں انتہائی فرحت

لائے گی“

اور صحیح احادیث میں وارد ہے کہ محمد ﷺ کے جسم اور پسینے سے نہایت عمدہ خوشبو پھوٹی تھی۔ سیدنا انس بن مالک کا بیان ہے کہ میں نے کوئی حریرہ و دیا نہیں چھویا جو نبی ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو اور نہ کبھی کوئی عنبر یا مشک یا کوئی ایسی خوشبو سونگھی جو رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے بہتر ہو۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۳۵۶۱ فتح الباری ۲/۶۵۴ صحیح مسلم فضائل حدیث نمبر ۸۱۴/۴۱۸۱۴)

ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ تھام کر اپنے چہرے پر رکھا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۲۵۵۳ فتح الباری ۶/۶۵۳)

سیدنا جابر بن سمرہؒ جو بچے تھے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے میرے رخسار پر ہاتھ پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی ایسی ٹھنڈک اور ایسی خوشبو محسوس کی کہ گویا آپ نے اسے اعطار کے عطر دان سے نکالا ہے۔ (صحیح مسلم: فضائل حدیث ۱۸۱۴/۴۵۸۰)

سیدنا انس بن مالکؒ فرماتے ہیں کہ آپ کا پسینہ گویا موتی ہوتا اور ان کی والدہ ام سلیمؒ کہتی ہیں کہ ”یہ پسینہ ہی سب سے عمدہ خوشبو ہوا کرتا تھا“ (ایضاً حدیث نمبر ۱۸۱۵/۴۸۳۸۲)

سیدنا جابرؒ کہتے ہیں کہ ”آپ کسی راستے سے تشریف لے جاتے اور آپ کے بعد کوئی اور گزرتا تو آپ کے جسم یا پسینے کی خوشبو کی وجہ سے جان جاتا کہ آپ یہاں سے تشریف لے گئے ہیں“ (مسند داری ۱/۳۲)

کلکی اوتار..... صفات خیر کا جامع

بھاگوت پوران سکند ۱۲، ادھیائے ۲، اشلوک ۲۰، ۱۹ میں ہے: یعنی ”دنیا کا سردار جو آٹھ ربانی صفات سے متصف ہوگا۔ وہ ایک اڑنے والے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوگا۔ یہ گھوڑا سے فرشتے دیں گے اور وہ تلوار سے بے دینوں اور ظالموں کو کچلے گا“

”اور جگمگاتے ہوئے جمال والا یہ شخص اس تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوگا اور زمین کا چکر لگائے گا اور حکمرانوں کے بھیس میں چھپے ہوئے کروڑوں شیطانوں کو کچلے گا“

ان دو اشلوکوں سے واضح ہوتا ہے کہ کلکی اوتار کی حسب ذیل صفات ہوں گی۔

☆ وہ دنیا کا سردار ہوگا

☆ تلوار رکھے گا۔ یعنی جنگ اور لڑائی کرے گا

☆ دین دشمن سرکش حکام و شیاطین کو کچلے گا

☆ اسے ایک خاص قسم کا گھوڑا دیا جائے گا

(ان چاروں خصوصیات پر پیچھے گفتگو ہو چکی ہے اور بتایا جا چکا ہے کہ یہ محمد ﷺ ہی میں پائی جاتی تھیں)

☆ اور وہ آٹھ مقدس ربانی صفات سے متصف ہوگا۔ (آٹھ ربانی صفات کیا ہیں۔ ان کا بیان کتاب ”مہا بھارت“ میں اس طرح آیا ہے۔

اب ذیل میں ان صفات کی ترتیب وار مختصر سی توضیح دی جا رہی ہے:-

(۱) پر گیا۔ یعنی غیبی باتوں کی اطلاع پانا اور ان کی خبر دینا.....

(۲) کلینتا۔ یعنی اونچے خاندان سے تعلق رکھنا اور عالی نسب ہونا.....

(۳) اندر یہ دمن۔ یعنی اپنے نفس پر قابو اور غلبہ رکھنا

(۴) رشوتکیان۔ یعنی وحی و نبوت پانا

(۵) پراکرم۔ یعنی طاقتور جسم کا ہونا

(۶) بھو بھاشتا۔ یعنی کم بولنا

(۷) دان۔ یعنی جود و سخاوت

(۸) کرتکتا۔ یعنی حکمت اور دور اندیشی

یہ ہیں ہندو عقیدے کے مطابق آٹھ ربانی صفات جو کل کی کل کلکی اوتار میں اکٹھا موجود ہوں گی۔ آئیے اب ذرا محمد ﷺ کی صفات سے ان کا تقابل کرتے ہیں۔

۱۔ غیب پر اطلاع پانا اور اس کی خبر دینا

قرآن اور احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو غیب کی بہت سی باتیں بتائی تھیں۔ جن کی خبر آپ ﷺ نے صحابہؓ اور امت کو دی۔ مثال کے بطور پر آسمان و زمین، تاروں اور پہاڑ، درخت اور جانور، فرشتے اور روح، جن اور انسان، آدم اور بہت سے آدم زاد کی پیدائش اللہ کے انعام اور گرفت کے واقعات مثلاً قوم نوح، عاد، ثمود، لوط، اصحاب ایکہ، اصحاب مدین، آل فرعون وغیرہ کے واقعات کی خبریں۔

اسی طرح آئندہ پیش آنے والی خبریں جن میں کچھ آپ کی زندگی میں پیش آئیں۔ کچھ وفات کے بعد جلد ہی پیش آئیں۔ کچھ عرصہ دراز کے بعد پیش آئیں۔ اور کچھ کا ابھی انتظار ہے۔ مثلاً فارس پر روم کا غلبہ، کفار و مشرکین پر مسلمانوں کا غلبہ، ممالک کی

فتوحات یعنی یمن و شام، مصر و عراق وغیرہ پر مسلمانوں کا غلبہ، خوز و گرمان، حبشہ درومان، برابر اور ترکوں سے لڑائی، خروج مہدی، خروج دجال، نزول عیسیٰ، قتل دجال، ظہور یا جوج و ماجوج اور قیامت کی چھوٹی بڑی نشانیاں وغیرہ۔ یہ اور اس جیسی بہت ساری باتیں اللہ نے محمد ﷺ کو بتائیں اور آپ نے امت کو بتائیں۔ (واضح رہے کہ جو بات بتانے سے جانی جائے وہ غیب نہیں رہ جاتی۔ مثلاً آپ پر دیس میں ہوں۔ اور گھر سے کوئی ٹیلیفون کے ذریعے کسی کی پیدائش یا وفات وغیرہ کی خبر دیدے تو آپ غیب دان نہیں کہلائیں گے)

۲۔ عالی نسبی

اس بارے میں صرف اتنا بتادینا کافی ہے کہ قریش عرب کا سب سے اونچا خاندان تھا اور بنو ہاشم اس خاندان کا سب سے معزز گھرانہ تھا اور محمد ﷺ اسی گھرانے بنو ہاشم سے تعلق رکھتے تھے۔

۳۔ نفس پر غلبہ

اس کی علامت یہ ہے کہ آدمی منکرات و فواحش سے دور ہو۔ نفوس اور مال کے معاملے میں پاکدامن ہو۔ دشمن پر قابو پا کر انتقام لینے کی بجائے معاف کر دے۔ اور شر و فساد پر آمادہ کرنے والے حالات اور ان پر قدرت کے باوجود مکارم اخلاق اختیار کرے۔ اس کے بعد محمد ﷺ پر نظر ڈالئے۔ آپ اپنے نفس، اپنی ضرورت پر سب سے بڑھ کر کنٹرول رکھتے تھے۔ معاشرے میں ہر طرف بھڑکانے والی صورت موجود تھی۔ اور کہیں کوئی رکاوٹ

نہ تھی لیکن آپ کسی فحش کاری کے قریب نہ پھٹکے۔ آپ کو بہت زیادہ اور شدید اذیتیں دی گئیں اور پھر آپ کو انتقام پر مکمل قدرت بھی حاصل ہوئی مگر آپ نے اپنے نفس کے لیے کسی سے کوئی انتقام نہ لیا۔ آپ پاکیزگی و پاک دامنی کے اعلیٰ ترین مقام پر تھے۔ ہر برائی اور مشکوک و مشتبہ اعمال و اموال سے بالکل دور و نفور تھے۔ اور صحابہ کو بھی اسی کی تعلیم دیتے تھے۔ فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں ہے جو دوسروں کو پچھاڑ دے، پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۴۷۴ فتح الباری ۱۱/۳۱۲ وغیرہ) اور فرمایا کہ جو شخص مجھے اپنے دونوں جبرؤں اور دونوں رانوں کے درمیان کی (یعنی منہ اور شرمگاہ کی حفاظت کی) گارنٹی دے میں اسے جنت کی گارنٹی دیتا ہوں۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۱۱۴ فتح الباری ۱۰/۵۳۵ وغیرہ)

۴۔ وحی و نبوت پانا

محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق اس بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔

۵۔ طاقتور جسم کا ہونا

محمد رسول اللہ ﷺ اس وصف میں بھی یکتا تھے۔ مکہ کا مشہور پہلوان رکانہ بن عبد یزید اپنے عہد کا یگانہ پہلوان تھا۔ اچھے اچھے اس کا مقابلہ نہیں کر پاتے تھے۔ اس نے نبی ﷺ کو چیلنج کیا کہ مجھے پچھاڑ دیں تو مسلمان ہو جاؤں گا۔ آپ نے اس کو ایک بار نہیں بلکہ تین تین بار پچھاڑ دیا۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔

آپ ﷺ کی قوت کا اندازہ اس سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ آپ ساٹھ کے پیٹے میں تھے۔ مگر بڑے بڑے بہادروں سے ٹکر لیتے۔ شہ زوروں سے آگے نکل جاتے۔

سواروں کو پیچھے چھوڑ دیتے اور اچھے اچھے طاقتوروں کو دبا لیتے۔ دور دور کا سفر کرتے۔ مگر نہ تھکتے نہ سست پڑتے۔

۶۔ کم بولنا

محمد ﷺ بہت کم گو تھے۔ دیر تک خاموش رہتے۔ بلا ضرورت نہ بولتے (شفاء قاضی عیاض ۱/۱۷۷) اور صحابہ کو بھی کم گوئی سکھاتے، فرماتے: آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ کم بولے۔ (مسند احمد ۱/۲۰۱) اور فرماتے کہ اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ بات نہ کرو۔ کیونکہ اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ بات دل کے لیے سختی کا سبب ہے۔ اور اللہ سے سب سے زیادہ دور وہ دل ہے جو سخت ہو۔ (جامع ترمذی حدیث نمبر ۲۲۱۱، ۴/۶۰۷)

۷۔ جو دو سخاوت اور صدقہ و خیرات

اس صفت میں بھی محمد ﷺ سارے انسانوں سے ممتاز تھے۔ آپ کی سخاوت اور دریا دلی کا یہ حال تھا کہ پوری انسانی تاریخ میں آپ کی مثال نہیں۔ جو آتا خرچ کر دیئے اور فرمایا کرتے کہ اگر اُحد پہاڑ کے برابر بھی مجھے سونا مل جائے تو گوارا نہیں کہ تین راتیں گزر جائیں اور اس میں سے کچھ بھی میرے پاس بچا رہے۔ اگر بچے تو صرف وہ دینار جو قرض کی ادائیگی کے لیے ہو۔ (بخاری حدیث نمبر ۱۴۰۸، ۶۳۲۳، ۷۲۲۸ وغیرہ)

۸۔ حکمت اور دوراندیشی

اس کا واضح مفہوم ہے کہ جو قدم بھی اٹھایا جائے، انجام اور نتیجے پر نظر رکھ کر اٹھایا جائے۔ اور یہ وصف محمد ﷺ کے تمام تصرفات میں واضح ہے۔ آپ کی زندگی خطرات سے پر تھی، دعوت و جہاد، جنگ و صلح، عہد و میثاق، وفود کی روانگی اور آمد سب کچھ پہلو بہ پہلو جاری تھا، آپ مختلف شعبہ ہائے زندگی میں لوگوں سے انفرادی اور اجتماعی معاملات کر رہے تھے، لیکن کسی ایک معاملے میں بھی آپ سے چوک نہیں ہوئی، بلکہ معجزے کی حد تک وقت نظر اور کامیابی ساتھی رہی، اس سے بڑھ کر حکمت و دوراندیشی اور کیا ہو سکتی ہے۔

کلکی اوتار کی خصوصیات کا خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ ہندو کتب میں کلکی اوتار کے لیے جن آٹھ ربانی صفات کا ذکر ہے، وہ کل کی کل محمد ﷺ میں بڑے امتیاز کے ساتھ موجود تھیں اور ان کے علاوہ باقی جن صفات و خصوصیات کا ذکر ان کتابوں میں کلکی اوتار کے لیے ہے۔ وہ بھی سب کی سب محمد ﷺ میں پورے طور پر موجود تھیں۔ جبکہ یہ خصوصیات کسی دوسرے نبی اور رسول میں نہیں پائی گئیں۔ اس لیے یہ یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ اس کلکی اوتار سے محمد ﷺ ہی مراد ہیں۔

آئیے ان خصوصیات کو ایک بار پھر دہرائے لیتے ہیں۔

۱۔ اس (کلکی اوتار) کا نام ”سروانما“ ہوگا۔ سروانما کا معنی ہے ”محمد ﷺ“

۲۔ اس کے والد کا نام ”ویشنوولیش“ ہوگا۔ اس کا معنی ہے ”عبداللہ“ (اور یہی محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کا نام تھا)

۳۔ اس کی والدہ کا نام ”سوتی“ ہوگا۔ اس کا معنی ہے ”آمنہ“ (اور یہی محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا نام تھا)

۴۔ وہ ”شہیل گرام“ میں پیدا ہوگا۔ اس کا معنی ہے ”بلد الامین“ امن والا شہر

(اور یہ مکہ کا نام اور اس کا وصف ہے)

۵۔ یہ شہیل گرام ”سامل دیپ“ میں ہے۔ (سامل دیپ جزیرہ عرب کو

کہتے ہیں)

۶۔ وہ ان کے ”برہمن مہنت“ یعنی دینی پیشوا کے گھر پیدا ہوگا۔ (محمد صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پیدا ہوئے جو مکہ کے دینی پیشوا تھے)

۷۔ وہ ساتویں صدی بکرمی میں ماہ بیساکھ کی ۱۴ تاریخ کو پیدا ہوگا۔ (محمد صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اسی تاریخ اور مہینے میں ۶۲۸ بکرمی میں ہوئی)

۸۔ اسکے والد اس کی پیدائش سے پہلے مرجائیں گے اور والدہ پیدائش سے کچھ

عرصہ بعد (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹھیک یہی بات ہوئی۔ والد ان کی پیدائش سے پہلے فوت

ہو گئے اور والدہ چھ سال بعد)

۹۔ وہ سامل دیپ کی سیدہ سے شادی کرے گا۔ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سیدہ خدیجہ

عرب عورتوں کی سیدہ (سردار) تھیں)

۱۰۔ وہ ایک پہاڑی میں جا کر پرشورام سے علم حاصل کرے گا۔ (محمد صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے پہاڑ کے ایک غار میں رہ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ وہیں جبریل سے وحی پائی۔ جبریل کا نام

ہندوؤں کے نزدیک پرشورام ہے)

۱۱۔ اس کی بعثت اس وقت ہوگی جب اونٹوں اور گھوڑوں کی سواری کا اور تلوار سے لڑائی کا زمانہ ہوگا۔ (محمد ﷺ ایسے ہی دور میں بھیجے گئے۔ اب یہ دور ختم ہو چکا ہے اور کاروں، ٹرینوں، ہوائی جہازوں اور میزائیلوں کا زمانہ چل رہا ہے۔)

۱۲۔ وہ اللہ کی طرف بلائے گا اس پر اس کے شہر والے اسے ایذا دیں گے۔ لہذا وہ اپنا شہر چھوڑ کر شمال کی طرف پہاڑوں اور چٹانوں سے گھرے ہوئے ایک دوسرے شہر کو ہجرت کر جائے گا۔ پھر واپس آ کر اپنے شہر کو تلوار کے ذریعہ فتح کرے گا۔ (یعنی یہی بات محمد ﷺ کو پیش آئی، آپ نے دعوت دی، آپ کو ایذا پہنچائی گئی، آپ نے مدینہ ہجرت کی جو کہ شمال میں ہی ہے اور پہاڑوں اور چٹانوں سے گھرا ہوا ہے۔ پھر چند سال بعد واپس آ کر بزور تلوار مکہ فتح کر لیا)

۱۳۔ اسے ایک اڑتا ہوا گھوڑا دیا جائے گا جس پر وہ زمین و آسمان کی سیر کرے گا۔ (محمد ﷺ کو معراج کی رات براق دیا گیا جس پر آپ نے مکہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں کی سیر کی)

۱۴۔ وہ لڑائیاں لڑے گا اور تلوار سے جنگ کرے گا۔ (محمد ﷺ نے لڑائیاں بھی لڑیں اور جنگ میں تلوار بھی استعمال کی)

۱۵۔ وہ شیطانوں سے لڑے گا اور دین دشمنوں کو کچلے گا۔ (محمد ﷺ نے یہ بھی کیا)

۱۶۔ اللہ جنگ میں فرشتوں کے ذریعہ اس کی مدد کرے گا۔ (اللہ نے متعدد غزوات میں فرشتوں کے ذریعہ محمد ﷺ کی مدد کی)

۱۷۔ اس کے چار خلفاء ہوں گے۔ جو دین پھیلانے اور دشمن کو کچلنے میں اس کی

مدد کریں گے۔ (محمد ﷺ کے چار خلیفہ ہوئے جنہوں نے یہ کام کیا)

۱۸۔ وہ سرور عالم (دنیا کا سردار) ہوگا۔ (محمد ﷺ دینا اور آخرت دونوں جگہ

سرور عالم ہیں)

۱۹۔ اس پر نبوت و رسالت ختم ہوگی۔ (محمد ﷺ آخری رسول اور خاتم النبیین تھے)

۲۰۔ وہ سب سے خوبصورت ہوگا۔ (محمد ﷺ ایسے ہی تھے)

۲۱۔ اس کے جسم میں خوشبو ہوگی جو فضاء کو معطر کرے گی اور سونگھنے والے کو سرور و

شر شہار کر دے گی۔ (محمد ﷺ کے جسم اور پسینے دونوں میں یہ خوشبو موجود تھی)

۲۲۔ وہ آٹھ مقدس ربانی صفات سے متصف ہوگا۔ (ان کی تفصیل اور مطابقت

ابھی گزری ہے)

تو یہ ہیں کلکی اوتار جن کی بشارت ہندو کتابوں میں آئی ہے اور جو ان واضح

اوصاف و خصائص کے ساتھ ان کتابوں میں مذکور ہیں۔ آپ انہیں پڑھئے۔ بار بار

پڑھیے۔ غور سے پڑھیے اور سوچئے کہ کیا کلکی اوتار سے مراد محمد ﷺ کے بجائے کوئی اور ہستی

ہو سکتی ہے؟ اور کیا اب بھی ہندوؤں کے لیے اس کی آمد کے انتظار میں بیٹھے رہنے کی کوئی

گنجائش ہے؟ پھر کیوں نہ آپ وہ حق بات قبول کریں۔ جو اگر آپ ہندو ہیں تو آپ کے

دھرم اور آپ کی کتابوں کے مطابق حق اور سچ ہے۔ کیا ضرورت ہے کہ حق کا انکار کر کے دنیا

کی چند روزہ زندگی سنوارنے کی کوشش کریں اور مرنے کے بعد مستقل اور ہمیشگی کا گھاٹا گلے

لگ جائے۔ اللهم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعه و ارنا الباطل باطلا و ارزقنا و

اجتنابہ۔

محمد احمد نام کی بشارت اور غزوہ احزاب و قریظہ کا ذکر

گزر چکا ہے کہ وید ہندو دھرم کی سب سے اہم اور مقدس کتابیں ہیں اور ان میں نبی ﷺ کا نام اور آپ کی خصوصیات مذکور ہیں۔ آئیے آج ایک مزید خصوصیت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اتہرو وید کا ٹڈ ۲۰ سوکت ۲۱ منتر ۶، ۷، ۸، ۹ میں ہے:

☆ ”اے بچوں کے رب! دشمن کی جنگ میں بہادروں نے اپنی بہادری اور والہانہ نغموں سے تجھے خوش کر دیا۔ جب تو نے اپنے بندے احمد کے لیے دس ہزار دشمن کو لڑائی کے بغیر شکست دے دی۔“

☆ تو ایک جنگ سے دوسری جنگ کی طرف بہادری سے جاتا ہے اور بزور قوت قلعوں پر قلعے فتح کرتا ہے۔ تو نے اے غالب وقوی! اپنے رکوع کرنے والے حبیب کے ساتھ دھتکارے ہوئے اور دھوکہ باز، عہد شکن دشمن کو جو نموچی کے نام سے مشہور ہے..... قتل کیا۔“

☆ تو نے اے غالب وقوی! محمد ﷺ کے نام سے معروف یتیم کے ساتھ اپنے ناقابل شکست جنگی رتھ کے ذریعے بیس سرداروں اور ساٹھ ہزار ننانوے دشمنوں کو جھنجھوڑ کر اور الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔

یہ آخری منتر رگ وید منڈل ایک سوکت ۵۳ منتر ۹ میں بھی آیا ہے۔

ان تینوں منتروں میں غزوہ احزاب کا ذکر ہے اور اس کے مختلف پہلوؤں کی بڑی باریکی سے نشاندہی کی گئی ہے۔ ہم ذیل میں ان کی مختصر سی وضاحت کر رہے ہیں۔

۱۔ ”بچوں کے رب“ کہہ کر اس غزوہ میں لڑنے والوں کو سچا بتایا گیا ہے، یعنی سچائی

ان کا امتیازی وصف ہے۔ اللہ نے بھی قرآن میں ان کی یہی صفت ذکر کی ہے۔ فرمایا:
رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه (الاحزاب : ۲۳) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ
سے کیا ہوا عہد سچ کر دکھایا۔ اور فرمایا: (لیجزی الصادقین بصدقہم) (الاحزاب
: ۲۴) تاکہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے۔

۲۔ اس منتر نے لڑنے والوں کو بہادری اور جو نمردی سے متصف کیا ہے۔ اور
صحابہؓ واقعی بہادری اور جو نمردی میں ممتاز تھے۔ اس غزوہ میں اس وصف کو نمایاں کرنے کی
ضرورت غالباً اس لیے پڑی کہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی جسے دیکھ کر قدم ڈگمگاسکتے تھے۔
اور اسی لیے اللہ نے بھی اس جنگ میں صحابہؓ کی بہادری کا یہ وصف بیان کیا ہے۔ فرمایا:
ولما رآی المؤمنون الاحزاب قالوا هذا ما وعدنا الله ورسوله وصدق الله و
رسوله وما زادهم الا ایمانا و تسلیما۔ (الاحزاب : ۲۲)

جب مومنین نے جتھوں کو دیکھا تو بول اٹھے یہی ہے جس کا ہم سے اللہ اور اس
کے رسول ﷺ نے وعدہ کیا تھا۔ اور اللہ اور اس کے رسول نے سچا وعدہ کیا تھا۔ اور اس نے
ان کے ایمان و تسلیم کو زیادہ ہی کیا۔

۳۔ منتر میں یہ بھی کہا گیا کہ وہ والہانہ گیت گائیں گے۔ صحابہؓ اس غزوہ میں
خندق کھودتے ہوئے یہ اشعار دہراتے تھے۔

اللهم لولا انت ما اھتدین اولا تصدقنا ولا صلینا

فانزلن سکینة علین او ثبت الاقدام ان لاقینا

ان الالی قد بغوا علین اوان ارادوا فتنة ابینا

اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ کرتے نہ نماز

پڑھتے۔ پس ہم پر سکینت نازل فرما اور ٹکر ہو تو ہمارے قدم ثابت رکھ۔ انہوں نے ہم پر ظلم

کیا ہے۔ لیکن اگر وہ کوئی فتنہ چاہیں گے تو ہم سر نہ جھکائیں گے۔

”سر نہ جھکانے“ کا لفظ اونچی آواز سے کہتے اور بار بار دہراتے۔ نیز یہ اشعار بھی

دہراتے۔

نحن الذين بايعوا محمدا على الجهاد ما بقينا ابدًا

ہم ہیں جنہوں نے محمد ﷺ سے جہاد پر بیعت کی ہے۔ جب تک کہ جان میں

جان ہے۔

پھر نبی ﷺ ان کے ان اشعار کا جواب دیتے اور دعا کرتے۔ فرماتے:

اللهم ان العيش عيش الاخرة فاغفر للانصار و المهاجرة

”اے اللہ! زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے۔ مہاجرین و انصار کو بخش دے“

آپ ﷺ کے اس جواب و دعا سے صحابہؓ کے دلوں اور بڑھ جاتے اور وہ

مذکورہ ابیات کو بار بار دہراتے۔

۳۔ منتر یہ بھی بتاتا ہے کہ صحابہؓ نے اپنے نعموں اور جانبازیوں سے اللہ کو خوش

کردیا۔ اس خوشی کا اندازہ کرنا ہو تو سورہ احزاب پڑھئے جس میں اللہ نے صحابہ کو ایمان کی

اعلیٰ صفات سے متصف کر کے ان سے اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

۵۔ منتر نے اس غزوہ کے کمانڈر کی دو خاص صفتیں ذکر کی ہیں۔

(۱) ”کارو“ جس کا لفظی معنی ہے ”احمد“

(۲) دوسرا ”درہشمت“ جس کا معنی ہے ”بندہ“۔

محمد ﷺ کے لیے ان میں سے کوئی وصف بھی محتاج شرح نہیں۔ تاہم بندگی کا

وصف غالباً یہاں اس لیے ذکر کیا گیا کہ اس فتح عظیم کے باوجود آپ نے اپنے لیے بندہ

ہونا ہی پسند کیا۔ حدیث میں ہے کہ اللہ نے آپ کو اختیار دیا کہ بندے ہوں یا بادشاہ۔ آپ

نے بندہ ہونا پسند کیا۔ چنانچہ آپ غلاموں کی طرح بیٹھتے اور کھاتے تھے۔

درہشمت“ کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ جس کا چہرہ روشن اور جگمگاتا ہوا ہو۔ اور گزر چکا ہے کہ محمد ﷺ اس وصف میں بھی ممتاز تھے۔

۶۔ منتر میں یہ بھی بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے دس ہزار دشمنوں کو لڑائی کے بغیر شکست دی۔ جنگ احزاب کا بعینہ یہ نتیجہ تھا۔ دس ہزار دشمن تھے جو جنگ کے بغیر شکست کھا کر واپس آگئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ورد اللہ الذین کفرو ابغیظہم لم ینالوا خیر اول کفی اللہ المومنین القتال و کان اللہ قویا عزیزا (الاحزاب: ۲۵) اللہ نے کافروں کو ان کے غیظ و غضب سمیت واپس پلٹا دیا۔ انہوں نے کوئی بھلائی نہ پائی اور اللہ مومنوں کے لیے جنگ کو کافی ہوا۔ اور اللہ قوی و عزیز ہے۔

۷۔ دوسرے منتر میں اللہ کو لفظ ”اندر“ سے خطاب کیا گیا ہے۔ یہ حقیقت میں قوت و غلبہ، قہر و غضب و انتقام کی الہی صفات کو ظاہر کرتا ہے۔ اور انتقام بھی وہ جس میں آندھی، طوفان، بجلی اور کڑک، گرج ہو۔ ان سے جسے چاہے تباہ کر دے اور جس کی چاہے مدد کر دے۔ گویا قرآن کی اس آیت میں اللہ کا جو وصف بیان کیا گیا ہے، وہی لفظ ”اندر“ بھی بتلاتا ہے کہ هو الذی یریکم البرق خوفا و طمعا و ینشی السحاب الثقال و یسبح الرعد بحمده و الملائکة من خیفته و یرسل الصواعق فیصیب بها من یشاء و ہم یجادلون فی اللہ و هو شدید المحال (الرعد: ۱۲، ۱۳) وہی اللہ ہے جو تمہیں خوف و طمع کے ساتھ بجلی دکھاتا ہے اور بوجھل بادل اٹھاتا ہے اور جس کی حمد کے ساتھ (بادل کی) گرج اور جس کے خوف سے فرشتے تسبیح کرتے ہیں اور جو کڑکتی ہوئی بجلی بھیج کر جس کو چاہتا ہے مار دیتا ہے اور لوگ اللہ کے بارے میں جدال کرتے ہیں اور وہ سخت قوت والا ہے۔

پھر جب ہندوؤں میں شرک نے جڑ پکری اور انہوں نے بہت سارے معبود بنا لیے تو ”اندر نام کا بھی ایک الگ معبود گھڑ لیا جو ان کی نظر میں قوت و طاقت اور قہر و غضب کا مظہر ہے۔ جس کے جلو میں آندھی اور طوفان اور بجلی اور کڑک گرج چلتی ہے۔ وہ ان سے دشمن کو ہلاک کرتا ہے اور تقویٰ اور سچائی والوں کی مدد کرتا ہے۔ یعنی انہوں نے ان صفات کے لیے ایک مستقل ذات گھڑ لی۔ حالانکہ یہ حقیقتاً اللہ کی صفات ہیں۔

لہذا اس منتر میں ”اندر“ کو مخاطب کر کے یہ کہنا کہ اس نے دشمن کو لڑائی کے بغیر شکست دی اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے آندھی اور طوفان اور بجلی اور کڑک گرج کے ذریعے شکست دی اور بعینہ یہ بات غزوہ احزاب میں پیش آئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يا ايها الذين آمنوا اذكرو نعمة الله عليكم اذ جائتكم جنود فارس لنا عليهم ريحا و جنود الم تروها و كان الله بما تعملون بصيرا (الاحزاب: ۹)

اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو جب تمہارے پاس لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور ایسے لشکر بھیجے جنہیں تم نے دیکھا نہ تھا اور تم لوگ جو کچھ کر رہے تھے اللہ سے دیکھنے والا تھا۔ اور نمبر ۶ میں مذکور یہ آیت بھی دیکھئے کہ ورد اللہ الذین کفروا بغیضہم جس کے آخر میں ہے۔ وکان اللہ قویا عزیزا قوی و عزیز کی تعبیر ٹھیک ”اندر“ کے معنی کو ظاہر کرتی ہے۔

۸۔ دوسرے منتر میں یہ جو کہا گیا ہے کہ ”تو ایک جنگ سے دوسری جنگ کی طرف بہادری سے جاتا ہے“ تو اس دوسری جنگ سے اشارہ بنو قریظہ کی جنگ کی طرف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احزاب سے واپس آ کر ابھی گھر پر غسل ہی کیا تھا کہ جبریلؑ پہنچ گئے۔ اور بنو قریظہ سے جنگ کے لیے نکلنے کا حکم دیا۔ لہذا یہ ایک جنگ سے دوسری

جنگ کی طرف نکلنا تھا۔ پھر اس دوسری جنگ کے واقعات میں یہ بتایا ہے کہ قلعوں پر قلعے فتح کرتا ہے اور بعینہ یہی بات غزوہ بنو قریظہ میں پیش آئی۔ یہود پہلے قلعہ بند ہوئے۔ پھر ہتھیار ڈال دیئے اور قلعے اور گڑھیاں مسلمانوں کے لیے چھوڑ دیں۔ اللہ کا ارشاد ہے:

وانزل الذین ظاہروہم من اہل الکتاب من صیاصیہم و قذف فی قلوبہم الرعب فریقا تقتلون و تاسرون فریقا و اورثکم ارضہم و دیارہم و اموالہم و ارضالم تطوہا و کان اللہ علی کل شیء قدیدرا (الاحزاب: ۲۶، ۲۷)

یعنی جن اہل کتاب نے ان احزاب کی مدد کی تھی اللہ نے انہیں ان کی گڑھیوں سے اتار لیا اور ان کے دل میں رعب ڈال دیا۔ (چنانچہ) تم ایک فریق کو قتل کر رہے تھے اور ایک فریق کو قید کر رہے تھے۔ اور تمہیں ان کی زمین ان کے دیار اور ان کے اموال کا اور ایسی زمین کا وارث بنا دیا جسے تم نے روندنا نہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

جنگ احزاب میں یہ بات حاصل نہیں ہوئی۔ وہاں دشمن کھلے میدان میں تھا۔ جہاں قلعے اور گڑھیاں نہ تھیں۔

۹۔ منتر میں جنگ کے کمانڈر کا یہ وصف بیان کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کا حبیب ہے۔ رکوع کرنے والا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بہت نمازی ہے اور کوئی شبہ نہیں کہ یہ دونوں وصف محمد ﷺ میں بدرجہ اتم موجود تھے۔

۱۰۔ منتر نے دشمن کے بارے میں یہ بھی بتایا ہے کہ وہ دھتکارا ہوا ہے دغا باز اور عہد شکن ہے۔ اس دوسرے غزوہ میں دشمن یہود تھے۔ اور ان کی مذکورہ تینوں صفتیں معروف ہیں۔ اور وہ اللہ کے دھتکارے ہوئے اور خلق کے راندے ہوئے ہیں اور دغا بازی و عہد شکنی سے ان کی پوری تاریخ بھری پڑی ہے۔ خاص کر غزوہ احزاب کے دوران انہوں نے رسول

اللہ ﷺ سے کیا ہوا پختہ عہد و پیمان توڑ دیا تھا اور مسلمانوں کی زندگی کے نہایت نازک ترین لمحات میں انتہائی بدترین دغا بازی کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کو اثنائے جنگ میں جب اس دغا بازی کی سن گئی۔ اور آپ نے تحقیق حال کے لیے بعض صحابہ کو بھیجا تو انہوں نے یہود کو انتہائی خباثت پر پایا۔ چنانچہ یہود نے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو کھلم کھلا فحش گالیاں دیں۔ اور صاف کہہ دیا کہ ہمارے اور محمد کے درمیان کوئی عہد و پیمان نہیں ہے۔

وید نے ان کی اس کیفیت کے بیان کے لفظ ”ماینیم“ استعمال کیا ہے۔ ماینیم اسے کہتے ہیں جو بظاہر عمدہ اور اندر سے خبیث ہو۔ اور ٹھیک یہی حال یہود کا تھا۔ اور دلچسپ بات یہ ہے کہ انہیں مجوعہ بائبل میں بھی بار بار ویسا ہی بتلایا گیا ہے۔ چنانچہ انہیں کبھی کھوئی چاندی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کبھی سانپ اور سانپ کے بچے کہا گیا ہے۔ کبھی اس قر کے مانند کہا گیا ہے جو چوننا (قلعی) کے بعد باہر سے چمک رہی ہے اور اندر سڑا ہوا جسم پیپ اور بدبو بھری ہے۔

۱۱۔ اس منتر میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس دشمن کو ”نموچی“ کہا جاتا ہے۔ سنسکرت میں اس لفظ کے دو معنی ہیں۔ (۱) کنجوس، بخیل۔ (۲) مستحق سزا۔ اور معلوم ہے کہ یہود دنیا بھر کے بخیلوں میں سے سرفہرست ہیں۔ اور محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی سزا (عذاب الہی) کے مستحق رہے ہیں اور اس سے دو چار بھی ہوئے ہیں۔

رگ وید میں نموچی اس بدروح کو بھی کہا گیا ہے جو ہندو عقیدے کے مطابق زمین اور بادل کے درمیان روک بن کر زمین پر بارش اترنے نہیں دیتی اور معلوم ہے کہ یہود نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی الہی کو لوگوں تک پہنچنے میں ہر ممکن رکاوٹ ڈالی۔ وحی کو آسمانی کتابوں میں بارش سے تشبیہ دی گئی ہے اور اس سے مستفید ہونے والوں کو زمین

سے۔ لہذا یہ معنی بھی یہودی پر پوری طرح فٹ آتا ہے۔

۱۲۔ پھر یہ منتر یہ بھی بتلاتا ہے کہ دشمن قتل ہوں گے۔ یعنی محض ان کی شکست یا

گرفتاری اور قید و بند پر بات ختم نہ ہوگی اور جنگ بنو قریظہ کا نتیجہ یہی رہا۔ ان کے سارے مردان جنگی مارے گئے۔ صرف عورتوں اور بچوں کو قید کیا گیا۔

۱۳۔ آخری منتر میں اس غزوہ کے کمانڈر کو ”ابندھونا“ کہا گیا ہے۔ یہ لفظ یتیم اور

بے سہارا بیوہ اور مساکین پر بولا جاتا ہے۔

۱۴۔ نیز اس کمانڈر کا نام ”شروا“ بتایا گیا ہے۔ اس کا معنی ہے وہ شخص جس کی

بکثرت تعریف و ثناء کی جائے۔ یعنی محمد ﷺ۔

۱۵۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس کے کل دشمن کی تعداد ساٹھ ہزار ننانوے

ہوگی۔ یہ تعداد ظاہر ہے کہ صرف مذکورہ بالا جنگ میں آنے والے دشمن کی نہیں ہے۔ کیونکہ

پچھلے منتر میں ان کی تعداد دس ہزار بتائی جا چکی ہے۔ لہذا اس آخری منتر میں جو تعداد مذکورہ

ہے وہ سارے دشمنوں کی مجموعی تعداد ہے۔ پیچھے گزر چکا ہے کہ سارے دشمن جو آپ کے

دو بدو ہتھیار لے کر آئے ان کی تعداد ساٹھ ہزار تھی۔ دس ہزار قریش و غطفان وغیرہ دس

ہزار سارے یہود اور چالیس ہزار رومی۔

یہ بھی گزر چکا ہے کہ غزوہ تبوک میں نہ جانے والے منافقین 80 تھے۔ جانے

والے بارہ یا تیرہ تھے۔ یوں ترانوے کی تعداد پوری ہو جاتی ہے۔ ان کے علاوہ چار افراد

نے نبی ﷺ کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ اور دو یہودیوں نے جو کوئی لشکر تو نہ لائے اور کسی

جنگ میں بھی نہ آئے۔ لیکن جنوں کی حد تک نبی ﷺ سے عداوت کا کھلا اعلان کیا۔ یہ تھے

کعب بن اشرف اور سلام بن ابی الحقیق۔ یہ کل چھ ہوئے۔ انہیں منافقین کے ساتھ شامل

کریں تو 99 ہو جاتے ہیں۔

ان میں سے اللہ تعالیٰ نے تین منافقوں اور تین قتل خواہوں کو توبہ اور اسلام کی توفیق دی۔ ایک کو بجلی سے ہلاک کر دیا اور دو کو ان کے گھروں پر ہی قتل کر دیا گیا۔ لہذا نوے باقی رہے۔ شاید یہی راز ہے کہ یہ تعداد کبھی نوے بتائی گئی اور کبھی ننانوے۔

۱۶۔ اس منتر میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ان دشمنوں کے سالاروں اور کمانڈروں کی تعداد بیس ہوگی۔ اور نبی ﷺ کے مد مقابل آنے والے کمانڈروں کی ٹھیک یہی تعداد تھی۔ ذیل میں نقشے سے اس کی وضاحت کی جا رہی ہے۔

وید میں نبی ﷺ کے مد مقابل آنے والے 20 کمانڈروں کی تفصیل

کمانڈر کا نام	تاریخ	جنگ	آخر کی انجام
ابو جہل	قریش اور ان کے پیروکار	بدر ۲ھ	اسی جنگ میں مارا گیا
ابوسفیان	قریش اور ان کے پیروکار	احد خندق ۳ھ	فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوا
رکبہ بنی قینقاع	بنو قینقاع	غزوہ بنی قینقاع ۲ھ	قوم سمیت جلا وطن ہوا
حیی بن اخطب	بنو نضیر	غزوہ بنو نضیر ۴ھ	بنو قریظہ کے ساتھ قتل کیا گیا
عینیہ بن حصن فزاری	بنو فزارہ	غزوہ احزاب ۵ھ	فتح مکہ کے قریب مسلمان ہوا
عوف بن مالک	بنو ہوازن	غزوہ احزاب ۵ھ	فتح مکہ کے قریب مسلمان ہوا
طلحہ بن خویلد اسدی	بنو اسد	غزوہ احزاب ۵ھ	اسلام لایا۔ پھر بنوت کادعوئی کیا۔ پھر مسلمان ہوا
ابوالاطور سلمی یا اس کا باپ	بنو سلیم	غزوہ احزاب ۵ھ	جنگ حنین کے بعد مسلمان ہوا
عامر بن الطفیل	بنو عامر	غزوہ احزاب ۵ھ	طاعون سے مر گیا

حارث بن عوف	بنومرہ	غزوہ احزاب ۵ھ	جنگ تبوک کے بعد مسلمان ہوا
مسعود بن زحیلہ	بنو شجع	غزوہ احزاب ۵ھ	بہترین مسلمان ہوا
کعب بن اسد	بنو قریظہ	غزوہ قریظہ ۵ھ	غزوہ کے بعد قوم سمیت قتل کیا
حارث بن ابی ضرار	بنو الصطلق	غزوہ مرسع ۵ یا ۶ھ	غزوہ کے بعد مسلمان ہو گیا
عبدالرحمن فزاری	بنو فزارہ	غزوہ ذی قرد ۷ھ	اسی جنگ میں مارا گیا
مرحب یہودی	بطاۃ اور شق کے یہود	غزوہ خیبر ۷ھ	اسی جنگ میں مارا گیا
کنانہ بن ابی الحقیق	یہود کتبہ	غزوہ خیبر ۷ھ	اسی جنگ کے بعد مارا گیا
رئیس یہود	یہود وادی القری	غزوہ وادی القری ۷ھ	
رئیس محارب و خصفہ	بنو محارب و خصفہ	غزوہ ذات الرقاع ۴ یا ۷ھ	
مالک بن عوف نصری	بنو ثقیف و ہوازن	غزوہ حنین و طائف ۸ھ	جنگ حنین و طائف کے بعد مسلمان ہوا
رومی سردار	روم	غزوہ تبوک ۹ھ	

تبوک آخری غزوہ تھا اسکے بعد آپ کی زندگی میں کسی محاذ آرائی کی نوبت نہیں آئی۔ یہ بھی یاد رہے کہ پوری انسانی تاریخ میں محمد رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور پران منتروں میں کہی ہوئی باتیں فٹ نہیں آتیں۔

وید میں فتح مکہ کا ذکر

جس طرح ویدوں میں غزوہ احزاب و قریظہ کا ذکر آیا ہے اسی طرح غزوہ فتح مکہ کا بھی ذکر آیا ہے۔ کبھی آپ ﷺ کا نام لے کر اور کبھی نام لئے بغیر چنانچہ رگ وید کا ٹکڑا منڈل ۲۷ منتر ۱ اس طرح ہے۔

ترجمہ: عظمت اور حق والے باحکمت طاقتور اور دریا دل ”ماح“ (محمد ﷺ) نے مجھے اپنے کلام سے مشرف کیا ہے۔ یہ رحمتہ للعالمین (ﷺ) اپنے دس ہزار جانباز اور خوبیوں والے ساتھیوں کے ساتھ ممتاز ہوا۔

☆ ہم بتا چکے ہیں کہ لفظ ماح محمد کا سنسکرت تلفظ ہے اور بعینہ محمد کے معنی میں ہے۔ پھر اس کی جو صفات یہاں ذکر کی گئی ہیں۔ یعنی حکمت و قوت، عظمت و سخاوت اور حق کا التزام، یہ سب محمد ﷺ کی صفات ہیں اور جہاں تک ”رحمتہ للعالمین“ ہونے کا تعلق ہے تو آپ ﷺ اس وصف میں اس درجہ ممتاز تھے کہ آپ کا یہ صفاتی نام ہو گیا۔

☆ دس ہزار ساتھیوں کے ساتھ ممتاز ہونا بھی انبیاء کے مابین محمد ﷺ کی ایک خصوصیت ہے۔ یہ صحابہ کرام کی وہ تعداد ہے جو فتح مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ قرآن نے اس کے امتیاز کا ذکر یوں کیا ہے:

لا يستوى منكم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولئك اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد و قاتلوا و كلا وعد الله الحسنی الله بماتعملون جنیبر تم میں سے جنہوں نے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ اور قتال کیا، وہ (اور دوسرے) برابر نہیں ہو سکتے۔ وہ بعد میں خرچ اور قتال کرنے والوں سے بہت عظیم درجہ رکھتے ہیں اور اللہ نے ہر ایک سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے۔ اور تم لوگ جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کی خبر رکھتا ہے۔

☆ جہاں تک جانبازی اور خوبیوں والی صفات کا تعلق ہے تو منتر کی سنسکرت ترتیب کے پیش نظر احتمال ہے کہ یہ نبی ﷺ سے متعلق ہو اور احتمال ہے کہ صحابہ سے متعلق ہو۔ بہر حال یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ خود محمد ﷺ بھی اور آپ کے صحابہ کرام بھی شجاعت اور

محاسن اعمال میں یکتائے روزگار تھے۔

☆ اس منتر کا پہلا لفظ ”انسونتا“ ہے۔ اس کا لفظی معنی ہے ”رتھ یا سواری والا“ مگر یہ لفظ وید میں سردار راجہ سپہ سالار اور کمانڈر جیسے لوگوں پر بولا جاتا ہے کیونکہ یہ لوگ عموماً خدم و حشم کے جلو میں رتھوں اور گاڑیوں پر سوار ہو کر کروفر سے نکلا کرتے تھے۔
خلاصہ یہ ہے کہ ہے منتر محمد ﷺ کے بارے میں آپ کے نام صفات و علامات ممتاز ساتھیوں کی تعداد اور آپ کی زندگی کے اہم ترین غزوه کے ذکر کے ساتھ آپ کی بشارت دے رہا ہے۔

اب چند منتر اور ملاحظہ کریں جن میں محمد ﷺ کا نام لئے بغیر فتح مکہ کا ذکر ہے۔
یہ اتھروید کا ٹڈ ۲۰ سوکت ۱۳۷ کے منتر ۹۸۷ ہیں جو رگ وید منڈل ۸ سوکت ۹۶ منتر ۱۳، ۱۴، ۱۵ اور سام وید پورو آرچک ادھیائے ۳ کھنڈ او منتر ایک میں بھی مذکور ہیں:
سیاہ چاند نہر انشومتی میں جاٹھہرا طاق اور غلبے والا بہادر جو دس ہزار کے ساتھ بقوت محفوظ ہے آگے بڑھتا ہے۔ اور (دیکھو کہ) اس نے قرنا میں پھونک مارتے ہوئے ہتھیار پرے رکھ دیئے ہیں۔

☆ میں نے دیکھا کہ کالے بادل کی طرح چاند انشومتی کے ڈھلوان ساحل پر حرکت کرتے ہوئے ڈوب گیا۔ بہادر و! میں تمہیں آگے بھیجتا ہوں جاؤ اور جنگ میں لڑو۔
☆ پھر انشومتی کی گود میں چاند نے اپنا روشن جسم اختیار کر لیا اور قوت و غلبے والا اپنے رن کے ساتھ ان مشرکین پر غالب آ گیا جو اس کے خلاف اٹھے۔
ان منتروں کے بعض نکات کی وضاحت سخت ضروری ہے لہذا یہ وضاحت ذیل میں کی جا رہی ہے۔

☆ ہندوؤں کا خیال ہے کہ انشومتی ایک دریا کا نام ہے۔ جس کے اندر چاند ہر مہینے کے آخر میں اس وقت اترتا ہے جب اس کی روشنی ختم ہو جاتی ہے اور وہ سیاہ پڑ جاتا ہے۔ پھر وہ غسل کرتا ہے تو اس کی روشنی پلٹ آتی ہے اور وہ آسمان پر دوبارہ طلوع ہوتا ہے حالانکہ چاند کی یہ کیفیت یہاں یہ بتانے کے لیے ذکر کی گئی ہے کہ اسی طرح اللہ کا دین ایک بار مٹ کر دوبارہ ظاہر ہوگا۔ گویا دین چاند ہے اور اس میں تحریف اور اس کی تعلیمات کی پوشیدگی چاند کا سیاہ ہو کر دریا میں چھپ کر جانا ہے۔ اور دوبارہ دین کا ظہور گویا چاند کا دریا سے نکل کر افق پر طلوع ہونا ہے۔

اتنی وضاحت کے بعد یہ بات آسانی سے سمجھی جاسکتی ہے کہ ٹھیک اسی قسم کے حالات محمد ﷺ کے نبوت کے ظہور کے وقت موجود تھے۔ ایک عرصے سے کوئی رسول بھیجا نہیں گیا تھا۔ اس دوران دین میں تحریف آگئی تھی۔ اور رفتہ رفتہ اس کی تعلیمات پورے طور سے پس پردہ چلی گئی تھیں اور دین کی جگہ رسم و رواج نے لے لی تھی۔ یوں ہر طرف اندھیرا چھا گیا تھا اور افق تاریک ہو گئے تھے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے دین کی دعوت شروع کی اور لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی میں لانے کا آغاز کیا۔ گویا دین ایک چاند تھا جو سیاہ ہو کر چھپ گیا تھا۔ اور محمد ﷺ کی دعوت سے روشن ہو کر پھر طلوع ہو گیا۔

☆ چاند کے اس چھپنے اور طلوع ہونے کے دوران مذکورہ منتروں کے قائل نے جو واقعات دیکھے اور سنے وہ یہ تھے:

۱۔ اس نے سنا کہ کوئی حکم دینے والا بہادروں کو آگے بڑھنے اور جنگ میں کود جانے کا حکم دے رہا ہے۔

۲۔ اس نے دیکھا کہ بہادروں کا جانباز و محفوظ کمانڈرا اپنے رب سبحانہ و تعالیٰ کی مدد سے اپنے مشرک دشمنوں پر غالب آجاتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ کمانڈر اور اس کے ساتھی اللہ کی توحید والے ہوں گے۔ اور ان کے دشمن مشرک ہوں گے اور گویا یہی توحید و شرک کا اختلاف لڑائی کا سبب ہوگا۔ اب یہ دیکھئے کہ یہ بات محمد ﷺ پر بالکل ٹھیک ٹھیک پوری اتر رہی ہے۔

۳۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ یہ کمانڈر دس ہزار جنگجو لے کر آگے بڑھ رہا ہے اور یہ معلوم ہے کہ فتح مکہ میں دس ہزار صحابہ نے شرکت کی تھی۔

۴۔ پھر اس نے یہ بھی دیکھا کہ اس کمانڈر نے فتح کا قرنا پھونکتے ہوئے ہتھیار پرے کھدئے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے ہتھیار استعمال نہیں کئے۔ بلکہ لڑائی کے بغیر ہی فتح حاصل کر لی۔ ٹھیک یہی معاملہ فتح مکہ کے موقع پر پیش آیا تھا۔ نبی ﷺ نے نہ فتح سے پہلے ہتھیار استعمال کئے نہ فتح کے دوران نہ فتح کے بعد۔ بلکہ فرمایا تو یہ فرمایا کہ آج تمہیں کوئی سرزنش نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔

خلاصہ یہ کہ ان منتروں میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ محمد ﷺ پر صادق آرہا ہے، صرف آپ ہی پر صادق آرہا ہے۔ کسی اور پر نہیں۔ پس ان منتروں میں جو مکاشفہ پیش کیا گیا ہے وہ حقیقت میں نبی ﷺ کی بشارت اور آپ کی بابت پیشگوئی ہے۔ جو اللہ نے مقررہ وقت پر پوری کر دی۔ فالحمد للہ۔



حضور ﷺ کی تاریخ وفات کا تعین

حضور ﷺ کا یوم وفات جاننے کے لئے آدمی کا دھیان سب سے پہلے کتب حدیث کی طرف جاتا ہے۔ اس کے متعلق مولانا شبلی نعمانی فرماتے ہیں کہ تلاش بسیار کے باوجود مجھے کتب حدیث سے ایک روایت بھی نہیں مل سکی۔ ج: 2 ص: 169۔

اسکی وجہ سمجھ میں یہ آتی ہے کہ صحابہ اکرام کے دور میں اور اسکے بعد 600 ہجری تک مسلمانوں میں یوم پیدائش یا وفات منانے کا رواج نہ تھا یہ رسم 604ھ میں عراق کے شہر موصل کے حکمران مظفر الدین کوکری بن اربل اور اسکے ساتھی مولوی عمر بن دحیہ الخطاب نے شروع کی۔

حضور کا یوم پیدائش جاننے کے لیے کافی بحث کی گئی۔ ہمارے برصغیر میں قاضی سلیمان منصور پوری اور اسکے بعد مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے بھی کافی تفصیلی بحث کی۔ مگر تاریخ وفات کے تعین میں مولانا شبلی نعمانی کے علاوہ کسی نے قابل ذکر گفتگو نہیں کی۔ کتب حدیث میں کچھ ایسے اشارے ضرور مل جاتے ہیں جن کی مدد سے ہم صحیح تاریخ وفات کا تعین کر سکتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) سورۃ مائدہ کی آیت "الیوم اکملت لکم دینکم" کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے ایک یہودی نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو یوم عید کے طور پر مناتے۔ اس کے جواب میں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس دن ہماری دوہری عید یعنی یوم عرفہ اور جمعہ کا دن تھا۔ ابن عباسؓ کی زبانی اسکی تلاوت سن کر کسی یہودی نے محولہ بالا بات کہی تو ابن عباسؓ نے یہی جواب دیا۔ حضرت علیؓ اور

حضرت معاویہؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ بن کثیر ج: 2 ص: 49

(۲) سنن ابی داؤد (1905) میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں 13 ذوالحجہ منگل تک منیٰ میں قیام فرمایا اور یہیں سے ہر روز رمی کے لئے جمرات تشریف لے جاتے یہیں سے 13 ذوالحجہ کو بعد ذوال روانہ ہو کر وادی محصب میں شب گذاری اور بدھ کی صبح کو خانہ کعبہ کا آخری طواف کیا اور نماز فجر ادا فرما کر مہاجرین و انصار کے ساتھ مدینہ تشریف لے گئے۔ ج: 2 ص: 182-183 (اگر ۱۳ ذی الحجہ منگل کو ہو تو لامحالہ ۹ ذی الحجہ کو جمعہ ہی ہوگا)

(۳) مسند احمد (2506) میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ پیر کو پیدا ہوئے، پیر کو منصب نبوت پر فائز ہوئے، پیر کو مکہ سے ہجرت فرمائی، پیر کو مدینہ تشریف لائے، پیر کو اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے اور پیر ہی کو ہجر اسود نصب ہوا۔ (ج: 1، ص: 277)

اب ہم کتب سیرت اور تاریخ کی طرف آتے ہیں:-

ابن سعد نے آپ ﷺ کی علالت شروع ہونے کی دو تاریخیں ۱۱۹ اور ۲۹ صفر اور بدھ کا دن لکھا ہے۔ ابن ہشام نے بھی بدھ اور کا دن اور صفر کا مہینہ لکھا ہے۔ آپ ﷺ کی علالت کا دورانیہ تمام سیرت اور تاریخ نگاروں نے ۱۳ دن لکھا ہے۔ تاریخ وفات کے تعیین میں کتب سیرت میں ۱، ۲، ۱۲، ربيع الاول کا تذکرہ ملتا ہے۔ یعقوبی نے ابن ہشام کے حوالہ سے سائب کلبی اور ابو مخنف کی ۲ ربيع الاول والی روایت قبول کی ہے۔ مگر محدثین کے نزدیک یہ دونوں دروغلو اور غیر معتبر ہیں۔ ابن سعد نے واقدی کے حوالہ سے ۱۲ ربيع الاول کی نقل کی ہے۔ یہ بھی محدثین کے نزدیک معتوب ترین آدمی ہے۔

یکم ربیع الاول کی روایت ثقہ ترین سیرت نگار موسیٰ بن عقبہ اور مشہور محدث امام لیث بن سعد مصری سے مروی ہے (فتح الباری باب وفات النبی)۔ امام السہیلی، عبدالرحمان بن عبداللہ نے الریاض الانف میں لکھا ہے کہ یہی روایت حق سے قریب تر ہے۔

کتب احادیث اور تاریخ سے اس نتیجے پر یقینی طور پر پہنچ جاتے ہیں کہ ۱۰ ہجری ۹ ذی الحجہ عرفہ جمعہ کے دن تھا۔ آپ کی علالت بدھ کو شروع ہوئی اور آپ پیر کو اس دارِ فانی سے تشریف لے گئے۔ اس کے علاوہ ابن کثیر، ابن عباس کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ آپ حج کے بعد 81 دن تک اس دارِ فانی میں رہے۔ اب ہم اس کو درائتاً دیکھتے ہیں۔

یوم عرفہ بروز جمعہ، 9 ذوالحجہ تھی۔ اگر ہم ذوالحجہ، محرم اور صفر تینوں مہینوں کو تیس (30) کالگائیں تو پیر کا دن 6 اور 13 کو آتا ہے۔ (1 نمبر کیلنڈر دیکھیں)

اگر تینوں مہینے 29 کے لگائیں تو پیر 2 اور 9 ربیع الاول کو آتا ہے۔ (2 نمبر کیلنڈر دیکھیں)

اگر دو مہینے 30 کے اور ایک 29 کالگائیں تو پیر 7 اور 14 کو آتا ہے۔ (3 نمبر کیلنڈر دیکھیں)

اگر دو مہینے 29 اور ایک 30 کالگائیں تو پیر 1، 8 اور 15 کو آتا ہے۔ (4 نمبر کیلنڈر دیکھیں)

ان مفروضہ تاریخوں میں سے 6، 7، 8، 9، 13، 14 اور 15 کی تائید میں کوئی روایت نہیں، اس لئے یہ تاریخیں خارج از بحث ہیں۔ 2 تاریخ کی صورت

میں تینوں مہینے 29 کے ہوں گے۔ جو کسی طرح ممکن نہیں۔ 12 تاریخ کسی صورت میں بھی پیر کے دن نہیں آتی۔

اس لیے محدثین کے وضع کردہ اصولِ روایت و درایت نیز اصولِ تقویم اور چاند کی گردش کے فطری قانون کے مدے نظر اگر دو مہینے ۲۹ اور ایک ۳۰ کا ہو تو یکم ربیع الاول پیر کا دن ہی تاریخِ وفات آتا ہے۔ اس طرح علالتِ بدھ کو شروع ہوتی ہے اور عرفہ جمعہ کے دن آتا ہے۔ یعنی آپ یقیناً یکم ربیع الاول گیارہ ہجری بروز پیر اس دارِ فانی سے تشریف لے گئے۔

اہل علم کے لئے راستے کھلے ہیں۔ وہ بھی حقائق کی روشنی میں غور کریں۔ اللہ رب العزت ہمیں حق سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔

(محمد اسحاق ناگی)

0345-4078684

رحلت نبی ﷺ کی تاریخ

احادیث اور تاریخ کے مطابق آپ نے نو (9) ذوالحجہ دس ہجری (10) بروز جمعہ خطبہ عرفات دیا اور 11 ہجری میں ربیع الاول کے مہینے میں رحلت فرما گئے۔ اس حساب سے یکم ذوالحجہ جمعرات کو ہوئی اور یکم محرم جمعہ کو ہوئی اور 30 ہفتہ کو ہوئی اور یکم صفر اتوار اور یکم ربیع الاول پیر کو ہوئی۔ سہیلی آپ ﷺ نے 81 دن کے بعد اس دنیا سے رحلت فرمائی۔ 12 ربیع الاول کو جمعہ کا دن آتا ہے اس لیے یہ تاریخ کسی طرح ممکن نہیں۔ (کلینڈر دیکھیے)

محرم

جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱
۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸
۲۹	۳۰					

ذوالحجہ

جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات
						۱
۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲
۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹

ربیع الاول

جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات
						۱
۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲
۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹
۳۰						

صفر

جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات
						۱
۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲
۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹

دراپنا اور روایتا آپ ﷺ یکم ربیع الاول پیر ہی کو اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ کیونکہ روایت کے مطابق آپ ﷺ پیر کو پیدا ہوئے، پیر کو منصب نبوت پر فائز ہوئے پیر کو مکہ سے نکلے، پیر کو مدینہ پہنچے اور پیر ہی کو دنیا سے رحلت فرما گئے۔

شجرہ حصہ اول			
نمبر شمارہ	آبائے الکرام	امہات العظام	امہات کے دوھیال اور ننھیال
۱	عبداللہ	آمنہ	اب۔ وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب دیکھو سلسلہ نمبر ۶ آباء نبوی ام۔ ترہ بنت عبدالعزیٰ بن عبدالدار بن قصی دیکھو سلسلہ نمبر ۵ آباء نبوی
۲	عبدالمطلب	فاطمہ	اب۔ عمر بن عائد بن عمران بن مخزوم بن یقطب بن مرہ دیکھو سلسلہ نمبر ۷ آباء نبوی ام۔ ۱۔ صخرہ بن عبد بن عمران بن مخزوم بن یقطب بن مرہ دیکھو سلسلہ نمبر ۷ آباء نبوی
۳	ہاشم	سلمیٰ	اب۔ عمر بن زید بن لبید بن خدا بخش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار (تیم اللہ) بن ثعلبہ خزرجی ام۔ ۲۔ عمیرہ بنت صخر بن حبیب ابن الحارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار ساکن مدینہ
۴	عبد مناف	عاتکہ	اب۔ مرہ بن ہلال بن فالح بن زکوان بن ثعلبہ بن بہنہ بن سلیم بن منصور (از سلسلہ نمبر ۷ آباء نبوی ام۔ ۳۔ مادیہ (عرف صفیہ) بنت حوزہ بن عمرو بن صعدہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن (از نسل سلسلہ نمبر آباء نبوی
۵	قصی	تہی	اب۔ خلیل بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن ربیعہ (دہو الخزاعی) ام۔ ۴۔ ہند بنت عامر بن النضر بن عمرو بن عامر (من الخزاعہ
۶	کلاب	فاطمہ	اب۔ سعد بن سیل (حیر) بن عوف بن عامر الحاد (کان اول من بنی جدار الکعبہ فقیل ۴۳ مامار) ازد شنوہ ام۔ ۵۔ ظریفیہ بنت قیس بن امیہ ذی الراسین بن حثیم بن کنانہ بن عمرو بن القین بن فہم بن عمرو بن قیس بن عیلان بن

			الیاس۔ دیکھو سلسلہ نمبر ۱۷ آباء نبوی
۷	مڑہ	ہند	اب۔ سریر بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک دیکھو سلسلہ نمبر ۱۲ آباء نبوی
			ام۔ ۱۶ امامہ بن عبدمناتہ بن کنانہ۔ دیکھو سلسلہ نمبر ۱۳ آباء نبوی
۸	کعب	حشیہ	اب۔ شیبان بن محارب بن فہرا۔ دیکھو سلسلہ نمبر ۱۱ آباء نبوی ام۔ ۷ وحشیہ بنت وائل بن قاسط بن ہنب بن اقصیٰ بن معمر بن جدیلہ
۹	لوسی	مادیہ	اب۔ کعب بن القین (ہو النعمان) بن حسیر بن شعیب اللہ بن اسد بن ویرہ بن ثعلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ ام۔ عاتکہ بنت کابل بن عذرہ
۱۰	غالب	عاتکہ	اب۔ یحییٰ بن النضر بن کنانہ دیکھو سلسلہ نمبر ۱۳ آباء نبوی ام۔ ۸ انیسہ بنت شیبان بن ثعلبہ بن عکابہ بن مصعب بن علی بن بکر بن وائل
۱۱	فہر الملقب بہ قریش	لیلیٰ	اب۔ حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ دیکھو سلسلہ نمبر ۱۶ آباء نبوی ام۔ ۹ سلمیٰ بنت طانجہ بن الیاس دیکھو سلسلہ نمبر ۱۷ اشجرہ ہذیل
۱۲	مالک	جندلہ	اب۔ عامر بن الحارث بن مضاہ بن زید بن مالک جرہمی۔ ام۔ یعنی بنت الطلیم بن مالک بن الحارث (جرہمی)
۱۳	نضر	عکرشہ	اب۔ عدنان (حارث) بن عمرو بن قیس بن عیلان بن مضر دیکھو سلسلہ نمبر ۱۷ آباء ام۔
۱۴	کنانہ	تہہ	اب۔ مڑ بن اؤ بن طانجہ (اخت تمیم بن ترا) (طانجہ برادر مدرکہ) نمبر ۱۶
۱۵	خزیمہ	حوانہ۔ ہند	اب۔ سعد بن قیس بن عیلان بن الیاس دیکھو سلسلہ نمبر ۱۷ آباء ام۔ وعد بنت الیاس دیکھو سلسلہ نمبر ۱۷ آباء
۱۶	مدرکہ	سلمیٰ	اب۔ اسلم بن الحاف بن قضاعہ ام۔

۱۷	الیاس	لیلی (خندف)	اب۔ خلوان بن عمران بن الحاف بن قضاہ ام۔ ضریہ بنت ربیعہ بن زاردیکھو سلسلہ نمبر ۱۹ آباء
۱۸	مضر	رباب	اب۔ خیدہ بن معد (سلسلہ نمبر ۲۰ آباء) ام۔
۱۹	نزار	سودہ	اب۔ عک بن الرشید بن عدنان (سلسلہ نمبر ۲۱) ام۔
۲۰	معد	معانہ	اب۔ جوشم بن جلیہمہ بن عمر بن برہہ بن جرہم ام۔ سلمی بنت الحارث بن مالک بن غنم (من جرہم)
۲۱	عدنان	مہدو	اب۔ لہم بن جلیب بن جدیس بن حاشم بن ارم ام۔
نمبر شمار	بروایت طبری	بروایت ابن سعد	
۲۲	ادو	ادو	
۲۳	ہمیع	ہمیع	
۲۴	سلامان	سلامان	ہمیدع اور شاحب بھی اسی کو کہتے ہیں۔
۲۵	عوص	عوص	منجر اور نبیت بھی اسی کو کہتے ہیں۔
۲۶	بوز	بوز	اس کو ثعلبہ بھی کہتے ہیں اور قبیلہ ثعلبہ اسی کی جانب منسوب ہے
۲۷	قموال	قموال	اس کو یوز اور عشر الغناء بھی کہنے ہیں رسم عشرہ عرب میں اسی نے نکالی۔
۲۸	ابی	ابی	اس کو سعد رجب بھی کہتے ہیں رسم (رجیہ اسی نے نکالی
۲۹	عوام	عوام	قموال اور بریح الناحب بھی اسے کہتے ہیں کان فی زمن سلیمان
۳۰	ناشد	ناشد	محکم زوالعین اسی کا لقب ہے۔
۳۱	حزا	حزا	ہو العوام
۳۲	بلداس	بلداس	اسے محتمل بھی کہتے ہیں۔
۳۳	یدلاف	تدلاف	رائمہ اسی کا لقب ہے۔
۳۴	طانخ	طانخ	اسی کو طاہب بھی کہتے ہیں عیقان اسی کا لقب ہے۔

۳۵	جاسم	جاسم	اس کا لقب علتہ ہے۔
۳۶	ناحش	ناحش	اس کا لقب علتہ ہے۔
۳۷	ماخی	ماخی	
۳۸	عمیعی	عمیعی	اس کو عافی اور عبقر ابو الجن کہتے ہیں بنت عبقر اسی کی جانب منسوب ہے۔
۳۹	عبقر	عبقر	اس کو ابراہیم جامع الشمیل کہتے ہیں۔ جامع الشمیل لقب اس لیے ہوا کہ اس کے عہد میں امن کامل تھا۔ راستے بے خطر جاری تھے۔
۴۰	عبید	عبید	اس کو اسماعیل ذوالمطابخ کہتے ہیں۔ ذوالمطابخ اس لیے کہتے ہیں کہ مسافروں کے لیے سارے ملک میں ضیافت خانے مقرر کیے گئے۔
۴۱	الدعا	الدعا	اس کو تیرن الطعان کہتے ہیں پہلا شخص ہے جس نے نیزہ کا جنگ میں استعمال کیا۔
۴۲	حمدان	حمدان	اسی کو اسمعیل ذوالاعوج کہتے ہیں اعوج اُسکے گھوڑے کا نام تھا۔ اب اعوجیہ نسل اسیاں اسی کی جانب منسوب ہے۔
۴۳	سنبر	سنبر	اسے لشبین اور مطعم فی المحل بھی کہتے ہیں۔ اسکے محل میں ہر شخص کے لیے کھانا تیار رہتا تھا۔
۴۴	یثربی	یثربی	یثرم اور یثرب بھی اسی کا لقب ہے۔
۴۵	نحزان	نحزان	نحزن نام اور تسور لقب ہے۔
۴۶	یلخن	یلخن	یلخن نام اور عنود لقب ہے۔
۴۷	ارعوے	ارعوے	رعوبے نام اور دعدع لقب ہے۔
۴۸	عمیعی	عمیعی	عاقر لقب ہے۔
۴۹	دیشان	دیشان	لقب اس کا الزاعیہ ہے۔
۵۰	عمیصر	عمیصر	اسی کو عامر اور ینددان ذوالاندیہ اسی کے عہد میں نیسبت اور جادان فرزانہ ان قادر میں جنگ ہوئی۔
۵۱	اقتاد	اقتاد	اقتاد نام۔ ایامہ لقب ہے۔
۵۲	ایہام	ایہام	ایہامی نام دوس القوق اور اجمل الخوق لقب ہیں۔

۵۳	مقصر	مقصی	مقاصری نام حسین اور نزال لقب ہے۔
۵۴	ناحت	ناحت	
۵۵	زارح	زارح	قمیر لقب ہے۔
۵۶	سی	شمسی	شمانام الحشر لقب ہے۔
۵۷	مزى	مزى	ہر مز بھی اسے کہتے ہیں۔
۵۸	عوض	عوض	اس کا لقب ثمر اور صفی بھی ہے۔
۵۹	عرام	عرام	
۶۰	قیدار	قیدار (10)	

- (1) صحرہ کی ماں کا نام تخمر بنت عبد بن قصی نانی کا نام سلمی بنت عامرہ بن عمیرہ بن ودیعہ بن ودیعہ بن الحارث بن پر نانی کا نام عاتکہ بنت عبد اللہ بن واکمہ بن ظرب تھا۔
- (2) عمیرہ کی ماں کا نام سلمی بنت عبد الاشہل اور نانی کا نام اشیلہ بنت رعو راتھا۔
- (3) ماویہ کی ماں دتاش بنت الاسم اور نانی کا نام کبشہ بنت الراقی تھا۔
- (4) ہند کی ماں کا نام لیلیٰ بنت مازن (من خزاتہ) تھا۔
- (5) ظریفیہ کی ماں کا نام صحرہ بنت عامر تھا۔
- (6) امامہ کی ماں کا نام ہند بنت دودان بن اسد خزیمہ ہے۔
- (7) وحشیہ کی ماں کا نام مادیہ بنت صبیحہ بن ربیعہ بن نزار ہے۔
- (8) انیسہ کی ماں کا نام تماخر بنت الحارث اور نانی کا نام ربم بنت کابل ہے۔
- (9) سلمیٰ کی ماں کا نام الاسد اور نانی کا نام زینب بنت ربیعہ ہے۔
- (10) قیدار کی بیوی کا نام حاضرہ تھا جو قبیلہ جرہم سے تھیں۔

کردار کشی (Character Assassination)

مجھے بچپن ہی سے مختلف علماء اور پڑھے لکھے اور دانشور لوگوں سے اپنے بزرگوں کے ذریعے ملاقات کا شرف حاصل رہا ہے۔ اکثر اوقات ان بزرگوں کی گفتگو کا تعلق قرآن حکیم اور اسلامی تاریخ سے ہوتا تھا۔ قرآن حکیم پر ہر مسلمان کا پکا ایمان ہے کہ نہ اس میں کبھی کوئی تبدیلی ہوئی ہے اور نہ ہی کبھی ایسا ہو گا۔

میرے قریبی رشتہ داروں میں مختلف عقائد اور فقہوں کے لوگ شامل تھے اور جب بھی میں ان سے کچھ باتیں سنتا تھا اور کہیں اور سے سنی ہوئی بات سے اس کا موازنہ کرتا تھا تو قدرے پریشان ہو جاتا تھا کہ ہماری اسلامی تاریخ میں اتنا زیادہ بنیادی اختلاف کیوں؟ اس کا جواب مجھے صرف ایک اور ہمیشہ ایک ہی ملا کہ تاریخ لکھی نہیں جاتی بلکہ لکھوائی جاتی ہے اور لکھوانے والے اپنی مرضی کے مطابق لکھواتے ہیں۔

رحمۃ للعالمین ﷺ کے متعلق اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ ہم نے آپؐ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام کائنات ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں دنیاؤں پر مشتمل ہے۔ اور چونکہ حضور ﷺ رحمۃ للعالمین ﷺ ہیں یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ان کی ہر عالم میں موجودگی ضروری ہے اور

وہ وہاں پر اللہ کے بتائے ہوئے اصولوں کی تبلیغ کرنے کے بعد پھر دوسری دنیا میں جاتے ہیں یا ایک ہی وقت میں تمام دنیاؤں میں ان کا ظہور ہوا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ مختلف دنیا کے وقت دن اور سال ایک دوسرے سے انتہائی مختلف ہیں۔

میرے ایک مخلص دوست سلطان خان جدون ایڈوکیٹ ایبٹ آباد نے میری توجہ دو چیزوں کی طرف مبذول کروائی ہے۔

(۱) سورت المعارج میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس کے مدارج میں ایک جگہ ایسی ہے جہاں کا ایک دن ہمارے پچاس ہزار سال کے برابر ہوتا ہے جب کہ میں نے 35,000 سال لکھا ہے۔ میرا 35,000 سال لکھنے کا مقصد تھا کہ ہمارے سائنسدانوں نے ایسی کائناتوں کا پتہ چلا لیا ہے جہاں کا ایک دن ہمارے 11,000 سال کے برابر ہوتا ہے اور دوسری دنیا ایسی ہے جہاں کا ایک دن ہمارے 35,000 سال کے برابر ہوتا ہے۔ وہ جگہ جہاں کا ایک دن ہمارے 50,000 سال کے برابر ہوتا ہے جس پر ہمارا ایمان بھی ہے، اس تک سائنسدان ابھی نہیں پہنچ پائے۔ میرے خیال میں چند سالوں کی بات ہے کہ یہ حقیقت بھی دنیا کے سامنے آجائے گی، لیکن جن کے دلوں کو مہریں لگی ہوئی ہیں وہ پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں کئی بار مدارج کا لفظ استعمال کیا ہے اور آج سے تقریباً 300 سال قبل ایک فرانسیسی سائنسدان نے قرآن حکیم کو پڑھتے ہوئے جب مدارج پڑھا تو اس نے اس کا ترجمہ **Orbits** کر دیا یہ آج بھی مستعمل ہے۔

(۲) سلطان صاحب نے رحمۃ اللعالمین ﷺ کی غربت کا حوالہ سورت الضحیٰ

پارہ 30 آیت نمبر 8 دیا ہے جس کی تفسیر مندرجہ ذیل ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ غریب کون ہوتا ہے۔ انہوں نے فرمایا غریب وہ شخص ہوتا ہے جس کے پاس ایمان نہ ہو (ایمان کی دولت نہ ہو)، لہذا حضور ﷺ کو غریب کہنا ان کی بے انداز توہین ہے۔

اس کا مقصد جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ بھی ہے کہ اگر کسی انسان کے پاس دنیا کے عیش و عشرت، اولاد، دولت سب کچھ ہونے کے باوجود ایمان نہیں ہے تو وہ غریب ہے گویا غربت ایک لعنت ہے۔ اسلامی نظام تو بہت بڑی شے ہے اگر کسی محلے میں یا کسی بازار میں ایمان رکھنے والے لوگ موجود ہو اس محلے یا بازار میں کوئی غریب نہیں رہ سکتا۔

(1) سوال: قرآن حکیم نے آیت نمبر 33 سورت آل عمران میں فرمایا ہے۔

”بے شک اللہ نے آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو اہل عالم (دنیا کی) کی رہنمائی کے لیے منتخب فرمایا“ جب اللہ تعالیٰ نے اہل عالم کی رہنمائی کے لیے ان کو منتخب فرمایا، کیا اب اللہ تعالیٰ کا انتخاب ختم ہو گیا؟ اور اس کی جگہ آل رسول اللہ ﷺ اور امت رسول اللہ ﷺ نے لے لی؟

(2) جواب:- یہ ایک ایسا سوال تھا جس کو کہ میں پوری طرح سمجھ نہ سکا۔ ایک

میٹنگ جس میں (Stelingen (Hamburg) کی مسجد (یہ مسجد قادیانیوں یعنی احمدیوں نے بنائی ہوئی تھی) کے نائب امام بھی موجود تھے۔ میں نے ان سے کہا

کہ آپ اس کا جواب دیں، لیکن اس نے کہا اس کے لیے اسے وقت درکار ہے چنانچہ بات اگلے ہفتے پہ منتقل کر دی گئی۔ اس ہفتے کے دوران میں ہم نے خود بھی مختلف فرقوں کے عقیدے رکھنے والے پڑھے لکھے لڑکوں سے جن میں پروفیسر سید مہدی رضوی بھی شامل تھے بڑی Intense گفتگو کی کیونکہ اس کے سوال ترجمہ کا نہیں تھا، بلکہ یہ تھا کہ آیا اس سورت کی رو سے آل ابراہیم اور آل عمران کو اہل عالم کی قیادت ہمیشہ کے لیے بخش دی یا اس وقت تک جب تک کہ آل رسول ﷺ اور امت رسول ﷺ کا قیام ظہور پذیر نہیں ہو گیا۔ کچھ حضرات کا یہ نظریہ تھا کہ چونکہ نئے رسول کے آنے کے بعد پچھلے رسول کی شرع ختم ہو جاتی ہے۔

(۳) لیکن زیادہ تر اسی خیال کا اظہار ہوا کہ اگر ختم ہو گئی ہوتی تو قرآن مجید میں بجائے اس کے ”بیشک اللہ نے آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو اہل عالم کی رہنمائی کے لیے منتخب فرمایا۔“

اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے فرمان کے مطابق ”ہم نے آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو اہل عالم کی رہنمائی کے لیے منتخب فرمایا۔“ چونکہ حضرت آدم علیہ سلام اور حضرت نوح علیہ سلام اس دنیا میں نہیں ہیں لیکن آل ابراہیم اور آل عمران ختم نہیں ہوئی لہذا یہ رہنمائی آل ابراہیم، آل عمران اور آل رسول ﷺ کے پاس ہے۔ یہاں میں یہ بتلا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جو شخص انسانیت سے گرا ہوا ہو، جھوٹ بولتا ہو چوری کرتا ہو منافع خور ہو۔ زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو، نشہ کرتا ہو، (چاہے وہ نسوار ہی کیوں نہ ہو) اور زانی ہو یا Gay ہو، ایسا شخص

آل رسول اللہ ﷺ کہلوانے کا مستحق نہیں ہوتا اور ہو بھی نہیں سکتا۔

(۴) ہم مسلمان سٹوڈنٹس متفقہ طور پر اسی فیصلے پر پہنچ گئے اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کو یہ بتلا دیا۔

(۵) چودھری لطیف صاحب امام مسجد ہوتے تھے ان کے چھوٹے بھائی برے کاروباری ہیں اور لاہور میں ان کا بینک ہے۔

چودھری لطیف صاحب ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنی زندگی اپنی جماعت کے لیے وقف کی ہوتی ہے۔ چودھری صاحب اپنے بیوی بچوں کے ساتھ مسجد کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ چودھری صاحب کے ایک نائب بھی ہوتے تھے جن کو کہ ہم ان کا خلیفہ کہا کرتے تھے۔ نائب صاحب کو جرمن پڑھنے کی اجازت ہوتی تھی، لیکن تعلیم حاصل کرنے کی نہیں۔ چنانچہ اکثر اوقات ان کے نائبان انہیں چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے اور یونیورسٹی کی کسی Faculty میں داخلہ لے لیتے تھے ان میں سے ایک منیر الدین احمد تھے انہوں نے Economics میں داخلہ لے لیا ان کا جماعت نے مقاطعہ کر دیا لیکن انہوں نے Phd. کر لی اور ڈاکٹر منیر الدین احمد ہو گئے جب ان کا مقاطعہ ہو گیا تو یہ بے مسجد ہو گئے مجھے ان پر بڑا ترس آیا میں نے ان کو Haus des Islam (اس کا مطلب House of Islam ہوتا ہے) لے آیا۔ جب میرے گھر میں جمعہ کی نماز ہوتی تھی تو اسی زمانے میں یہ جگہ ہم نے کرائے پر لے لی تھی کیونکہ وہاں پہ مسجد بنانے کی اجازت نہیں مل سکتی تھی عمارت بہت پرانی ہونے کی وجہ سے اس کا کرایہ خاصا کم تھا یہ ہمیں سوٹ کرتا تھا منیر الدین احمد

صاحب بہت depression میں تھے، لہذا ایک جمعہ کو میں نے ان کو بلوایا اور House of Islam کی امامت ان کے سپرد کر دی تاکہ ان کی طبیعت بہل جائے، لیکن وہ دو جمعوں کی امامت کروانے کے بعد خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے۔ بعد میں پتا چلا کہ وہ نہ بیٹھ رہے اور نہ تیتھ ہوئے۔ چودھری صاحب بڑے کمال کے آدمی تھے اور بہت قابل تھے یہی وجہ تھی کہ وہ میرے Hamburg آنے سے پہلے وہاں موجود تھے اور سالہا سال موجود رہے۔ انہوں نے ایک دن مجھے کہا کہ ملک صاحب جمعہ کو (یہ شروع شروع کی بات ہے۔) دوپہر کا کھانا آپ ہمارے ساتھ کھایا کریں تو مجھے فوراً یہ بات کھٹکی۔ میں نے کہا کہ جمعہ کی بجائے اتوار بہتر نہیں رہے گا اس پر ہم دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور بہت ہنسے۔ چکر یہ تھا کہ چودھری صاحب کا خیال تھا کہ اگر میں جمعہ کے دن کھانے کے لیے جاؤں گا تو نماز بھی وہیں پڑھوں گا۔ لہذا میں نے ان کے ہاں کئی مرتبہ کھانا کھایا، لیکن جمعہ کو نہیں میں ان کے نائبین کو سیاسی پناہ دیتا رہا۔ چودھری صاحب کو ایک دن میں نے کہا لطیف صاحب ایک دن آئے گا جب آپ کو اس مسجد سے جانا پڑے گا، لیکن آپ واپس پاکستان نہیں جاسکیں گے۔ انہوں نے ہنس کر کہا کہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ واپس نہ جائیں۔ ایک دن ایسا آیا جب واپسی کا حکم ہوا۔ اولاد نے واپس جانے سے انکار کر دیا چودھری صاحب کو وہیں قیام کرنا پڑا اور ملازمت اختیار کرنی پڑی۔ جب چودھری صاحب نے مجھے کہا کہ ملک صاحب آپ کی بات پوری ہو گئی ہے میں نے ان کو مزید واقعات یاد دلوائے جہاں میری کہی ہوئی باتیں (پیشن گوئیاں) صحیح ثابت ہوئیں اور مزید کہا کہ چودھری

صاحب زیادہ تو نہیں، لیکن اب آپ مجھے پیرمان لیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضور ﷺ آج بھی بہت سی کائناتوں میں موجود ہوں گے اور ان کی موجودگی لاکھوں، کروڑوں اور اربوں سال تک چلتی رہے گی۔

دنیا کی کوئی ایسی مقدس کتاب موجود نہیں ہے جس میں کہہیں نہ کہیں کسی نہ کسی طریقے سے حضور ﷺ کا ذکر نہ آیا ہو۔ بات یہیں ختم نہیں ہوتی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے یہ وعدہ لیا تھا کہ تم ہمیشہ ایک عظیم ترین رسول کی آمد کی اپنی قوم کو اطلاع دیتے رہو گے۔ حضور ﷺ کی ولادت کے بعد جب تواریخ لکھی گئیں تو انسان ان کو پڑھ کر نہ صرف حیران ہوتا ہے، بلکہ شرمندہ بھی ہوتا ہے۔

حضور ﷺ کے والد بزرگوار حضرت عبداللہ

حضور ﷺ کے تمام رشتہ داروں کے نام اور ان سے آپ ﷺ کی رشتہ داریاں لکھی جا چکی ہیں۔

حضور ﷺ کے والد ایک کاروباری شخصیت کے تھے اور اپنے اچھے خاصے کاروبار کے مالک تھے جس کو آپ کے مرنے کے بعد آپ کے والد بزرگوار یعنی حضور ﷺ کے دادا نے سنبھالا۔ ان کی وفات کے بعد اس کاروبار کو حضور ﷺ کے تایا نے اس وقت تک سنبھالا جب تک حضور ﷺ کاروبار کرنے کے اہل نہ ہو گئے۔ ان حالات میں حضور ﷺ کے اخراجات ان کے والد بزرگوار کے کاروبار سے ادا

ہوتے رہے۔

حضرت عبداللہ کے ترکہ کی تفصیل جو حضرت محمد ﷺ کو ملا

☆ ام ایمنؓ (لونڈی جن کا نام برکہ تھا)

☆ سقران بن صالح (غلام)

☆ پانچ آوارک اونٹ (جو اعلیٰ نسل کے ہوتے ہیں)

☆ بھیڑوں کا ایک غلہ

☆ شعب بنی ہاشم کا مکان

☆ شہر مکہ میں حضرت عبداللہ کا کپڑے اور سلائی کا بڑا کاروبار تھا۔

حواشی: (1) طبقات از محمد بن سعد (ابن سعد) اخبار النبی (جلد اول) صفحہ 143

(2) الوفا از ابن جوزی صفحہ 123 (مترجم محمد اشرف سیالوی)

(3) تحقیقی مضمون ”نبی اکرم ﷺ کا گھرانہ“ از شاہ بلخ الدین مطبوعہ اخبار جہاں کراچی

19 دسمبر 1983ء بحوالہ الاحکام السلطانیہ از ماروی

حضرت عبداللہ کے اس سلائی اور کپڑے کے کاروبار میں بیسیوں لوگ

ملازمت کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ انڈونیشیا اور ہندوستان سے کپڑا امپورٹ کرتے

تھے بلکہ کہیں یہ بھی لکھا پایا گیا ہے کہ چین سے بھی اُن کا کپڑا درآمد ہوتا تھا۔ ہندوستان

اور چین سے عرب کے تعلقات تھے، بلکہ حضور ﷺ سے بہت قبل کی نظموں میں

ہندوستان اور چین کے کپڑے اور چین کے ریشم کا ذکر ملتا ہے۔

اُن کے تمام کاریگر پورا سال ان کپڑوں کی سلائی کر کے بہت سی اقسام کے لباس بناتے تھے۔ اور اس کی فروخت نہ صرف مکہ معظمہ میں ہوتی تھی بلکہ تاجر لوگ قریب کے ممالک میں اپنے دوسرے سامان تجارت کے ساتھ یہ سلے اور ان سلے کپڑے بھی لے جا کر بیچتے تھے۔ حضرت عبداللہ کی تجارت کا بڑا حصہ یہ تھا کہ حج کے موقع پر جو ہزاروں زائرین مکہ معظمہ میں حج کا فریضہ ادا کرنے آتے تھے سب سے زیادہ ان ہی سے ملبوسات خریدتے تھے۔ ایک وہ شخص جو ہزاروں گز کپڑا (اتنا کپڑا جس کی بیٹیوں لوگ پورا سال سلائی کرتے رہتے تھے) منگواتے تھے یہ ایک بہت وسیع کاروبار تھا لیکن یہ پڑھ کر مجھے دکھ ہوا جب کسی شخص کو جو کہ اتنا بڑا کاروباری ہو اُس کو یہ کہہ دیا جائے کہ اُن کا درزیوں کا کاروبار تھا۔ درزی کا پیشہ ہمارے ہاں کوئی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ اگر یہ لکھ دیا گیا ہوتا کہ حضور ﷺ کے والد کپڑے اور ملبوسات کا کام کرتے تھے تو یہ حقیقت پر مبنی ہوتا۔ چونکہ اسلام دشمن عناصر نے حضور رحمتہ للعالمین ﷺ کو توبہ نعوذ باللہ ایک نادار مفلس اور یتیم بچہ ظاہر کرنا تھا۔ اس لیے یہ سب من گھڑت باتیں یہود و نصاریٰ اور نام نہاد مسلمانوں نے مختلف کتابوں میں لکھوا دیں اور ہماری روایات میں ایسے شامل کیں اور کروادی گئیں کہ کوئی شخص خاص طور پر مہلوی حضرات جو ہر جمعہ بڑی لمبی چوڑی تقریریں کرتے ہیں۔ ان کو کبھی توفیق نہیں ہونے کہ وہ ایسی بے بنیاد چیز جس سے رحمتہ للعالمین ﷺ کی کردار کشی ہو رہی ہو اس کی خرید میں کوئی جملہ کہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے۔ (آمین)

☆ سامان تجارت میں بہت کچھ نقد و جنس (چمڑا، کھجور) جو قریش کے دستور کے مطابق تجارت میں لگایا جاتا اور اسی حساب سے منافع میں تقسیم ہوتا۔

☆ حواشی:

(1) طبقات از محمد بن سعد (ابن سعد) اخبار النبی (جلد اول) صفحہ 143

(2) الوفا از ابن جوزی صفحہ 123 (مترجم محمد اشرف سیالوی)

(3) تحقیقی مضمون ”نبی اکرم ﷺ کا گھرانہ“ از شاہ بلخ الدین مطبوعہ اخبار جہاں

کراچی 19 دسمبر 1983ء بحوالہ الاحکام السلطانیہ از ماروی۔

حضور ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کا شمار بھی عرب کے روساء میں

ہوتا تھا۔ ان کے پاس ہزاروں کی تعداد میں اونٹ اور بھیڑ، بکریاں اور بے انداز

تجارتی سامان اور جائیداد تھی۔ ان کے بیٹے حضرت عبد اللہ کا حصہ جب رسول

پاک ﷺ کے حصے میں شامل ہو گیا تو رحمۃ للعالمین ﷺ بچپن ہی میں نہایت امیر

آدمی بن گئے لہذا جس بھی تایا یا چچا کے پاس حضور ﷺ رہے تو نہ صرف حضور ﷺ

کے اخراجات بلکہ ان کے خاندان کے بھی اخراجات با آسانی اتنی بڑی جائیداد

اور کاروبار سے پورے ہو سکتے تھے۔

ان حالات میں، میں نہیں سمجھتا کہ حضور ﷺ کو فلاں نے پالا..... فلاں

نے پالا۔ گویا کسی نے حضور ﷺ کی مدد نہیں کی۔ چھ سال کا بچہ اپنے آپ کہ خود

سنجھانے کے قابل ہو جاتا ہے لہذا انہیں انکی والدہ کے علاوہ کسی اور نے نہیں

سنجھالا اسکے برعکس حضور ﷺ نے اپنے حصے کی کمائی میں سے بذات خود اپنے عزیزوں

کی امداد فرمائی۔

یہاں مجھے اپنے گھر کا واقعہ یاد آ گیا ہے کہ میری ایک پھوپھی زاد بہن بچپن میں ہی یتیم (والد اور والدہ فوت ہو گئے) ہو گئی۔ ان کی ایک خالہ ان کو اپنے ہاں لے گئیں۔ چند مہینوں کے بعد یہ سارے لوگ امرتسر ہمارے ہاں تشریف لائے تو میری پھوپھی زاد بہن نے میری والدہ سے اپنی خالہ کے متعلق کچھ شکایتیں کیں اور کہا کہ وہ ان کے ساتھ واپس نہیں جانا چاہتی۔ چنانچہ میری والدہ نے دو تین منٹ سوچا، میری طرف دیکھا تو میں نے اشارہ کر کے والدہ کی خدمت میں عرض کر دی کہ ٹھیک ہے۔ اگر بچی کسی وجہ سے خالہ کے پاس نہیں رہنا چاہتی تو اسے مجبور نہیں کیا جاسکتا یہ ہمارے پاس رہے گی۔ دو تین ہفتوں کے بعد والدہ نے اس بچی کے سگے چچا کو خط لکھا۔ وہ امرتسر تشریف لے آئے۔ والدہ نے ان سے کہا کہ آپ اس بچی کو لے جائیں۔ یہ آپ کی بیٹی ہے اس پر چچا نے فرمایا کہ آپا میرے تو اپنے اخراجات پورے نہیں ہوتے میں اسے کہاں سے کھلاؤں گا۔ والدہ نے فرمایا اسی لئے تو میں بچی کو تمہارے ساتھ بھجوانا چاہتی ہوں تاکہ تمہارے اخراجات با آسانی پورے ہو سکیں چچا صاحب کچھ سمجھے نہیں تو اس پر وضاحت کر دی کہ اس بچی کے تین چار گنا اخراجات ہم امرتسر سے بھجوادیا کریں گے۔ وہ خوشی خوشی بچی کو لے گئے۔ ان کے گھر میں اللہ نے اس بچی کے ذریعہ آسودگی بھی بھجوا دی۔ اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ذریعہ کئی دوسروں کی امداد فرمادی۔

جب حضور ﷺ نے کاروبار سنبھال لیا اور ایک عرصہ تک کاروبار کرتے

رہے اور ان کی سچائی اور ایمانداری وغیرہ اس حد تک مشہور ہو گئی کہ وہاں کے کچھ
 لوگوں نے اپنے کاروبار بھی حضور ﷺ کو منتقل کر دیئے تاکہ وہ اس کی بھی دیکھ
 بھال کریں۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ اپنا اور کچھ دوسرے لوگوں کے کاروبار بڑی
 صداقت اور ایمانداری سے چلاتے رہے اس سے متاثر ہو کر بی بی خدیجہؓ نے ان
 سے کاروباری الحاق کیا جو نفع و نقصان میں شراکت پر مبنی تھا۔ اگر کسی شخص کے متعلق
 یہ بات مشہور ہو کہ وہ بہت ایمان دار ہے سمجھدار ہے نہایت ہی قابل اعتماد ہے اعلیٰ قسم کا
 کاروباری ہے۔ یہ ساری باتیں اُس وقت کہی جاسکتی ہیں جب وہ شخص پڑھا لکھا ہو
 عام اور کاروباری لوگوں سے اس کے تعلقات ہوں۔ اچھے خاصے لوگوں سے لین دین
 ہو اور اس لین دین میں ہمیشہ اپنے وعدوں کی پابندی کی ہو۔ یہ وہ تمام خصوصیات ہیں
 جن کا کہ عوام کو آہستہ آہستہ پتا چلتا ہے۔ جوں جوں ان کے کاروبار میں وسعت آتی
 ہے اور کاروباری لین دین کا دائرہ نہ صرف اپنے شہر میں یا ملک میں بلکہ دوسرے
 ممالک میں بھی شہرت ہو جاتی ہے۔ دوسرے ممالک کی شہرت کا مطلب یہ ہے کہ
 جب ان کے کاروبار کا دائرہ دوسرے ممالک تک بڑھ جاتا ہے۔ یہ کاروباری دائرہ
 اُس وقت بڑھتا ہے جب امپورٹ اور ایکسپورٹ شخص دوسرے ممالک کے ساتھ کاروبار
 کرتا تھا تو مالکان اپنا ساز و سامان اُونٹوں پر لاد کر ایک کارواں کی صورت میں اپنے
 ملک سے دوسرے ممالک روانہ ہوتے تھے یہ ہزاروں میل کا سفر طے کرنے میں بہت
 وقت درکار ہوتا تھا۔ لہذا ہر قسم کے خورد و نوش کی اشیاء پورے سفر کے لیے ساتھ لیجانی
 پڑتی تھیں۔ ہر چیز اور اخراجات کا حساب کتاب لازمی شے ہوتی ہے۔ اس کارواں کا

امیر ہمیشہ پڑھا لکھا شخص ہوتا ہے۔ جو کہ ہر قسم کے کاروباری اصول، کاروباری گفتگو، بیچنا، خریدنا؟ ان سب کا حساب رکھنا ملازمین میں تنخواہیں اور بھتہ وغیرہ کا حساب کتاب رکھنا یہ ایک پڑھا لکھا انسان ہی کر سکتا ہے اور ایک خاص مدت کے بعد جب لوگوں کو پتا چل جاتا ہے کہ یہ شخص زندگی کے ہر ایک اصول پہ مکمل صداقت اور انسانیت سے کام لیتا ہے۔ ہر لحاظ سے پرکھنے برتنے اور دیکھنے کے بعد جب مکمل یقین ہو جاتا ہے تو عوام ایسے انسان کو ایماندار قابل اعتماد اور امین کا لقب دے دیتے ہیں اس کے بعد اس شخص کی انسانیت کی خبر آہستہ آہستہ سب لوگوں تک پہنچ جاتی ہے جو کہ ان پر ہر لحاظ سے اعتماد کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ پہ پیدائش سے پہلے سے لے کر نبوت کے اعلان تک سینکڑوں ایسے واقعات ہوئے جس کی رو سے اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ اور شام عراق تک حضور ﷺ کی بے بہا رحمتوں کو، جو اللہ تعالیٰ نے اُن کو عطا فرمائی تھیں، مختلف انداز میں ظاہر کیا اس کا مقصد یہ تھا کہ عوام اُن سے اتنے متاثر ہو جائیں کہ جب وہ نبوت کا اعلان کریں تو لوگ اُن کی بات مان لیں۔

ام المؤمنین بی بی خدیجہؓ نے جب اُن کے کاروبار کی برکتوں کا سنا (یہ مشہوری حضور ﷺ کی ایک خاص عرصہ میں ہوئی تھی چند دنوں کی بات نہیں تھی) تو انہوں نے اپنی مکمل تسلی کر لی کہ رحمۃ اللعالمین ﷺ کا کاروبار بابرکت ہے تو انہوں نے حضور ﷺ سے ملاقات کی اور پوچھا کہ کیا وہ اُن کا تجارت کا مال اپنے کارواں کے ساتھ لے جانے پر رضامند ہوں گے۔ حضور ﷺ کی رضامندی کے بعد دونوں نے

بیٹھ کر تمام شرائط وغیرہ طے کر لیں۔ یہاں پر میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حضور ﷺ کے کاروبار کے ساتھ ام المومنینؓ کا کوئی تعلق نہیں تھا، بلکہ حضور ﷺ کا بی بی صاحبہ کے ساز و سامان جس کو کہ انہوں نے لے جانا تھا اس میں شراکت ہوئی۔ ام المومنین حضرت خدیجہؓ بذات خود ایک نہایت سمجھدار کاروباری خاتون تھیں۔ حضور ﷺ کے ساتھ کاروبار کر کے ان کو مکمل یقین ہو گیا کہ حضور ﷺ بہت ایماندار، عقلمند، اور بہت بابرکت انسان ہیں، یہی وجہ تھی کہ ام المومنینؓ نے انہیں شادی کا پیغام بھجوایا جسے حضور ﷺ نے خاندان کے معزز رکن یعنی حضرت ابوطالبؓ، دوست حضرت ابوبکر صدیقؓ اور چچا حضرت حمزہؓ سے مشورے کے بعد قبول فرمایا پھر منگنی ہو گئی، جو کافی عرصہ تک قائم رہی۔ جس کے بعد ان دونوں کی شادی ہو گئی..... نکاح کا خطبہ حضور ﷺ کی طرف سے حضرت ابوطالبؓ اور حضرت خدیجہؓ کی طرف سے ورقہ بن نوفلؓ نے پڑھا اس نکاح میں حضرت ابوبکر صدیقؓ بحیثیت گواہ شامل تھے۔

راقم کی عیسائیوں سے گفتگو

جرمن یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ اچھی خاصی جرمن زبان آتی ہو۔ داخلے کے وقت ایک چھوٹا سا ٹیسٹ لیتے ہیں جس میں جرمن پڑھواتے ہیں آدھی سٹوری لکھوا کر بقایا آدھی لکھنے کو کہتے ہیں۔ ان امتحانات میں اگر کوئی پاس ہو جاتا ہے تو وہ اپنے شعبہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے

اہل قرار دے دیا جاتا ہے جو طالب علم اس امتحان کو پاس نہ کر سکیں اُن کو دو سیمسٹر Semesters غیر ملکی طالب علموں کی جرمن Deutsche fuer Auslaender پڑھنی پڑتی ہے جس میں کہ میرا بھی داخلہ ہو گیا اس کلاس میں مختلف شعبوں کے طالب علم ہوتے ہیں جن میں اچھی خاصی طلبہ تھیولوجی Theology (مختلف مذاہب کی تعلیم) کے ہوتے تھے یہ طالب علم جنہوں نے کہ Christian Theology پڑھی ہوتی ہے وہ خاصے Aggressive (جارحانہ) ہوتے تھے۔ یہ طالب علم اکثر افریقہ سے آئے ہوتے تھے اور بڑے کٹر عیسائی ہوتے تھے۔ یہ لوگ مندرجہ ذیل سوالات کی بوچھاڑ کیا کرتے تھے۔

1. حضرت عیسیٰؑ چونکہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور دنیا میں ایسے کوئی انسان ایسا پیدا نہیں ہوا۔ انہوں نے اپنی مقدس والدہ کا مقدس دودھ پیا۔
2. وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔
3. لاعلاج مریضوں کو تندرست کرتے تھے۔
4. ہوا میں اڑتے تھے۔
5. اُن کا صرف ایک حواری ایسا تھا جس کا نام یوڈا (Judas) تھا جو غیر وفادار تھا جبکہ آپ کے نبی کے تینوں بڑے ساتھی جو کہ خلفاء راشدین ہوئے اور جن کے ہاتھ پر صحابہ اکرامؓ نے بیعت کی ان سب نے مل کر حضرت علیؓ کے حق کو غصب کیا اور توبہ نالعوذ باللہ غاصب بن گئے۔

6. حضرت عیسیٰؑ کو موت نہیں آئی بلکہ وہ زندہ آسمانوں پہ چلے گئے اور پھر واپس تشریف لائیں گے اور پھر پوری دنیا پہ ایک ہزار سال حکومت کریں گے اور یہ ہزار سال امن اور خوشحالی کے ہوں گے۔
7. یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اُن کے خداوند نے کوئی جنگ نہیں کی جبکہ مسلمانوں کا پہلا دور غزوہ اور سریہ سے بھرا پڑا ہے۔
8. عیسائیت محبت اور پیار سے انسانوں میں آئی جبکہ تمہاری (مسلمانوں کی) تاریخ کے مطابق آگ اور تلوار سے اسلام کو پھلایا گیا۔
9. دن میں تقریباً پندرہ بیس دفعہ تم شیطان سے اللہ کی پناہ کیوں مانگتے ہو؟ کیا شیطان تم کو تنگ کرتا ہے یا دوسروں کی نسبت تم پر زیادہ حملے کرتا ہے۔
10. کیا شیطان سے پناہ آپ کے (مسلمانوں کے) نبی ﷺ اور اُن کے بڑے بڑے صحابی یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ بھی شیطان سے پناہ مانگتے تھے۔ اور سیدھا راستہ دکھانے کی دعا کرتے تھے جو خداوند تعالیٰ سے خود سیدھے راستے اور مشکلیں آسان کرنے کی دعا کرتے ہیں وہ تمہیں کیا سیدھا راستہ دکھائیں گے اور کیا تمہاری مشکلیں آسان کریں گے۔ کیا پناہ اُس سے مانگی جاتی ہے جو خود سے زیادہ طاقتور ہو؟
11. حضرت ابراہیمؑ نے تو شیطان کو پتھر مار کر بھگا دیا تھا۔ آپ لوگ دعائیں مانگتے ہیں۔
12. صحیح طریقے کی صلوٰۃ (نماز) میں مسلمان اللہ سے سیدھا راستہ (سراط)

مستقیم) دکھانے کی دعا مانگتا ہے اس کا مطلب ہے کہ ہر نماز کی ہر رکعت کے درمیان اُس کو پھر ضرورت پڑ جاتی ہے یا تمہارا خدا تمہیں سیدھا راستہ دکھاتا ہی نہیں۔ اس لیے بار بار اللہ تعالیٰ کی منت سماجت کر کے سیدھے راستے کی دعا مانگی جاتی ہے۔

13. اگر تمہارا (مسلمانوں کا) مذہب صحیح ہے اور تم اُس پر گامزن ہو تو پھر یہ سیدھا راستہ نہیں ہے پھر بار بار کیوں مانگتے ہو۔ کیا تمہیں اس میں شک ہے؟

14. جو اشخاص اللہ تعالیٰ سے خود سیدھا راستہ دکھانے کی درخواست کرتے ہیں وہ اپنی مشکلات کے حل کے لیے عرض کرتے ہیں۔ وہ تمہیں سیدھا راستہ کیسے دکھا سکتے ہیں یا تمہاری مشکلات کیسے آسان کر سکتے ہیں؟

15. کیا تم لوگ ایک عبادت اور دوسری عبادت کے درمیان اتنے گندے ہو جاتے ہو کہ تمہیں ہاتھ منہ (وضو) دھونا پڑتے ہیں۔

16. جب تمہاری ہوا خارج ہوتی ہے تو کہتے ہو کہ تمہارا وضو ٹوٹ گیا ہے اور بجائے نچلے حصے کو دھونے کے تم پھر منہ دھونا شروع کر دیتے ہو۔

17. تمہارے وضو کرنے کا طریقہ ایک دوسرے سے زمین اور آسمان کا فرق

ظاہر کرتا ہے۔ ایک فرقہ پہلے ہاتھ دھوتا ہے جبکہ دوسرا پہلے پاؤں دھوتا ہے۔ بزرگان اسلام کو کبھی کسی نے وضو کرتے ہوئے نہیں دیکھا کہ آج آپ لوگوں میں اتنا فرق ہے

18. جب آپ لوگ (مسلمان) نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہو اس میں بھی

تمہارے عام طور پر تین طریقے ہوتے ہیں ہاتھوں کو تکبیر سے پہلے کس حد تک اٹھانا ہے پاؤں کے ساتھ پاؤں ملانے ہیں ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہونا ہے۔ ہر رکعت میں

ہاتھوں کو کانوں کی طرف اٹھاتے ہیں۔ کیا اس کا مقصد کان پکڑنا ہوتا ہے؟ آمین اونچا کہا جاتا ہے یا منہ میں ہی کہا جاتا ہے۔

19. کیا داڑھی سنت نبوی ہے؟ اگر ہے تو اس کا کیا سائز ہونا چاہیے؟

20. یہ کیا وجہ ہے کہ مختلف نمازوں کی مختلف رکعتیں ہوتی ہیں؟

21. چار بیویاں نتیجہ کچھ انسانوں کو بیویاں مل جاتی ہیں کچھ کو نہیں۔

یہودیوں کو جوابات

جو آپ لوگوں نے حضرت موسیٰؑ کے متعلق چیزیں بتائی ہیں وہ ساری باتیں کافی حد تک درست ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کا جہاں بھی قرآن حکیم میں ذکر آیا ہے وہ عیاں ہے اور وہ اگر تم نے صحیح طور پر گناہ ہے تو درست ہے۔ کیا آپ نے یہ نہیں گناہ کہ شیطان سے پناہ اس سے بھی زیادہ دفعہ مانگی گئی ہے۔ اسی لیے ہم مسلمان عبادت میں اللہ تعالیٰ کی شیطان سے پناہ مانگتے ہیں۔ چونکہ تم نہیں مانگتے اس لیے تم شیطان کا کام زیادہ کرتے ہو جس کے لیے تم ساری دنیا میں مشہور ہو۔ اتنی بار حضرت موسیٰؑ اور ان کی قوم کا تذکرہ اور تمہارے وہ افعال جو تمہارے بزرگوں نے حضرت موسیٰؑ کو بار بار مصیبتیں ڈالیں۔ بار بار ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بھجوایا اور اتنا تنگ کیا کہ وہ تم لوگوں کو صحرائے سینا میں چھوڑ کر خود کشمیر کی طرف آگئے۔ تم لوگوں کی کئی سوزیاتیوں کا ذکر بھی تو اسی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین ﷺ پر جو قرآن نازل کیا اور ہر دفعہ جبرائیلؑ کے

ذریعہ حضور ﷺ سے گفتگو کی وہ پانچ سو سے زیادہ بار ہے۔

اگر کسی شخص پر شیطان سوار ہے اور اُس کے ہر فعل سے شیطانت عیاں ہوتی ہے تو ہمارا اللہ کی پناہ مانگنے کا جو مقصد ہے وہ صرف اکیلے شیطان سے ہی نہیں، بلکہ ہر اُس جاندار، جس پہ شیطان سوار ہے، اُس سے پناہ مانگنے کا ہے، شیطان کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں جو نا صرف انسانوں، بلکہ پرندوں اور حیوانوں پہ بھی حملے کرتا رہتا ہے اور جو اُس کی راہ پہ چل پڑا وہ شیطان ہو گیا، لہذا اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا اور زیادہ سے زیادہ بار مانگنا ہی بہتر ہے۔ میں تو اس وقت تم سے بھی اللہ کی پناہ مانگتا ہوں (اس پہ ایک قہقہہ لگا)۔

تمہارے اس سوال کا جواب کہ حضور رحمت للعالمین ﷺ کو اُن کی والدہ کی بجائے خریدا ہوا دودھ یا ابولہب کی لونڈیا کا دودھ پلایا گیا۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی والدہ کا دودھ پیا۔ یہ دودھ پلانے اور خریدنے کے قصے تم لوگوں (یہودیوں اور عیسائیوں) کی من گھڑت کہانیاں ہیں جو کہ تم لوگوں نے ہماری کتابوں میں ڈلوادی ہیں۔

ہمارے (مسلمانوں کے) قبلہ کی تعمیر حضرت ابراہیمؑ نے فرمائی تھی۔ اگر یہ قبلہ حضرت ابراہیمؑ کا تھا تو حضرت موسیٰؑ کا قبلہ یروشلم (بیت المقدس) کیسے ہو گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ زیادہ تر قانون حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں خداوند تعالیٰ نے اُن کے ذریعے اس دنیا کو عطا فرمایا جو کہ بعد میں بہتر حالت میں اور صحیح حالت میں حضور ﷺ پہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔

حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے حضرت اسماعیلؑ بڑے بیٹے تھے۔ اُن کا یہ بڑا پین ختم کرنے کے لیے تمھارے بڑوں (یہودیوں پادریوں نے) نے ماؤں کا فرق ڈال کر (ایک کوشنہزادی کہہ دیا اور دوسری کو لونڈیا کہہ دیا) حضرت اسحاقؑ چھوٹے بیٹے تھے اُن کی والدہ کوشنہزادی کہہ کر اپنے آپ کو ایک ہی باپ کی اولاد سے مان لیا لیکن والدہ کا فرق ڈال کر حضرت اسحاقؑ کو اور اُن کی آل اولاد کو بہتر قرار دے دیا۔ اگر تمھاری (یہودیوں کی) نسل ماں سے چلتی ہے تو تم شاید ٹھیک کہتے ہو گے۔

عیسائی اور یہودی سٹوڈنٹس کے سوالات کے جوابات

1. یہ بات کہ حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہمارے لوگ بھی مانتے ہیں، لیکن یہ بات غلط ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی والدہ کے مقدس دودھ کے علاوہ کسی اور عورت کا دودھ پیا۔

2. حضرت عیسیٰؑ نے صرف تین مردوں کو زندہ کیا تھا جبکہ کرشن جی مہاراج نے بہت سارے مردوں کو زندہ کیا۔ یہ کام حضور ﷺ کی اُمت میں دوسرے کئی لوگ اور انے بھی انجام دیا اور آج مردوں کو شاک دے کر اُس کا دل چلا دیتے ہیں، گویا وہ دوبارہ زندہ ہو جاتے ہیں۔

3. مریضوں کی تندرستی، یہ اللہ کے نیک انسان روز اول سے لے کر آج تک کرتے آئے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

4. اپنے آپ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا مختلف مذاہب کے لوگ

کرتے آئے ہیں اور یہ آج بھی ہو رہا ہے۔

5. قرآن حکیم میں نہ صرف جوڈ (Judas) اس کی بے گناہی کو تسلیم کیا ہے بلکہ حضور ﷺ کو بھی کہا ہے کہ آپ کے سارے ساتھی آپ کے وفادار ہیں۔ حضور ﷺ کے رفقاء میں جوڈ اس کی من گھڑت داستان اور الزام والا کوئی شخص خلفاراشدین میں نہیں تھا اور جہاں تک حق کا تعلق ہے تو کسی کا حق تھا ہی نہیں، جب حق ہی نہیں تھا تو غصب کرنے کی کیا بات ہو سکتی ہے۔

6. حضرت عیسیٰؑ کی موت، حضرت عیسیٰؑ کو تمہارے مذہب کے مطابق موت آئی، اُن کو دفن کیا گیا اور پھر بقول مسلمات Magdaline کے حضرت عیسیٰؑ تین دنوں کے بعد قبر سے نکل کر آسمانوں کی طرف اُڑ گئے جبکہ تاریخی حوالہ جات کم از کم سے حضرت عیسیٰؑ کو سینٹ پال نے دمشق میں دیکھا عراق اور ایران کی تواریخ میں اُن کا اُس زمانے میں حوالہ ملتا ہے جبکہ مدراس میں جناب سینٹ تھامس صاحب کی بائبل میں حضرت عیسیٰؑ کی مدراس میں آمد، وہاں کے راجے کو مسلمان کرنا وغیرہ سب کچھ شامل ہے۔ اس کے علاوہ حرمز (لداخ) کے بدھوں کی عبادت گاہ میں پرانی کتابوں کے اندر حضرت عیسیٰؑ کا کشمیر میں آنا اور رہائش وغیرہ بھی مفصل درج ہے۔ قرآن حکیم میں بھی درج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کے خلاف سازشوں کی وجہ سے اُن کو وہاں سے اُٹھوادیا (یا اُٹھالیا) اُٹھا کر کسی اور جگہ رکھ دینا یا رکھوادینا ہوتا ہے نا کہ آسمان کی طرف اُٹھالینا ہوتا ہے۔

آپ لوگوں کو پتا ہے کہ آسمان کوئی ستارہ نہیں جہاں پہ کوئی رہائش کی جگہ

ہو۔ آسمان ایک حد نظر ہے اور تمام ستاروں جو کہ لاکھوں کی تعداد میں ہیں اُن کے مختلف آسمان ہوتے ہیں۔ ہر ستارہ ایک دُنیا ہے۔ میں نے جھرو کے حصہ چہارم میں اس پہ کافی روشنی ڈالی ہے یعنی کائنات میں لاکھوں سیارے ہیں جو اب تک دریافت ہو چکے ہیں اُن کو مختلف نام دیئے جا چکے ہیں۔ ہر سیارے کا ایک آسمان ہوتا ہے۔ آسمان کوئی ایسی شے نہیں ہے جہاں پہ کہ انسان جا کر کوئی کام کاج کر سکے یا بیٹھ سکے۔

جو بات سوچنے کی ہے، وہ یہ ہے کہ بقول عیسائیوں کے جب حضرت عیسیٰؑ کو پھانسی دے دی گئی (کر اس پہ چڑھا دیا گیا) تو اُس کے بعد اُن کو دفن کر دیا گیا۔ دفن ہو جانے کے تین دن بعد وہ قبر سے نکلے ہیں۔ یہ واقعہ جمعہ والے دن ہوا تھا جس کو گڈ فرائی ڈے Good friday کہتے ہیں۔ عیسائی لوگ اُن کے اس قبر سے نکل کر دوبارہ زندہ ہونے کو ایسٹر Easter بولتے ہیں۔ اس عیسائیت کے عقیدے کی کتب میں درج ہے کہ حضرت عیسیٰؑ قبر سے نکلنے کے بعد چالیس دن تک گھومتے پھرتے رہے۔ اپنے حواریوں سے گفتگو کرتے رہے۔ ہدایات دیتے رہے اور دوسرے احکامات جاری کرتے رہے۔ چالیسویں دن بہشت کی طرف اُڑ کر چلے گئے بغیر کسی سواری کے۔ اس کو HF کہتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ آسمان اور بہشت میں بہت فرق ہے۔ اگر وہ بہشت میں چلے گئے ہیں تو یہ ایک انسان کی فائنل سٹیج ہے جو کہ حضرت عیسیٰؑ نے بقول عیسائیوں کے پالی ہے۔

دوبارہ دُنیا پہ آنے کا واقعہ King Constantian کے زمانے میں

حضرت عیسیٰؑ کے غائب ہو جانے کے کئی سو سال بعد بنایا گیا۔ اس کے بعد اس تھیوری کو ۱۸۳۰ میں بڑے زور شور اور پوری طاقت کے ساتھ امریکہ میں متعارف کروایا گیا۔ اُس وقت سے لے کر آج تک امریکہ کی ایک بڑی زبردست آرگنائزیشن بن گئی ہے اور وہ اپنے آپ کو Fundamentalist کہتے ہیں۔ جبکہ مولوی صاحبان کا یہ کہنا ہے یا وہ قرآنی آیت کا جو کسی زمانے میں غلط مفہوم دے دیا گیا ہے۔ اُس کی رو سے حضرت عیسیٰؑ نہ کر اس پہ چڑھے، نہ اُن کی موت ہوئی، نہ ہی قبر میں دفن کیے گئے اور نہ ہی قبر سے زندہ باہر نکلے۔

7. یہ بات سراسر غلط ہے کہ مسلمانوں نے جنگیں کیں۔ اس میں کسی قسم کی صداقت نہیں ہے۔ اسلام دشمن عناصر جب مسلمانوں پہ حملہ آور ہوتے تھے تو اپنا دفاع کرنا جنگ نہیں ہوتی۔ جو ملک، جو لوگ، جو فرقہ اعلان جنگ کرتا ہے، اُن کے اس اعلان کو جنگ سمجھا جاتا ہے۔

اگر لڑنے والوں کی تعداد بالکل مختصر ہو تو اس کو جنگ نہیں جھگڑا کہتے ہیں۔ جس میں ماموں بھانجا، بہن بھائی، چچا بھتیجا، باپ بیٹا، مستورات، ڈنڈوں سوٹوں (چھڑبوں) اور چار پائی سے نکالے ہوئے بانسوں سے ایک دوسرے کو ماریں تو اس کو جنگ نہیں کہا جاسکتا۔

مندرجہ ذیل غزوات میں مسلمانوں کی تعداد دکھائی گئی ہے۔ اس بات سے صاف ظاہر ہے کہ یہ جنگیں نہ تھیں۔ ایک قبیلے کے لوگ، جس میں مسلمان اور کفار دونوں شامل تھے رشتہ داروں میں بھی یہی پوزیشن تھی۔ اس لیے ان واقعات کو جنگ کا

نام دینا ترجمے کی غلطی کہا جاسکتا ہے۔

۷۰ مہاجرین

غزوہ ابواء

۷۰

غزوہ صفوان

۲۰۰ مہاجرین

غزوہ بواط ربیع الاول

۱۵۰ مہاجرین

غزوہ ذی العشیرة

سریا عبداللہ بن حبش الاسدی (سریانخلہ) ۸ یا ۱۲

۲۰۰

غزوہ بنی سلیم

۳۱۳-۳۱۵

غزوہ بدر

8. اسلام سے بڑھ کر پیار محبت اخوت مساوات کسی اور مذہب میں نہیں

ہے۔ چھوٹا بڑا امیر غریب سب ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں اور ان کا آپس

میں تعلق سگے بھائیوں سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے اسلام میں عیسائیت سے زیادہ

محبت ہے۔ اسلام ایک وہ دائرہ رحمت ہے جس میں شامل ہو جانے کے بعد

کوئی انسان بھوکا نہیں رہتا۔

کوئی انسان ان پڑھ نہیں رہتا۔

کوئی انسان بیکار نہیں ہوتا۔

ہر انسان کی عزت محفوظ ہوتی ہے۔

ہر انسان کو اس کی ہر چیز کی اور ہر قسم کی Security مہیا کی جاتی ہے۔

زکوٰۃ دینے والے تو ہوتے ہیں، لیکن لینے والا کوئی نہیں ہوتا۔

جھوٹ، بے ایمانی اور دولت پرستی جیسی لعنتیں معاشرے سے ناپید ہو جاتی

ہیں۔

نہ کوئی ظالم ہوتا ہے، نہ ہی کوئی مظلوم۔

علم اور خوشحالی کا دور دورہ ہوتا ہے۔

10. اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمام برگزیدہ ہستیاں جن کا سوال نمبر ۱۰ میں ذکر ہے وہ نہ صرف اپنے حق میں دعائیں مانگتے تھے، بلکہ اپنی غلطیوں کی معافی بھی مانگتے تھے۔ ہم ان برگزیدہ ہستیوں سے نہیں مانگتے، بلکہ ان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمارے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ سے نہ مانگنے کا مطلب اُس کی ہستی کو چیلنج کرنا ہے جو کہ کفر ہے۔

11. حضرت ابراہیمؑ نے واقعی شیطان کو پتھر مارے کیونکہ ان کو شیطان نظر آ رہا تھا اور گم راہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا جب کہ ہمیں شیطان نظر تو نہیں آتا، لیکن گم راہی کی طرف راغب ضرور کرتا ہے۔ اگر ہمیں نظر آ جائے تو ہم بھی اس کو پتھر ماریں نہ نظر آنے کی صورت میں اللہ سے پناہ مانگی جاتی ہے۔

12. تم لوگ (یہودی) صرف ہفتے کو اور عیسائی اتوار کو دعا کرتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں بروز ہفتہ یا اتوار کام نہ کرنے کا مقصد یہ ہی ہے کہ ایک دن گھر میں بیٹھ کر یا Synagoge (یہودیوں کی عبادت گاہ) جا کر یا Church میں جا کر عبادت کرتے ہیں اور اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ پہلے ایک ہفتہ گناہ اکٹھے کرتے رہتے ہیں اور بروز ہفتہ یا اتوار معافی مانگتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کافی

ہے جبکہ ہم مسلمان اللہ سے پناہ مانگتے ہیں اور بار بار مانگتے ہیں، کہ ہم سے گناہ سرزد نہ ہو۔

13. اب تم (Priest) نے مجھے گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے یہ میری دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ تمہاری ساری باتوں جس میں بظاہر کچھ Logic لانے کی کوشش کی گئی ہے ان کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا، ورنہ میں بھی شیطان ہو جاتا۔

-14double

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمام برگزیدہ ہستیاں نہ صرف اپنے حق میں دعائیں مانگتی تھیں، بلکہ اپنی غلطیوں کی معافی بھی مانگتی تھیں۔ ہم ان برگزیدہ ہستیوں سے نہیں مانگتے، بلکہ ان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمارے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ سے نہ مانگنے کا مطلب اُس کی ہستی کو چیلنج کرنا ہے جو کہ کفر ہے۔

14. جس وقت ایک انسان ایک مشین بناتا ہے تو اُس کو استعمال اور دیکھ بھال کے قواعد و ضوابط بھی ساتھ ہی مرتب کر دیتا ہے یعنی کہ کتنے گھنٹے مشین چلانے کے بعد مشین کو بند کرنا ہے۔ کون کون سی جگہوں کو صاف کرنا ہے۔ کتنے عرصے کے بعد تیل دینا ہے اور کہاں کہاں دینا ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ نے ہماری مشینری کو بنایا تو اس کے بھی استعمال کے طریقے بنائے گئے۔ جس وقت آپ لوگ دفتر جاتے ہیں یا گرجا جاتے ہیں تو اُس سے پہلے کیا آپ شیو وغیرہ کر کے منہ دھو کر اچھے کپڑے نہیں پہنتے؟ اگر نوکری کے انٹرویو کے لیے جاتے ہو تو تم لوگ تقریباً دولہا بنے ہوتے ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس دوران میں آپ ملازمت دینے والے کو اپنا ایک صاف ستھرے

انسان کا تاثر دیتے ہیں۔ خدا تو عظیم ترین ہستی ہے۔ اُس کے حضور میں پیش ہوتے وقت انسان ہر لحاظ سے صاف ستھرا ہونا چاہیے۔ اس لیے وضو ضروری ہوتا ہے۔ تم لوگ ایک دفعہ صبح اور ایک دفعہ رات سونے سے قبل دانتوں کو برش کرتے ہو۔ اس کا مقصد ہائی جینک ہے (Higenic)۔ جب کہ وضو میں یہ چیز کم از کم پانچ دفعہ کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ پچھلے بیس پچیس سال سے دل کی کئی امراض کے لیے پانی سے مساج کا System چل رہا ہے۔ یہ سٹم Develop کیا گیا ہے، جو کہ اسی فیصد وضو سے لیا گیا ہے، جس کو کہ وہ Reverse Message کہتے ہیں۔

16. یہ معاملہ صرف ہوا کا ہی نہیں ہے، بلکہ اس میں پیشاب کرنا بھی شامل ہوتا ہے۔ اس کے بعد وضو لازم ہو جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے ہر عبادت سے پہلے لازم قرار دیا کہ اس سے ناصرف کہ مختلف اعضاء کی صفائی ہوتی ہے، بلکہ جسم کے مختلف حصوں پہ پانی سے صفائی کے طریقہ سے ایک اس قسم کا مساج ہوتا ہے جس سے دل کو تقویت ملتی ہے۔ دوران خون دل کی طرف کچھ بڑھ جاتا ہے اور Tension میں کافی کمی ہو جاتی ہے۔ جس وقت ہم ہاتھ دھوتے ہیں تو انگلیوں کے درمیان انگلیاں ڈال کر ہم صفائی کرتے ہیں۔ یہ ایک اعلیٰ قسم کا مساج ہو جاتا ہے۔ جب ہم چہرے کو دھوتے ہیں تو بھی پانی اور ہاتھ سر سے نیچے کی طرف لاتے ہیں جب بازو دھوتے ہیں تو بھی ہاتھ پھیرنے کا رخ ہاتھوں سے شروع کر کے کہنیوں کی طرف ہوتا ہے گویا کہ جب پاؤں دھوتے ہیں تو بھی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر صفائی ہوتی ہے جو کہ مساج ہو جاتا ہے اور پاؤں کو بھی انگلیوں سے ٹخنے کی طرف ہی دھویا جاتا ہے اس سارے

(Rictual) رسم کا تعلق ایک بات سے ہے، وہ یہ کہ ہاتھ مختلف اعضاء سے دل کی طرف پھیرے جاتے ہیں اس سارے طریقے کو الٹا مساج کہتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے ایک دفعہ زیتون کے تیل سے پورے جسم پہ الٹا مساج کروایا تھا تو خون کا دوران اتنا بڑھ گیا تھا کہ نکسیر پھوٹ گئی تھی۔ جہاں تک نچلے حصے کو دھونے کا تعلق ہے۔ میں نے اُس سے کہا کہ یہ تمھاری غلط فہمی ہے ہم اس کو وضو کرنے سے پہلے دھوتے ہیں۔

17. یہ فرق طریقہ کار میں ہے یعنی کہ وضو کرنے کے طریقے میں ہے، مگر وضو کے معاملے میں سب متفق ہیں۔ جس طرح تمہارے مذہب میں چرچہ کی تعداد بتانی شروع کروں تو ایک خاصہ وقت درکار ہوگا جو کہ ایک دوسرے کے ساتھ اس سے بھی بڑے اختلافات رکھتے ہیں۔ اگر پاؤں پہ مٹی وغیرہ زیادہ پڑی ہو تو پہلے پاؤں کو دھولو ورنہ پہلے ہاتھوں کو دھولو۔

18. اس کا سیدھا سادھا اصول ہے کہ ایک سیدھی قطار میں کندھے کے ساتھ اس طرح کندھا لگانا ہے کہ اگر لمبا اور چھوٹا آدمی ساتھ کھڑے ہو جائیں تو لائن میں فرق نہ آئے۔ باقی رہا ہاتھ چھوڑنے اور باندھنے وغیرہ کا تو یہ مختلف اوقات پہ مختلف وجوہات کی بنا پہ مختلف طریقے استعمال کیے گئے۔

19. داڑھی حضرت آدم سے لے کر آج تک ماسوائے بدھ مت کہ بقایا جتنے بھی مشہور مذاہب ہیں ان میں ہمیشہ رکھی گئی ہے اور رکھی جا رہی ہے اگر ہم سنت کے حساب سے چلیں تو ہم یہ کہیں گے کہ چونکہ رحمۃ اللعالمین ﷺ نے داڑھی رکھی تھی لہذا

یہ سنت ہوگئی اُن دنوں کفار نے بھی داڑھیاں رکھی ہوئی تھیں شیو کرنے کے اتنے مواقع نہیں ہوتے تھے سنت نبوی جو ہے صرف داڑھی کے خط ہیں جو بہت کم لوگوں کے نظر آتے ہیں۔

تبصرہ

یہ ایک بڑی مشہور اصطلاح ہے کہ

شکل مومنوں

کرتوت کافراں

یہ نہایت بڑی بات ہے قرآن حکیم میں آیا ہے کہ اپنے آپ کو وہ ظاہر مت کرو جو کہ تم نہیں ہو کیونکہ ایسا کرنے سے آپ عوام کو دھوکا دیتے ہیں اور جب بھی کوئی اُن کو دیکھتا ہے تو دھوکا کھا جاتا ہے۔ اپنے بچپن میں میں نے کئی بار دیکھا کہ کسی بار لیش انسان نے صداقت سے ہٹ کر کوئی بات کر دی تو لوگ اُس کو طعنے دیتے تھے اور یہ کہا جاتا ہے، کہ شرم کرو داڑھی رکھ کے جھوٹ بولتے ہو داڑھی والے کا جھوٹ گناہِ عظیم سمجھا جاتا ہے اور ہر دفعہ جب میرے دل میں داڑھی رکھنے کا خیال آتا ہے تو اسی ڈر کی وجہ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید میں وہ مرد مومن نہیں ہوں جس کا قرآن حکیم میں ذکر آیا ہے، تو اس خیال کو دماغ سے نکال دیتا ہوں۔

20. انسان صبح کی نماز کے وقت جب اٹھتا ہے، وہ رات کے آرام کی وجہ سے تروتازہ ہوتا ہے اور تھکاوٹ ختم ہو چکی ہوتی ہے وضو کرنے کے بعد وہ اور زیادہ Relax ہو جاتا ہے اور خاص طور پر جب وضو کی آخری سٹیج پر پہنچ کر وہ مسح کرتے

ہوئے گردن پہ دونوں ہاتھ پھیلتا ہے۔ صرف دو سنتیں اور دو فرض کے بعد صبح کی یہ عبادت مکمل ہو جاتی ہے۔ اس عبادت میں صرف آٹھ دفعہ سجدہ کیا جاتا ہے۔ سجدے کے دو مقصد ہوتے ہیں۔ ایک کا تعلق مذہب سے ہے اور دوسرا جسمانی مشینری سے۔ صبح سجدہ کرتے وقت انسان کو دیکھنا پڑتا ہے کہ اُس کا ناک اور ماتھا زمین کو چھو رہے ہیں۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ بدھ مت کی عبادت میں یوگا بھی شامل ہے یعنی سر کے بل کھڑے ہونا۔ یہ یوگا دماغ کے خون کی سرکولیشن کے لیے بہت اعلیٰ چیز ہے لیکن خاصا مشکل کام ہے اللہ تعالیٰ نے ناک اور پیشانی میں ایسا زاویہ رکھا ہے جو عام آدمیوں میں مختلف ہوتا ہے۔ ہر مسلمان نے ناک اور پیشانی کو زمین پہ لگانا ہوتا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے اُس کو دماغ کے خون کی سرکولیشن کے مطابق جیسے چاہیے اُس کے مطابق زاویہ ہوتا ہے، لہذا ہر انسان کا زاویہ مختلف ہے۔ یہ قدرت کا ایک بہت بڑا کمال ہے۔ صبح کے وقت ان چیزوں کی اتنی ضرورت نہیں ہوتی۔

ظہر

صبح سے لے کر دوپہر تک انسان جب کام کرتا ہے تو اس میں بیٹھ کر کام کرنے کا ایک خاص انداز ہوتا ہے اور جسم کے پورے اعضاء ایک جیسے حرکت میں نہیں رہتے۔ تمام اعضاء کو مشترکہ حرکت میں لانے کے لیے اور Relaxation کے لیے ظہر کے وقت کی عبادت میں زیادہ رکعتیں ہیں۔ میں صرف جسمانی مشینری کی وجوہ بتا رہا ہوں۔ مذہبی معاملے کو اگر کوئی عالم دین سمجھتے ہیں تو براہ مہربانی مجھے خط

تحریر فرمائیں تاکہ اگلے شمارے میں اس میں اضافہ کر سکوں۔

تبصرہ

تقریباً چالیس سال پہلے کا واقعہ ہے کہ جاپانی کاروں نے یورپ کی منڈی پہ حملے شروع کر دیئے تھے۔ جاپانی کاروں کی قیمتیں یورپین کاروں کی نسبت خاصی کم ہوتی تھیں۔ شروع میں تو یورپین میڈیا جو اکثر اوقات Biased ہوتا ہے اور جن کی خبریں ایک سرمایہ دارانہ اور ساہوکارانہ نظام کے لیے وقف ہوتی ہیں یہ خبروں کو خوبصورتی سے ایسا توڑتے مروڑتے ہیں اور بدھو عوام کو بدھوترین بنا دیتے ہیں، یوں ایک خاص طبقے (ساہوکار) کا مقصد پورا کیا جاتا ہے۔

انہوں نے جاپانی کاروں کی اتنی جھوٹی اور بے بنیاد مخالفت شروع کر دی اور عوام کو یہ تاثر دیا کہ چند مہینوں کے بعد یہ گاڑیاں کھڑک (انجر پنجر ہل جانے گا) جائیں گی۔

اس پروپیگنڈے کی بدولت لوگوں میں ایک خوف پیدا ہو گیا اور بڑے عرصے تک عوام کا رجحان ان کاروں کی طرف نہیں ہونے پایا، لیکن وہ جاپانی پٹروں (بیٹوں) کو نہیں جانتے تھے۔ انہوں نے ایک دو کاروں کی نمائشوں میں جاپان کی کاروں کو سب سے اعلیٰ کار کا ایوارڈ دلوا دیا۔ دوسرا جو انہوں نے حملہ کیا، وہ گارٹی جو کہ تین ماہ کی ہوتی تھی اس کو بڑھا کر ایک سال کر دیا جس کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو یقین ہو جائے اور وہ اس کار کی طرف راغب ہو جائیں۔ کچھ چھوٹے بنکوں نے ان گاڑیوں کو فنانس کرنا شروع کر دیا اور سود کی شرح مقابلتاً دوسرے بنکوں کے کچھ کم کر

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یورپین کارائڈسٹری کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ جاپانیوں جیسی نقل باز قوم ایک سستی گاڑی لا کر ان کے مقابلے میں آگئی۔ سب سے زیادہ پریشانی جرمنوں کو ہوئی۔ کیونکہ اُس وقت تک وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ جس چیز پہ میڈان جرمنی لکھا گیا، وہ دنیا میں بیسٹ ہو جاتی ہے۔ یہ پہلی مرتبہ تھا کہ انہیں سخت دھچکا لگا۔

اب فوکس ویگن (Vox wagon) کے ڈائریکٹروں نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک وفد کو جاپان بھیجا جائے جو وہاں جا کر اس بات کی تحقیق کریں کہ یہ جاپانیوں کے لیے کیسے ممکن ہوا کہ بغیر ہمارے انجن ڈیزائنوں کو نقل کرنے کے اپنے انجن تیار کر لیے۔ پیٹرول کے کم خرچے کے باوجود کم قیمت ہونے کے باوجود گاڑیاں صحیح چل رہی ہیں۔ یہ وفد جاپان کی مختلف فیکٹریوں کا معائنہ کرتا رہا۔ واپسی پر انہوں نے یعنی اس وفد نے جو رپورٹ دی، وہ بہت مزیدار ہے۔ اُس میں مندرجہ ذیل نکات خاص طور پر اجاگر کیے گئے تھے۔

- ۱ جاپانی ہم (جرمنوں) سے زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہیں۔
- ۲ ہم سے زیادہ عقل مند نہیں ہیں۔
- ۳ ہم سے زیادہ طاقتور نہیں ہیں۔
- ۴ ہم سے زیادہ کام نہیں کرتے یعنی کہ شفٹ آٹھ گھنٹوں کی ہی ہے۔ شفٹ میں ہم سے زیادہ وقفہ لیتے ہیں اور دس منٹ آرام کرتے ہیں جبکہ ہم صرف ایک مرتبہ

وقفہ کرتے ہیں اس کے باوجود اُن کی پروڈکشن ہم سے زیادہ ہے۔
 فوکس ویگن کے کارگو (Cargo) کو ہم بھی ٹرانسپورٹ کرتے تھے،
 لہذا اُن لوگوں کے سٹاف سے ہمارا لین دین اور کام کاج ہوتا رہتا تھا جس سے کافی
 واقفیت ہو گئی تھی۔

وفد کی اس رپورٹ کی Secrecy چند ماہ کے بعد ختم ہو گئی تو مجھے بھی یہ
 رپورٹ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ دس منٹ کے وقفے والی بات میری سمجھ میں نہ آ سکی جس
 کو وفد نے تھکاوٹ دور کرنے کا درجہ دیا ہوا تھا۔ اس وفد کا ایک ممبر جس کا تعلق
 ٹرانسپورٹ سیکشن سے تھا، میری اُس کے ساتھ کافی شناسائی بھی تھی۔ اُس سے میں
 نے پوچھا کہ اس دس منٹ کے وقفے میں جاپانی مزدور کیا کرتے ہیں۔ اُس نے بتایا
 کہ منہ ہاتھ دھو کر اٹھک بیٹھک لگاتے ہیں اور زمین پہ لیٹتے ہیں میرے دماغ میں فوراً
 یہ بات آ گئی کہ جاپانی مزدور اس دس منٹ میں ساٹھ ستر فیصد وضو اور نماز کی رسم (بغیر
 جانے ہوئے) ادا کرتا ہے۔

میں نے Herr Shulz سے کہا کہ تمہارے مزدوروں اور جاپانی
 مزدوروں کا فرق صرف یہی دس منٹ کا ہے جسمیں وہ وضو کا خاصا حصہ ادا کرتے ہیں تم
 بھی اگر یہ نظام اپنی فیکٹریوں میں رائج کر دو تو تمہاری پروڈکشن بھی اُن کے مقابلے
 میں آ جائے گی کیونکہ یہ وضو کی رسم سے جاپانی مزدور کی تھکاوٹ ختم ہو جاتی ہے اور
 اُسکی Out put کم ہونے کی بجائے بڑھ جاتی ہے Shulz صاحب تمہاری صبح
 کی شفٹ اور رات کی شفٹ میں بھی اسی وجہ سے فرق آتا ہے۔

Shulz ایک پڑھا لکھا انسان ہونے کی ساتھ ساتھ ایک سمجھدار شخص بھی تھا۔ وہ بھی فوری طور پر سمجھ گیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ وہ انہی دنوں میں یہ تجویز بورڈ آف ڈائریکٹرز کو بھیجے گا۔

تین چار ہفتوں کے بعد مجھے اُس کا ٹیلی فون آیا۔ اُس نے بتلایا کہ بورڈ آف ڈائریکٹرز کو تجویز بہت پسند آئی ہے، لیکن انہوں نے اسے ماننے سے انکار کر دیا ہے کیونکہ یہ مزدوروں کا مسلمان بن جانے کی طرف پہلا قدم ہوگا۔ یہ ہم کسی بھی صورت میں نہیں کر سکیں گے۔

حضورِ رحمتہ للعالمین کی کردار کشی کی ایک اور مثال

کچھ کتابوں میں لکھا ہوا پایا گیا ہے کہ ایک دفعہ سرور کائناتؐ نے مندرجہ

ذیل

1۔ صفوان بن امیہ

2۔ عکرمہ بن ابو جہل

3۔ واحد بن عاص

کو موت کی بددعا دی تھی، میرے نظریے کے مطابق رحمتہ للعالمینؐ نے ایسا کبھی نہیں کیا یہ تینوں حضرات نہ صرف صحابہ کرام میں شامل ہو گئے، بلکہ انہوں نے اسلام کے لیے ہر لحاظ سے بے انداز خدمات سر انجام دیں۔ یہ سارا واقعہ ایجاد کرنے کا مقصد صرف یہ

تھا کہ رحمۃ للعالمین کو بددعائیں دینے والا ظاہر کیا جائے، حالانکہ ہم سب جانتے ہیں کہ جب حضور کو طائف میں مختلف چیزوں کی مدد سے لہولہان کیا گیا تو جبریل فرمایا کہ آپ ان لوگوں، جنہوں نے آپ پر یہ ظلم کیا ہے، ان کے خلاف بددعا فرمائیں تو میں دونوں پہاڑوں کو جن کے بیچ ایسے لوگ رہتے ہیں، اکٹھا کر دوں اور یہ سب دب کر مر جائیں اور ان کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ حضور نے اس وقت بھی جب کہ وہ خود لہولہان تھے، بددعا کرنے سے انکار کر دیا، اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے بددعائیں دینے والا نہیں۔

شروع شروع میں جب مسلمانوں کی حالت بہت خراب تھی اس وقت بھی حضور نے کسی کو بددعا نہیں دی تھی، بلکہ دعا فرمائی تھی کہ یا اللہ حضرت عمر خطاب اور ابو جہل میں سے ایک کو مسلمان کر دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی رحمت حضور کی دعا کے ذریعے سے حضرت عمر فاروقؓ پہ پڑی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ اس واقعہ کا بہت سے مسلمانوں کو علم ہے، لیکن موجودہ نسل کے لوگوں کیلئے جن کو کہ اس واقعہ کا علم نہیں ہے دوبارہ بیان کر رہا ہوں۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ (نعوذ باللہ) حضور ﷺ کے قتل کے ارادے سے نکلے۔ راستے میں ان کو ایک آدمی ملا جس نے ان سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میں (نعوذ باللہ) حضور کو قتل کرنے جا رہا ہوں تو اس شخص نے کہا کہ پہلے اپنی ہمشیرہ کے گھر کی خبر لو آپ وہاں ہی سے واپس اپنی ہمشیرہ کے گھر گئے اور ان کو قرآن حکیم کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ جب حضرت عمرؓ گھر کے اندر

داخل ہوئے تو ان کی ہمشیرہ نے تلاوت بند کر دی۔ اس پر حضرت عمر فاروقؓ نے پوچھا کہ تو کیا پڑھ رہی تھی ہمشیرہ نے جواب دیا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اب جو تمہارے جی میں آتا ہے کرو مجھے پروا نہیں ہے۔ حضرت فاروقؓ نے کہا کہ میں تمہیں کچھ نہیں کہنا چاہتا، صرف اتنی سی بات ہے کہ جو تم پڑھ رہی تھی اس کو دوبارہ پڑھو۔ چنانچہ انہوں نے دوبارہ پڑھا۔ حضرت عمر فاروقؓ سننے کے بعد اس جگہ تشریف لے گئے جہاں رسول اللہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ دروازہ کھٹکھٹانے پر اندر سے آواز آئی کون دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے، حضرت عمرؓ نے اپنا نام نیا تو اندر سارے صحابی پریشان ہو گئے۔ اس پر حضرت حمزہؓ نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور انہیں اندر آنے دو۔ اگر نیک ارادے سے آئے ہیں تو بہتر ہے۔ اگر دوسرے ارادوں سے آئے ہیں تو ان کا سر قلم کر دیا جائے گا۔ سب صحابہ کرام جو اس وقت کمرے میں موجود تھے، پریشان ہو گئے۔ جب حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں اسلام قبول کرنے کے لیے آیا ہوں حضرت عمر فاروقؓ سب میں مل کر بیٹھ گئے حضورؐ کی باتیں سننے لگے ہو کہ اتنے میں صلوٰۃ (نماز) کا وقت آ گیا۔ اور ایک صحابی کھڑے ہو گئے اور اذان دینے لگے، اس پر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ آج اذان اندر نہیں، بلکہ باہر ہوگی تاکہ لوگوں کو پتا چل جائے کہ آج عمرؓ مسلمان ہو گیا ہے۔ مزید فرمایا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو بیوہ اور بچوں کو یتیم بنانا ہے تو وہ اذان کو روکنے کی کوشش کرے۔ اس دن سے آج تک اللہ کا یہی فضل بحال ہے۔

ان حالات میں بھی حضورؐ نے بددعا نہیں دی، بلکہ دعا کی۔ حضورؐ کے متعلق

یہ کہنا کہ انہوں نے فلاں فلاں اشخاص کو بددعا دی جو کہ بعد میں مسلمان ہوئے اور مسلمان ہونے کے بعد اسلام کے لیے بڑے بڑے کام بھی سرانجام دیئے۔ ایسی باتیں گھڑنے کا مقصد لوگوں کو یہ یقین دلانے کی کوشش ہے کہ حضور گوانتا تک کرنے والے لوگ بددعا کے بعد مسلمان ہو جائیں گویا کہ بددعا کا الٹ اثر ہو جائے۔ یہ بہانی بھی حضور کی کردار کشی کرنے کے لیے بنائی گئی ہے۔

بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین معراج شریف کے لیے تشریف لے گئے تو دوپہر کے کھانے کے وقت حضور اور اللہ کے درمیان ایک پردہ تھا۔ اس میں سے ایک ہاتھ نکل کر آتا تھا اور لقمہ لے کر واپس پردے کے پیچھے چلا جاتا تھا۔ حضور نے ایک چیز کو بڑے غور سے دیکھا کہ وہ جو ہاتھ پردے سے باہر آتا ہے۔ اس ہاتھ کی انگلی پر ایک مندری ہے اور یہ مندری حضرت علیؑ کی ہے۔ کچھ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جب رحمۃ للعالمین معراج پر تشریف لے گئے تو وہاں پہ حضرت علیؑ پہلے سے ہی موجود تھے۔

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ پردے کے پیچھے سے شیر کا بیجہ باہر آتا تھا۔ اور لقمہ لے کر پھر واپس پردے کے پیچھے چلا جاتا تھا۔ شیر کے متعلق میں نے ایک باب تفصیل سے پہلے رقم کر دیا ہوا ہے۔ پچھلے دنوں کی بات ہے، حضرت علیؑ کا یوم شہادت منایا جا رہا تھا۔ ARY Channel پہ دو علماء دین آئے ہوئے تھے پروگرام Live دکھایا جا رہا تھا۔ اس پروگرام میں ایک محترمہ کا کراچی سے ٹیلی فون آیا۔ کہ لوگ کہتے ہیں جب رحمۃ للعالمین معراج شریف پر تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ آپ سے

حضرت علی کی آواز میں مخاطب ہوئے۔

اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا، گلبرگ کی ایک مسجد میں جمعہ کی تقریر میں ایک مولوی صاحب، جو اپنے نام کے ساتھ MA بھی لکھتے ہیں، انہوں نے تقریر کی اور دورانِ تقریر فرماتے ہیں: "ایک شخص مر گیا۔ اس کے عزیزوں دوستوں وغیرہ نے اس کا جنازہ پڑھایا۔ اس کو دفن دیا۔ مولوی صاحب کے بیان کے مطابق دو فرشتے آئے۔ انہوں نے اس مردے سے پوچھا کہ تو کس کا بندہ ہے۔ مردے نے جواب دیا کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی کا بندہ ہوں۔ اس پر فرشتے حیران ہوئے اور مزید سوالات کرنے سے پیشتر بھاگے بھاگے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوئے اور پوچھا یا اللہ ہم نے لاکھوں انسانوں سے حساب کتاب لیا ہے، لیکن یہ جو اب کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی کا بندہ ہوں اور میرا نبی شیخ عبدالقادر جیلانی ہے، ہم نے پہلے کبھی کسی سے نہیں سنا۔ یہ کیا ماجرا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور فرشتوں تم نہیں سمجھ سکے، کہ اس کے یہ کہنے کا مقصد کیا ہے۔ اصل میں وہ یہ بتانا چاہتا تھا کہ، اس کا خدا وہ ہے جو شیخ عبدالقادر جیلانی کا خدا ہے اور وہ اسی کا بندہ ہے جس کے شیخ عبدالقادر جیلانی بندے ہیں۔ ان کے نبی وہی ہیں جو شیخ عبدالقادر جیلانی کے نبی ہیں۔" یہ کوئی سنی سنائی بات نہیں، بلکہ میں خود اس وقت وہاں جمعہ کی نماز کے لیے موجود تھا۔ اس کے بعد مبری مولوی صاحب کے والد صاحب سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا۔ جس وقت قبر میں فرشتے سوالات پوچھ رہے تھے، کیا تمہارا بیٹا وہاں پہ موجود تھا؟ اور جس وقت فرشتوں کی اللہ تعالیٰ سے گفتگو ہوئی تو یہ گفتگو عرشِ معلیٰ پر کس نے سنی؟ اس پر

مولوی صاحب کے والد صاحب جو کہ میری بات غور سے سن رہے تھے، مسکرائے اور کہنے لگے کہ ملک صاحب مجھے اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ میرے بیٹے سے پوچھیں۔ میں اس کو منع کر دوں گا۔ وہ آئندہ ایسے معاملات کو جس کا نہ سر ہونہ پیر بیان کرنے سے باز رہے۔ یہی بات مجھے اس وقت یاد آئی کہ جب وہ محترمہ ٹیلی وژن Television پر بذریعہ ٹیلی فون Telephone یہ سوال کر رہی تھیں۔ اس ان علماء (جو کہ بڑی خوبصورت تلے والی ٹوپیاں پہنتے ہیں) نے اس کی تردید تو کر دی لیکن، جس طرح تردید کرنے کا حق تھا اس طرح نہیں کی۔ ان کو وہی سوال کرنا چاہیے تھا جو میں نے مولوی صاحب کے والد صاحب سے کیا تھا۔ ایک شخص کو خدا کا درجہ دینے والے اس شخص کی عزت کے بجائے الزام تراشی کرتے ہیں۔

حضور ﷺ کی رضاعی مائیں

میں بچپن سے ہی بنتا آیا ہوں کہ رحمت للعالمین ﷺ نے فلاں اور فلاں بیبیوں کا دودھ پیا۔ تو کچھ عرصہ کے بعد میں نے والدہ سے سوال کیا کہ میں نے کس کس کا دودھ پیا ہے۔ انہوں نے ہنسنا شروع کر دیا اور جواب دیا کہ تم نے میرا دودھ پیا ہے۔ یہ بات میرے ذہن میں ہمیشہ کے لیے ایسی بیٹھی کہ جس کا جواب مجھے پوچھنے ڈھونڈنے اور پڑھنے سے کہیں نہیں ملا۔ میری عقل نے کبھی اس بات کا مکمل طور پر یقین نہیں کیا۔ کبھی کبھار میں یہ سوچتا تھا کہ اگر یہ واقعی صحیح ہے تو یہ رحمتہ للعالمین کی زندگی کی پہلی سنت بنتی ہے کہ انہوں نے اپنی والدہ محترمہ کی بجائے کسی اور محترمہ کا

دودھ پی کر پرورش پائی ہے۔ اگر یہ واقعی صحیح ہے تو والدہ کی بجائے رضاعی والدہ کا دودھ پینا پہلی سنت رحمۃ للعالمین ﷺ تھی۔ یہ عام آدمی کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ اتنی عظیم اور سب سے پہلی سنت رسول اللہ ﷺ کو کیسے منقطع کر دیا گیا۔ میں نے جب بھی کسی پڑھے لکھے انسان سے اس معاملے پہ استفسار کیا تو بجائے اس کے کہ وہ کسی طریقے سے مجھے قائل کرنے کی کوشش کرتے۔ انہوں نے مجھ سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ہمیشہ ایک بات کہی کہ یار فرخ یہ تو ہر کتاب میں لکھا ہوا ہے اور دنیا جانتی ہے۔ اور یوں مجھے خاموش کروا دیا جاتا۔ ایک دن ہمبرگ میں میرے گھر سید مہدی رضوی اور ان کی بیگم حلیمہ بی بی اور دو تین دوسری جرمن مستورات کھانے پر مدعو تھیں۔ میں نے ان سے پھر یہی سوال کیا جس کی مجھے ساہا سال سے تسکین نہیں ہوئی تھی۔ برادر مہدی رضوی ساہا سال ہمبرگ یونیورسٹی میں تعلیم و تدریس میں مشغول رہے اور اس کے علاوہ مختلف مساجد میں عربی۔ اسلامیات اور قرآن حکیم کی تعلیم دیتے رہے ہیں۔

جنہوں نے ہمبرگ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کیا ہوا تھا۔ اب کالج سے ریٹائرڈ ہو چکی ہیں Handicaped بچوں کی تعلیم کی ماہر ہیں۔ اور مجھے اپنا اسلامی باپ کہتی تھی اور اکثر لوگ اس کے قد جسامت اور انداز گفتگو سے یہ بات مان بھی لیتے تھے۔ 1980 کے اوائل میں جرمن ٹیلی ویژن پروگرام نمبر 3 والے اکثر مختلف مذاہب کے پڑھے لکھے لوگوں کو Live Transmission کے ذریعہ ایک مذہبی بحث میں مدعو کرتے تھے۔ اس میں عیسائیوں، یہودیوں اور مسلمانوں کے بڑے بڑے

رہنماؤں کو مدعو کیا جاتا تھا۔ حلیمہ بیٹیا نہ صرف عربی کی سکالر ہیں، بلکہ بائبل اور Hebrew میں بھی خاصی مہارت رکھتی ہیں اور ساہا سال یونیورسٹی میں اور رضوی صاحب سے تعلیم حاصل کرتی رہی ہیں۔ ایک شام کو اُن کا پروگرام آیا جو میں نہ دیکھ سکا۔ اگلے روز میں نے حلیمہ کو فون کیا اور پوچھا کہ رات ٹیلی ویژن بحث کا کیا بنا تو اُس

نے بتایا **As usual Cardinal and the Rabbi were**

knocked out اس پر ہم دونوں نے ایک قہقہہ لگایا۔ ایک دفعہ وہ لاہور تشریف

لائیں اور مجھے اُن کی آمد کا علم نہیں تھا۔ وہ سیدھی ہمارے گھر آ گئیں اور گھنٹی دی۔

میری بیوی نے گھر کے اندر سے اُس کی جھلک دیکھی اور مجھے کہنے لگی باہر مت جانا۔

باہر ایک **Johova Witness** کھڑی ہے، لیکن جب نزدیک سے دیکھا تو یہ

اپنی حلیمہ تھی۔ میں نے اُس کی ملاقات علامہ جاوید غامدی سے کروائی۔ جو کئی گھنٹوں

تک جاری رہی۔ جب وہ واپس ہمارے گھر آئیں تو میں نے اُس سے پوچھا کہ

علامہ جاوید صاحب کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے تو اُس نے جواب دیا؛ خیال تو

بہت اچھا ہے، لیکن افسوس کی جو بات ہے، وہ یہ کہ اس کیلیبر (Caliber) کے

انسان دنیا کے ہر ملک میں ہونے چاہیے۔ میں حسب عادت لکھواتا لکھواتا کہیں سے

کہیں نکل جاتا ہوں لیکن اب میں واپس آ گیا ہوں۔

میں نے ان سب پڑھے لکھے لوگوں سے پھر مندرجہ ذیل اپنے وہی پرانے سوال کیے

اُن کے جوابات بھی ساتھ درج ہیں۔

سوال 1 کیا یہ حقیقت ہے کہ حضور ﷺ کو دو عورتوں نے دودھ پلایا جن

میں ایک حضرت ثوبیہ بھی تھی۔ یہ ابولہب کی لونڈیا تھیں جنہوں نے حضور ﷺ سے قبل حضرت حمزہ کو دودھ پلایا تھا اور حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد کو دودھ پلایا۔ دوسری حضرت حلیمہ سعدیہ تھیں جنہوں نے ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور حضرت حمزہ کو بھی ایک دن دودھ پلایا تھا؟

جواب اسلامی کتب میں یہی چیز درج ہے۔

سوال 2 آج جتنی کتابوں میں اس موضوع پر تحریریں موجود ہیں ان کا پہلا ریفرنس جب پوچھا جاتا ہے تو وہ پرانی ایک آدھ کتاب کا ذکر کرتے ہیں جو کہ سینکڑوں سال بعد میں لکھی گئی ہوتی ہے۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ وہ کون سا ایسا شخص تھا جو دودھ پلانے والی عورتوں کی اس حد تک Statistic رکھتا تھا کہ اس کو یہ بھی معلوم ہوتا تھا فلاں عورت نے فلاں بچے کو ایک دن دودھ پلایا۔ اس کا مطلب ہوا کہ ہر روز یہ شخص مکہ معظمہ سے کئی کلومیٹر باہر، جہاں ان مستورات کا گاؤں تھا، وہاں آتا جاتا رہتا تھا۔

سوال ۲ اگر غیر عورتوں کا دودھ پلانا رواج تھا تو اہل قریش کے کن کن بچوں نے کون کون سی مستورات کا دودھ پیا؟

جواب ہسٹری میں صرف چند ایک بچوں کا ذکر ہے اس کے علاوہ خاموشی ہے۔

سوال ۳ ان مستورات کے دودھ کا معاوضہ دیا جاتا تھا؟

جواب جی ہاں۔ کسی جگہ یہ بھی تحریر ہے کہ یہ رواج غریب خاندانوں کی پرورش کے لیے بنایا گیا تھا۔

سوال ۴ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ دودھ پلانے کے لیے ممتول ماہیں

دوسری عورتوں کا دودھ اپنے بچوں کو پلاتی تھیں تو ان کا اپنا دودھ کہاں جاتا تھا؟
جواب اس کا ہمیں پتا نہیں۔

سوال ۵ خواتین و حضرات یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ بچے کی پیدائش سے چند ماہ

بیشتر ہی عورتوں کی چھاتیوں میں دودھ بننا شروع ہو جاتا ہے اور بچے کی پیدائش پر اس حد تک ہو جاتا ہے کہ نومولود بچے کے معمولی سے چوسنے پر ماں کا دودھ بچے کے منہ میں آ جاتا ہے۔ اگر ماں بچے کو دودھ نہ پلائے تو تھوڑا تھوڑا دودھ ماں کی چھاتیوں سے نکل کر قمیص کو خراب کرتا رہتا ہے۔

جواب جی ہاں ہم نے اکثر اوقات یہ چیز دیکھی ہے۔

سوال نمبر ۶ اگر ماں کے دودھ کی یہ کیفیت ہو اور بچے کو دودھ نہ پلایا جائے تو

ماں کی چھاتیوں میں درد شروع ہو جاتا ہے۔ پچھلے ساٹھ ستر سال سے مارکیٹ میں کیمسٹ کی دکان پہ پمپ بکتے ہیں جس کے ساتھ ماں کے دودھ کو نکال کر پھینک دیا

جاتا ہے جس سے درد میں افاقہ ہو جاتا ہے۔ کیا اُس زمانے میں ایسے پمپ موجود تھے؟

جواب ہمارے خیال میں کوئی ایسا آلہ موجود نہیں تھا۔

سوال ۷ بچوں کو دودھ نہ پلانے والی عورتوں کو اکثر چھاتیوں کا کینسر ہو جاتا

ہے۔؟

جواب جی ہاں یہ بات صحیح ہے۔

سوال ۸ کیا آپ نہیں جانتے کہ یہ مثل مشہور ہے کہ تو کس کا نطفہ ہے

اور کس ماں کا دودھ پیا ہے۔؟

جواب کئی مرتبہ سنا ہے اور صحیح ہے۔

سوال ۹ کیا یہ قرآن مجید میں نہیں آیا کہ ہر انسان اپنے قبیلے سے پہچانا

جاتا ہے اور کیا قبیلے میں ماں اور باپ دونوں نہیں آتے؟

جواب یہ بالکل صحیح ہے اور ہمارا ایمان ہے۔

سوال ۱۰ دودھ کی کوالٹی عورت کی خوراک رہائش ڈھنی سوچ آرام و

آسائش یا مزدوری اور غربت پہ منحصر ہوتی ہے۔؟

جواب یہ ساری اشیاء دودھ کی کوالٹی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

سوال ۱۱ کیا آپ لوگوں کو وجہ معلوم ہے کہ کرشن جی مہاراج کی گائیں
 دوسرے لوگوں کی گائیوں سے زیادہ اور بہتر دودھ دیتی تھیں؟
 جواب سنا ہوا ہے، لیکن وجہ معلوم نہیں۔

وجہ جس وقت کرشن جی مہاراج نے اپنی گائیوں کو اکٹھا کرنا ہوتا تھا تو بانسری
 کی دھن بجاتے تھے۔ جس پر تمام گائیں اکٹھی ہو جاتی تھیں۔ اُن کی بانسری کی دھن
 پہ اُن کے پیچھے پیچھے چلتی تھیں۔ ڈیرے پر لے جا کر جب اُن کا دودھ دوھیا جاتا تھا تو
 ان گائیوں کے دودھ کی مقدار اور کوالٹی دوسری گائیوں کے دودھ سے بہتر ہوتی تھی۔
 حالانکہ گائیوں کی نسل اور خوراک بالکل ایک جیسی ہوتی تھی۔ یہ سوچنے کی بات ہے کہ
 کرشن جی مہاراج کی گائیوں پہ اللہ کی رحمت تھی۔ یہ اُن کا باگھ تھا یا اُن کی بانسری کا
 کمال اور برکت تھی۔؟ آج سے کوئی تیس چالیس سال قبل جرمنی کے مختلف فارموں پر
 مختلف گائیوں کو مختلف قسم کے میوزک سنا کر دودھ کی مقدار اور کوالٹی چیک کی جاتی رہی
 کچھ ہفتوں کے بعد جب یہ عمل مکمل ہو گیا تو انہوں نے دیکھا کہ جن گائیوں نے
 Mozart کا میوزک سنا تھا اُن کا دودھ دوسروں سے کافی زیادہ تھا اور کریما بھی
 زیادہ نکلی، حالانکہ گائیوں کی نسل خوراک اور ماحول وغیرہ ایک جیسا تھا۔ یہ تجربات
 جرمنی میں ایک جگہ ہے جس کا نام Fulda ہے جس کے نام پر Fulda Tyre جو
 دنیا میں بہت مشہور ہیں رکھا گیا وہاں کے ڈائریکٹر ایمیل ہسبنڈری Director

Animal Husbandary جس سے میری 1961 سے واقفیت تھی اور ہم ایک دوسرے کو کبھی کبھار ٹیلی فون کرتے رہتے تھے۔ اُس نے مجھے اس پروجیکٹ کے بارے میں بتایا تھا تقریباً دو تین ہفتوں کے بعد میں نے اُس کو یہ تجویز دی کہ فارموں میں میوزک تبدیل کر دو جہاں پر **Mozart** ہے وہاں پر کوئی اور لگا دے یعنی کہ **Interchange** کر دیں۔ جس کے نتیجے میں وہ گائیں جن کو عام میوزک سنایا گیا تھا اور اب **Mozart** سن رہی تھیں اُن کا دودھ بڑھ گیا۔ اور جو پہلے **Mozart** سن رہی تھیں اور اب عام میوزک سنا تو اُن کا دودھ کم ہو گیا۔

ان ساری باتوں سے میری دودھ کے متعلق اوپر بتائی ہوئی باتیں درست ثابت ہوتی ہیں۔ اس چیز کی سمجھ نہیں آتی کہ جب دودھ پلانے والی عورتیں اُونٹنیوں پر سوار ہو کر مکہ شریف کی طرف روانہ ہوتی ہیں اور سب بچوں کو لے جاتی ہیں تو صرف رحمت للعالمینؑ مکہ معظمہ میں رہ جاتے ہیں اور ایک بی بی جس کی اونٹنی دوڑنے کے قابل نہیں تھی وہ پیچھے رہ جاتی ہے اور سب سے آخر میں مکہ معظمہ پہنچتی ہے۔ جب وہ پہنچتی ہے تو دوسری دودھ پلانے والی عورتیں سارے بچوں کو لے جاتی ہیں صرف ایک نادار بچہ تو بہ نعوذ باللہ رہ جاتا ہے جو حلیمہ بی بی کے حوصے میں آتا ہے۔ یہ دو تین کہانیاں حضرت جبریلؑ کے بچپن کے متعلق گھڑی گئی ہیں۔ ایک بات جو کہ حساب کی ہے وہ میں عرض کیے دیتا ہوں کہ جس گاؤں سے دودھ پلانے والی عورتیں مکہ معظمہ آتی ہیں تو یہ بہت بڑی **Coordination** ہے کہ اُس گاؤں میں مائیں اُس وقت بچے پیدا کرتی تھیں جب مکہ معظمہ میں بچے پیدا ہوتے ہیں تب بھی دودھ پلایا جاسکتا ہے۔

دوسرے مورخین لکھتے ہیں حلیمہ سعدیہ کا گاؤں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اس چھوٹے سے گاؤں میں یہ کیسے ممکن ہے کہ وہاں کی عورتیں مکہ معظمہ جو کہ اس گاؤں سے پندرہ بیس گنا بڑا تھا کے سارے بچوں کو کیسے دودھ پلا سکتی تھیں۔ اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ یہ ایسا ہوا تھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ توبہ نعوذ باللہ حضور ﷺ اپنے رضاعی بھائی کا آدھا دودھ پیتے تھے تو یہ کیا رضاعی بھائی کا حق نہیں مارا گیا۔ دوسری طرف یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ کی رضا سے رضاعی والدہ کا دودھ بڑھ گیا۔ جو کہ دونوں بچوں کے لیے کافی تھا۔ اگر دودھ کے چھوٹے معمولی سے معاملے میں جو کہ آج کل ایک آدھ دوائی کھانے سے بڑھ جاتا ہے اُس کو اللہ کا کرشمہ قرار دینا نعوذ باللہ اللہ سے زیادتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں اور یہ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ بغیر اللہ کی رضا پتا بھی نہیں مل سکتا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جتنی بھی خرافات اس وقت دنیا میں ہو رہی ہیں۔ اس میں بھی اللہ کی رضا ہے یہ سراسر غلط ہے۔ انسان خود چھلانگیں مارتا ہوا شیطان کے اثر و رسوخ میں چلا جاتا ہے۔ بعد میں اس کو اللہ کی رضا کہتا ہے۔ اگر یہ مورخ یہ لکھ دیتے کہ حضور ﷺ کی رضاعی ماں کا دودھ اتنا بڑھ گیا کہ سارے مکہ معظمہ کے بچوں کو پلانا شروع کر دیا دوسری رضاعی مائیں جو دوسرے بچوں کو لے گئی تھیں کیا اُن کا بھی دودھ بھی بڑھ گیا تھا۔ اگر نہیں بڑھا تو کیا یہ رضاعی اور اپنے بچوں سے زیادتی نہیں تھی۔

بچے کی پیدائش کی تکلیف کے بعد اللہ تعالیٰ نہ صرف انسانوں میں، بلکہ حیوانوں میں بھی ایک خاص محبت پیدا کر دیتا ہے اور یہ اسی محبت کا نتیجہ ہوتا ہے کہ ماں کی چھاتیوں میں دودھ آ جاتا ہے۔ اولاد کو دودھ پلانے میں ماں کی نہ صرف خوشی ہوتی

ہے، بلکہ ذہنی اور جسمانی طور پہ ایک خاص قسم کا سکون پیدا ہوتا ہے اور اگر یہ ساری اشیاء ماں کو میسر نہ آئیں تو یہ ماں کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کو کبھی بھی قبول نہیں ہو سکتی۔

میں اوپر بھی بیان کر چکا ہوں کہ مختلف ماؤں کے کدھر دودھ مختلف اقسام کے ہوتے ہیں۔ لہذا حضور رحمت للعالمین ﷺ کی والدہ جیسا دودھ کل کائناتوں میں نہ کسی کا تھانہ کسی کا ہے اور نہ کسی کا ہوگا۔ ایسے پاکیزہ قابل احترام دودھ سے حضور ﷺ کو محروم کرنا ایک مؤرخ کا ہی کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے اور واضح طور پر فرمایا ہے کہ ماں بچے کو دو سال تک دودھ پلائے۔ توبہ نعوذ باللہ کبھی ایسا ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ کی والدہ اللہ کے اس واضح حکم کی خلاف ورزی کرے۔ اس کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ جی اُس وقت تو قرآن حکیم تو موجود ہی نہیں تھا۔ میں اس بات کا واضح جواب دینا یہیں مناسب سمجھوں گا۔

۱ حضور ﷺ نے نبوت سے پہلے کبھی بھی بت پرستی نہیں کی۔

۲ حضور ﷺ نے نبوت آنے سے بیشتر کوئی ایسا کام نہیں کیا جس میں کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی ہوتی ہو اور ایسا کبھی بھی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

یہی مثال اُن کی والدہ محترمہ پہ عائد ہوتی ہے جس میں انہوں نے کوئی ایسی چیز جو ماضی حال یا مستقبل میں اللہ تعالیٰ کو پسند نہ ہو کی ہو۔

ہماری کتاب رحمتہ للعالمین ایک نظر میں، جو حضور ﷺ کی رضاعی ماؤں کے متعلق ذکر ہے، وہ حاجی نواز صاحب کا لکھا ہوا ہے میں نے ویسے کا ویسا ہی شائع کر دیا۔ کیونکہ وہ

اپنی بات اور جو عام کتابوں میں لکھا ہوا ہے اس پر بضد تھے، لیکن بعد میں میری اُن کے ساتھ ایک لمبی گفتگو ہوئی جس پر اُنہوں نے کہا کہ ملک صاحب آپ کے دلائل سننے کے بعد میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا ہوں کہ ان دلائل میں بہت وزن ہے اور مجھے بھی دو تین بچوں کے علاوہ جن کو کہ رضاعی ماؤں نے دودھ پلایا اور کوئی واقعہ نظر میں نہیں آیا۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس الف لیلائی مورخ نے یہاں تک حساب رکھا کہ فلاں بچے کو فلاں لونڈیا نے ایک دن دودھ پلایا تو اُس کے لیے یہ ایک معمولی بات تھی کہ وہ مکہ شریف کے جتنے بھی بڑے لوگ تھے اُن کا بھی حساب کتاب درج کرتا، مگر ایسا کہیں نہیں ہوا عرب کے دوسرے شہروں کی تواریخ میں کہیں بھی ایسا نہیں پایا جاتا کہ عورتوں نے اپنی جسمانی خوبصورتی کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے بچوں کو دودھ پلانے سے انکار کیا ہو۔

موجودہ چند ایک حقیقین کا کہنا ہے کہ رضاعی ماؤں کے گاؤں والے لوگ کیونکہ غریب تھے، لہذا مکہ معظمہ کے امیر لوگوں نے یہ روایت نکالی کہ اس قبیلے کی مالی سرپرستی کرنے کے لیے دودھ خریدنے کا طریقہ اپنایا تھا میرے خیال میں اس بات میں کوئی وزن نہیں ہے کہ کسی کی غربت کی وجہ سے اُس قبیلے کے نومولود بچوں کو ماں کے آدھے دودھ سے محروم کر دیا جائے۔ آج کل بھی دنیا میں بہت سی عورتیں ایسی ہیں جو بچوں کو ڈبوں وغیرہ کا دودھ پلاتی ہیں اور کچھ سالوں کے بعد خود کئی ایک بیماریوں کا شکار ہو جاتی ہیں۔

دنیا کے تمام سائنسدان اس بات پہ متفق ہیں کہ ماں کے دودھ کے متبادل

دنیا میں کوئی شے نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک معجزہ ہے کہ ہر بچے کی ضرورت اور پرورش کے مطابق اللہ تعالیٰ اُس کی والدہ کو دودھ عطا فرماتا ہے جس طرح دنیا کا ہر شخص ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے اسی طریقے سے ہر ماں کا دودھ بھی مختلف ہوتا ہے جو صرف اُس بچے کے لیے ہوتا ہے جس کو اُس ماں نے جنم دیا ہے۔ اب سوچنے والی بات یہ ہے کہ وہ عورت جو اپنے بچے کا دودھ پیچتی ہے اس کو کتنی مجبوری ہوگی اور کتنی تنگ دستی ہوگی کہ وہ اس کام کے لیے تیار ہو جائے۔ گویا تنگ دستی کی انتہا ہے تنگ دستی میں رہنے والی عورت کی خوراک اور ماحول وغیرہ کا اثر اُس کی دودھ کی نوعیت پر پڑتا ہے۔ اب سوچنا یہ ہے کہ کسی کی تنگ دستی سے اس طریقے سے فائدہ اٹھانا کہاں کی انسانیت ہے۔ خداوند تعالیٰ کے احکام کے مطابق اور عام دستور کے لحاظ سے بچے کو دو سال تک دودھ پلانا چاہیے۔ اگر اس دوران میں عورت کو پھر حمل ہو جائے تو اس کے متعلق کیا احکامات ہیں میرے نظریے میں یہ بات بڑی سیدھی سادھی ہے کہ ایک غریب عورت جو بیچاری غربت کی وجہ سے اپنا دودھ بیچنے پر مجبور ہوگئی ہو حاملہ ہونے کے چند مہینوں کے بعد وہ تین بچوں کو کیسے خوراک مہیا کر سکتی ہے اس Deficiency کا اثر دونوں بچوں اور ہونے والے بچے پر بہت بری طرح ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کو کسی بھی صورت میں پسند نہیں ہو سکتا۔

یہ بات بھی پڑھنے میں آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی کوئی نبی چھوٹے موٹے خاندان میں پیدا نہیں کیا۔ نبی کی پیدائش اُس کی قوم اصلاح کے لیے ہوتی ہے اور اصلاح کا کام مشکل ترین کام ہوتا ہے کیونکہ نبی کی پیدائش سے پہلے جو بھی طاقتور

طبقہ ہوتا ہے۔ وہ صراطِ مستقیم سے ہٹ جاتا ہے۔ اُن طاقتور لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جو شخص اُن کو متنبہ کرتا ہے وہ کوئی عام شخص نہیں ہو سکتا، بلکہ وہ بھی ایک طاقتور طبقے سے تعلق رکھتا ہے، لہذا حضور ﷺ کے بچپن کے متعلق جو کچھ بھی کہا جا رہا ہے وہ توبہ نعوذ باللہ اُن کی بے عزتی کے مترادف ہے

رسول اللہ ﷺ کی رضاعی مائیں اور بہن بھائی

والدہ محترمہ کے بعد دودھ پلانے والیاں

رضاعی مائیں، رضاعی بہن، بھائی

1- حضرت ثوبیہ (ابولہب کی لونڈی)

☆ حضرت ثوبیہ کی گود میں اس وقت حضرت مسروحؓ (ان کے بیٹے) تھے۔

☆ رسول اللہ ﷺ سے پہلے حمزہؓ گود دودھ پلایا۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوسلمہ بن عبد الاسد گود دودھ پلایا۔

2- حضرت حلیمہ سعدیہ

☆ حضرت حلیمہ سعدیہ کی اولاد

1- عبداللہ۔

2- انیتہ۔

3- حذافہ یا جذفہ (لقب شیماء) رسول اللہ ﷺ کو گود میں کھلایا کرتی تھیں۔

☆ حضرت حلیمہ نے جن دوسرے بچوں کو دودھ پلایا۔

1۔ حضرت حمزہؓ کو ایک دن دودھ پلایا (حضرت حمزہؓ سے دوہری رضاعت

ہوئی)

2۔ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب۔

ان اصحاب کے علاوہ دودھ پلانے والی ماؤں کا ذکر کہیں اور موجود نہیں۔

خدا کی قسم میرے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ رحمۃ للعالمین ابولہب (جو کہ اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا) کی لونڈیا حضرت ثویبہ کا دودھ نہ تو پی سکتے ہیں اور نہ اللہ ان کو پلواسکتا ہے۔

حضور رحمۃ العالمین ﷺ کی غربت کے متعلق تشریح اور

حق مہر

حضور ﷺ فرماتے ہیں غریب وہ ہوتا ہے جس کے پاس علم اور ایمان نہ

۹۰۔

اس تشریح کے بعد میرے خیال میں اس معاملے پہ مزید لکھنے کی ضرورت

نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے سو فی صدی ثابت ہو جاتا ہے کہ جو مصنف یا عالم دین

حضور ﷺ کو غریب قرار دیتے ہیں وہ سراسر غلط کہتے ہیں۔ ایسے ترجموں میں ہمیشہ

ہمارے کتابی بھائیوں کا ہاتھ رہا ہے، جن کے ہاتھوں یہ مصنفین

وغیرہ ORIENTALISTS کے ترجمہ یا ان کی تحقیق سے استفادہ کرتے ہیں یا اس کے علاوہ کوئی چھپا ہاتھ ہے جو ان مصنفین سے حضور ﷺ کی کردار کشی کیلئے ایسی غلط باتیں لکھوا لیتے ہیں۔

☆ 20 نہایت اعلیٰ قسم کی اونٹنیاں

☆ 400 مثقال سونا

یہ وہ اشیاء ہیں جو حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ کو نکاح کے موقع پر مہر کی صورت میں ادا کر دیں۔ جو شخص یہ ساری چیزیں جانتا ہے یا پڑھی ہوئی ہیں اور اسے معلوم ہیں کہ حضور ﷺ نے وہ حق مہر جو آج کل کئی لاکھوں روپے کے برابر بنتا ہے مہر کے موقع پر ادا کر دیں۔

☆ حواشی: (1) سیرت النبی ﷺ کامل از ابن ہشام جلد اول صفحہ 212

(2) مدارج النبوی ﷺ از شیخ عبدالحق دہلوی صفحہ 38

ہمیشہ سے ایک دستور چلا آ رہا ہے کہ حق مہر دولہا کی مالی حیثیت کے مطابق اور دلہن کی ڈیمانڈ کے مطابق قائم کیا جاتا ہے۔ ایک محتاط انداز لے کے مطابق حق مہر کی رقم انسان کے Assets (اثاثہ جات) کی مالیت کا تقریباً 2 سے 3 فیصدی ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے جو مہر ادا کیا۔ اس کو اگر 50 سے ضرب دی جائے تو اندازاً مکمل اثاثہ سامنے آ جاتا ہے جو کروڑوں میں بنتا ہے۔

ایک طرف تو یہ مال و دولت اور دوسری طرف بیوی کا مال و دولت، ان کو اگر ایک طرف اکٹھا کر لیا جائے اور دوسری طرف حضور ﷺ کے اثاثہ جات جو

پہلے بیان کئے جا چکے ہیں وہ رکھ لئے جائیں تو بیلنس شیٹ یوں بنتی ہے کہ حضور ﷺ کی جائیداد آخری ایام میں تین اونٹ اور کچھ بھیڑ اور خچر وغیرہ رہ گئے تھے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بقایا کہاں گئے؟ جو بات میری ناقص عقل میں آتی ہے وہ یہ کہ نبوت کے بعد حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی وحی آئی تو ان میں سے ایک وحی یہ بھی تھی کہ جس میں لوگوں کو یہ کہا گیا تھا کہ جو تمہاری ضرورت سے زیادہ ہے وہ بانٹ دو، وگرنہ ان سے چھین لو۔ لہذا اتنا کچھ کرنے کے بعد جو بچا تھا۔ ذاتی ضرورت کا رکھ کر بانٹ دیا گیا اور یہی صحیح اسلام ہے۔

اتنے عظیم کاروباری اور متمول انسان کو ایک غریب اور بے سہارا انسان بنانے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ یہ صرف اور صرف حضور ﷺ کی کردار کشی کرنے کیلئے تمام واہیات اور من گھڑت غلط قسم کے واقعات گھڑے گئے ہیں۔ گھٹیا اور کمینے قسم کے بکا و مال جو اپنے آپ کو تاریخ دان کہتے ہیں تھوڑے سے معاوضے پر یہ حرکات کرتے رہے ہیں۔ یورپ کے مورخین تو اس سے زیادہ بدتمیزی کرتے ہیں جو میں لکھنا تو درکنار سوچ بھی نہیں سکتا۔

رحمۃ اللعالمین ﷺ اور ام المومنینؓ کے نکاح سے ایک بات واضح ہو جاتی ہے کہ نکاح سے بیشتر لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں..... گفتگو کر سکتے ہیں..... لڑکی اپنی مرضی کے مطابق خود رشتہ مانگ سکتی ہے اور مانگا..... خود حق مہر مانگ سکتی ہے اور دونوں یعنی لڑکا اور لڑکی آپس میں طے بھی کر سکتے ہیں۔ جہاں نہ کرنا چاہیں تو ان کے والدین یا ان کا کوئی نمائندہ ایسا کر سکتا ہے۔

اب مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ وکیل کی آمد کس حالت میں اور کیونکر ضروری ہے؟ سب میں ضروری نہیں ہے۔ جہاں لڑکا اور لڑکی کے والدین معاملے کو آپس میں طے کریں تو وہاں ان کی حیثیت وکیل کی کہی جاسکتی ہے۔

25 سال کی عمر سے لیکر 40 سال کی عمر تک حضور ﷺ کا نام بڑے کاروباری لوگوں میں شامل ہو گیا تھا۔ اور اس کاروبار میں حضور ﷺ اور ام المومنین بی بی خدیجہ کی شراکت برابر قائم رہی۔

نبوت کے اعلان کے بعد حضور ﷺ نے نہ صرف اللہ کا پیغام لوگوں کو دیا، بلکہ حضور ﷺ نے اپنے کاروبار کا بیشتر حصہ اور ام المومنین بی بی خدیجہ نے بھی اپنے کاروبار کا بیشتر حصہ ان نو مسلم غرباء پر اس طرح خرچ کیا کہ ان کو چھوٹے چھوٹے کاروبار کھلوا دیئے۔ غلاموں کو خرید کر نہ صرف آزاد کیا گیا، بلکہ ان کیلئے روٹی، کپڑے اور مکان کا بھی انتظام کیا گیا۔ جب آپ ایک بات غور سے دیکھیں گے کہ شروع شروع میں جو مسلمان ہوئے اور پہلے صحابہ کرام بنے، ان میں ماسو ائے چند لوگوں کے باقی سارے غیر تعلیم یافتہ غلام تھے۔ ان پر سب سے پہلے حضور ﷺ اور بی بی خدیجہ نے اپنی دولت خرچ کی۔ بعد میں حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ اس کار خیر میں شامل ہو گئے۔ اور انہوں نے کسی مسلمان کو کمپرسی کی حالت میں نہیں چھوڑا، بلکہ ہر لحاظ سے ہر قسم کی امداد کر کے انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا کیا۔

اسی دوران میں حضور ﷺ اور دیگر صحابہ کرام کا مقاطعہ کر دیا گیا اور ان

لوگوں نے بیابان، صحرا اور کڑکتی دھوپ میں نہایت ہی سخت حالات میں تقریباً تین سال وہاں قیام کیا اور جو کاروبار اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بعد بچا تھا، اس میں بجائے اضافہ کے کمی واقع ہو گئی۔ ام المومنین حضرت خدیجہؓ اس زمانے میں شط العرب کی امیر ترین خاتون تھیں اور ساری زندگی نہایت آرام و آسائش سے گزاری تھی۔ انہیں تین سال تک یہ جبر و تشدد اور غیر انسانی سلوک برداشت کرنا پڑا اور انہوں نے اس کے خلاف ایک کلمہ تک نہیں کہا۔ وہیں پر آپؐ بیمار رہنے لگیں اور اس کے بعد کبھی صحت یاب نہ ہوئیں اور اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ گویا کہ دنیا کی پہلی مسلمان خاتون شط العرب کی امیر ترین خاتون، رحمۃ للعالمین ﷺ کی زوجہ مطہرہ نے مالی اور جسمانی قربانی دیکر اسلام کی بنیاد رکھنے میں ایک عظیم کردار ادا کیا۔ یہ دو قربانیاں یعنی دولت اور جان بیک وقت ایک شخص نے اللہ کی راہ میں کی ہوں شاید ہی دنیا میں کہیں اور نظر آئی ہوں، لیکن اسلام کے ان تاریخ دانوں نے ان کو بھی صحیح مقام نہ دیکر ان کی بھی کردار کشی کی ہے۔

معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہوتا، بلکہ کچھ لوگ تو اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ ان کے کہنے کے مطابق جس وقت حضرت جبرائیلؑ وحی لیکر تشریف لائے تو انہوں نے یہ وحی حضرت علیؑ کو دینے کی بجائے بھول کر حضرت محمد ﷺ کو دیدی۔ اس وقت حضرت علیؑ کی عمر دس سال تھی۔ گویا کہ بھول کر وحی ایک بچے کی بجائے ایک چالیس سالہ نوجوان کو دیدی گئی اور پھر یہ غلطی بیس بائیس سال تک چلتی رہی..... اللہ تعالیٰ نے

درست ہی نہیں کروائی..... یہ بھی حضور ﷺ کی کردار کشی کا ایک طریقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ انہیں حساب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مدینہ شریف میں حضور ﷺ کے پاس مندرجہ ذیل اشیاء اور جانور تھے۔

گھوڑے 7 عدد

خچر 5 عدد

گدھے 3 عدد

اونٹ 3 عدد

اور اسلحہ میں یہ چیزیں شامل تھیں:

تلواریں 9 عدد

زرہیں 7 عدد

کمائیں 4 عدد

ڈھالیں 2 عدد

نیزے 7 عدد

جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کو ان کی دیکھ بھال کرنے کیلئے اور ان

کے چارہ وغیرہ کا انتظام کرنے کیلئے نہ صرف ملازم درکار تھے، بلکہ ایک اچھی خاصی

بڑی جگہ بھی درکار تھی۔ جب کہ ام المومنین کے اخراجات ان کے علاوہ تھے اس کے

علاوہ ان کے گزارہ کیلئے باغ فدک بھی تھا۔ اس کی آمدنی بھی حضور ﷺ کو ملتی

تھی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حضور ﷺ نے دولت کو Accumulate (اکٹھا) نہیں کیا ہوا تھا۔ جو غیر اسلامی ہے بلکہ اتنے وسائل تھے کہ جس سے کہ ان کا گزارہ ہوتا رہا۔

رحمت للعالمین، مسجد نبوی اور جنت البقیع کی کردار کشی

ان الف لیلوی متورخین نے حضور ﷺ کی ازواج کو بھی نہیں بخشا۔ ان کے متعلق تہمتیں لگائی گئیں۔ جن کی پاکیزگی کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں گواہی دی۔ انہوں نے ان کے متعلق ایسی خراب احادیث بنا دیں کہ اس پر ایک ہندو نے ایک کتاب رنگیلا رسول کے نام سے شائع کر دی اور اس کتاب میں اُس نے اپنی طرف سے کوئی چیز نہیں لکھی تھی۔ بلکہ صرف اور صرف احادیث لکھی تھیں۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے بے انداز ایسی احادیث کو غلط اور بے بنیاد قرار دیا ہے۔

کہ رحمت للعالمین ﷺ نے توبہ نعوذ باللہ:

1. ماں کے دودھ کی بجائے غیر عورتوں کا دودھ پیا۔
2. بچپن میں اونٹ چراتے رہے اور اس مزدوری کے پیسے توبہ نعوذ باللہ اپنے چچا کو دیتے رہے۔
3. بڑے ہوئے تو ایک بڑی عمر والی مالدار بیوہ عورت سے شادی کر لی وغیرہ وغیرہ۔

4. وہ بزرگ دوست (حضرت ابوبکر صدیقؓ جو حضور ﷺ کے نکاح کے گواہ

تھے) توبہ نعوذ باللہ ان کو غاصب (مسلمان غاصب نہیں ہوتا) قرار دے دیا۔

5. حضرت عمر فاروقؓ جن کو کہ رحمت للعالمین ﷺ نے دعا مانگ کر اسلام قبول

کر دیا تھا اور جن کے اسلام قبول کرنے کے بعد پہلی مرتبہ کھلے میدان میں اذان دی

گئی۔ ان کی رحمت للعالمین ﷺ کی دختر نیک اختر سے تکرار دکھلا دی۔ ان کو بھی

غاصب قرار دے دیا۔

6. حضرت عثمان غنیؓ جنہوں نے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بنوائی ہوئی مسجد

نبوی کو اپنا مال و دولت خرچ کر کے دوگنا کیا جنہوں نے جنت البقیع کی زمین خرید کر دی

جہاں نہ صرف رحمت للعالمین ﷺ کی ازواج بلکہ دختر نیک اختر فاطمہ الزہراءؓ، حضرت

امام حسنؓ اور ان کی اولاد اور بیشتر صحابہ کرام دفون ہیں جنہوں نے اپنے تمام مال و

دولت کی قربانی دے دی۔ ان کو غاصب قرار دے دیا۔ گویا کہ تمام بزرگان اسلام جو

جنت البقیع میں دفن ہوئے، توبہ نعوذ باللہ غیر مسلم کی زمین کو جنت البقیع کا نام کیسے مل

گیا۔ اگر وہ غیر مسلم تھے تو ان کی مسجد نبوی کی ایکسٹینشن میں لوگ نماز کیوں پڑھ رہے

ہیں۔ اگر وہ غیر مسلم تھے تو مسجد نبوی مسجد نہیں رہتی کیونکہ زمین کا مالک غیر مسلم ہے یہ

وہی مومن ہیں جنہوں نے کہ اپنے تمام کاروبار جائدادیں ہر چیز چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی

راہ میں ہجرت حبشہ کی اور دولت کی قربانی دی جو سب سے بڑی قربانی گنی جاتی ہے

جو کہ حضرت عثمان غنیؓ نے کئی مرتبہ کی۔ ساری دولت کی قربانی دینے کے بعد آدمی کے

پاس کچھ نہیں رہتا اور انہیں بھوک کا مقابلہ بھی کرنا پڑتا ہے۔ بابا بلھے شاہ فرماتے ہیں:

بلھیا موتوں بھک ری

راتیں کھا کے ستوں

دیں فیر کھڑی

جس کا مطلب ہے کہ موت ایک دفعہ آجاتی ہے اور معاملہ ختم ہو جاتا ہے، لیکن بھوک ایک ایسی چیز ہے جو آتی ہے کھانا کھا کر اس کو ختم کرتے ہیں اور صبح پھر آجاتی ہے۔

اب سوچنا یہ ہے کہ رحمت للعالمین ﷺ کو اتنا نادار اور بے پارو مددگار ہونے کی جو جھوٹی داستانیں بنا کر دکھلایا جاتا ہے اس کی وجہ کیا ہے

اگر آپ تیس چالیس سال یورپ میں رہے ہوں، تعلیم حاصل کی ہو یورپ اور اپنے شہر کے معززین اور پڑھے لکھے لوگوں سے آپ کے رابطہ ہو (جو کہ شاذ و نادر ہی ہم کو میسر آتے ہیں) یونیورسٹی کی ڈیپارٹمنٹ میں شامل ہوتے ہوں مختلف مذاہب کے لوگوں سے گفت و شنید ہوتی رہی ہو۔ اُن کے وہ سوالات جو کہ عام طور پر ہم نے یہاں پر یعنی کہ اپنے ملک میں کبھی نہیں سنے ہوتے، وہ نہ صرف سننے پڑتے ہیں، بلکہ ان کا جواب بھی دینا ہوتا ہے اور جواب معقول ہونا چاہیے یہ نہیں کہ ہم اُن سے گھسن منگی (ہاتھا پائی) ہو جائیں یہ مہذب لوگوں کا شعار نہیں ہے کچھ سوال جواب میں نیچے لکھ رہا ہوں۔

الف Rabbies (ربی) جو کہ یہودیوں کے مولوی ہوتے ہیں، وہ اپنے مذہب کو ماں سے منسوب کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں فلاں یہودی کا بیٹا

ہوں۔ اُس کو یہودی نہیں مانتے، بلکہ سوال کرتے ہیں کہ آیا تیری ماں یہودن تھی یا نہیں؟ اس کی وجہ ہزاروں سال پرانی ہے۔

ب یہودیوں کے عقیدے کے مطابق حضرت اسحاقؑ کی والدہ ایک شہزادی تھیں اور حضرت اسماعیلؑ کی والدہ بقول اُن کے ایک کنیز تھیں۔

ج حضرت موسیٰؑ نے پوری دنیا کو قانون عطا فرمایا جو ہمارے رحمۃ للعالمین ﷺ نے قرآن میں نقل کر دیا۔

د قرآن حکیم میں ہمارے رسول یعنی حضرت موسیٰؑ کا **Direct and Indirect** حالتوں میں کوئی پانچ سو مرتبہ ذکر آیا ہے۔ آپ کے رسول اللہ ﷺ کا اتنا ذکر نہیں۔

ڈ ہمارے رسول یعنی کہ حضرت موسیٰؑ کو جب فرعون کی بیوی محل میں لے گئی اور بچے کے دودھ کے پلانے والی رضاعی ماں کا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ مختلف عورتوں کو بلایا گیا، لیکن حضرت موسیٰؑ روتے رہے اور کسی بھی عورت کا دودھ پینے سے انکار کر دیا اور صرف اپنی ماں کا مقدس دودھ پیا۔ جبکہ تمہارے رسول اللہ ﷺ نے خریدا ہوا دودھ اور لوٹ دیا کا دودھ پیا۔

ذ حضرت اسحاقؑ کی اولاد میں سے تمام نبی آئے حضرت اسماعیلؑ سے صرف ایک یعنی کہ حضور ﷺ۔

ر تمہارے رسول ﷺ کا قبلہ اول یروشلم (بیت المقدس) کی طرف تھا جو کہ ہمارے رسول حضرت موسیٰؑ کا قبلہ تھا۔

رضاعی مائیں

میں نے رحمت اللعالمین ﷺ کے متعلق مختلف مورخین کی بے بنیاد باتوں خاص طور پر وہ جس میں کہ حضور ﷺ کو نہایت غریب ظاہر کرنے کی کوششیں کی گئی ہیں اور حضور ﷺ کی رضاعی ماؤں کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور جس کے متعلق میں نے مختلف مضامین میں بتایا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ یہ دونوں باتیں صحیح نہیں ہیں اس لیے میں اب رضاعی ماؤں کا اب چھوٹا سا مضمون لکھ رہا ہوں تاکہ کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہو اور اگر ہے تو اس کا ازالہ ہو جائے۔

حضور ﷺ کی ازواج کی تعداد عموماً بارہ (۱۲) بتائی جاتی ہے۔ اسکے علاوہ گھوڑے، اونٹ، بھیڑیں مختلف قسم کے جنگی اوزار باغ فدک حضور ﷺ کے تمام مویشیوں اور اسلحہ و نبوی کی لسٹ میری کتاب رحمت اللعالمین ایک نظر میں صفحہ ۳۲ تا ۳۴ میں دی گئی ہے۔ ان تمام ازواج کا خرچہ اور دوسرے تمام اخراجات کو برداشت کرنے والا شخص کو غریب کہنا یا تو حماقت ہے یا کم عقلی یا پھر میرے حساب کے مطابق کردار کشی کی گئی ہے۔ حضور ﷺ اپنے تمام اخراجات پورا کرنے کے بعد جو کچھ بچتا تھا وہ اللہ کے نام پہ نیک کاموں پر خرچ کرتے تھے۔

جہاں تک تعلق رضاعی ماؤں کا ہے اسکے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ اس بہانے میر مستورات اپنے جسم کی خوبصورتی کو محفوظ کرنے کے لیے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی تھیں بلکہ بچوں کو کسی اور عورت کے دودھ پر ڈال دیتی تھیں جس کا معاوضہ ادا کر دیا جاتا

تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ امیروں کے نخرے ہوتے تھے جس سے کہ عوام کو متاثر کیا جاتا تھا کہ بچے کے والدین بہت رئیس ہیں۔ یہاں پر ایک بڑا (اختلاف) contradiction آجاتا ہے۔ ایک طرف تو یہ بات ہے اور دوسری طرف رضاعی ماؤں میں سب سے غریب بی بی حلیمہ ہیں کہ ان کی اونٹنی سب سے کمزور ہے اور آخر میں ان کو وہ بچہ ملتا ہے جو کہ سب بچوں کے چلے جانے کے بعد اکیلا رہ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ماں اپنے بچے کو تقریباً دو سال تک اپنا دودھ پلائے۔ میرا ایمان کامل ہے کہ رحمت اللعالمین ﷺ کی پیدائش سے لیکر اللہ کو پیارے ہونے تک آپ ﷺ سے کوئی ایسا عمل سرزد ہوا جس سے کہ اللہ کے اُس قرآن کی (جولوح محفوظ میں ہے) حکم عدولی ہوئی ہو اور نہ ہی ایسی کوئی حکم عدولی آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ سے ہو سکتی تھی۔ لہذا آپ ﷺ نے تقریباً دو سال تک اپنی والدہ محترمہ کا دودھ پیا۔ بعد میں آپ ﷺ کو بی بی حلیمہ اپنے ساتھ اپنے گاؤں لے گئیں تاکہ وہاں پر آپ ﷺ خالص عربی سیکھ سکیں۔ اس کا دودھ پلانے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

رضاعی مائیں وہ ہوتی ہیں جو اپنے علاوہ دوسرے بچوں کو دودھ پلا کر اُس کا معاوضہ لیتی ہیں۔ آجکل پاکستان میں بچے کی پیدائش کے وقت آٹھ سے دس فیصد عورتیں فوت ہو جاتی ہیں خاص طور پر پہلے بچے کی پیدائش پر۔ بہت سی تحقیقات کرنے پر یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ آج سے چودہ پندرہ سال پہلے زچگی کے دوران ماؤں کی اموات ۲۵ فیصد سے بھی زیادہ ہوتی تھیں۔ جب ہر چوتھا بچہ کہ پیدائش سے ہی ہماں

کا دودھ میسر نہ آئے تو اُس کو بزرگ لوگ دوسری عورت سے قیمت طے کر کے دودھ پلا کر لیتے ہیں۔ بہت بڑے بڑے علمائے دین کا یہ فتویٰ ہے اور اسکو سیدنا امام خمینیؑ نے بڑے تفصیل کے ساتھ فرمایا ہے چونکہ باپ **Natural Guardian** ہے اس لیے باپ کو اپنی بیوی جو اُسکے بچے کی ماں بنتی ہے اُسکو دودھ کے پیسے دینے پڑیں گے۔ جس طرح بیوی کا حق مہر نان نفقہ اور جیب خرچ ہوتا ہے۔ امام صاحب مزید فرماتے ہیں کہ یہ جتنے بھی اخراجات ہیں جو خاوند بیوی کو دیتا ہے یہ پیسے حساب سے بالاتر ہیں۔ گویا خاوند بیوی سے اسکا حساب نہیں مانگ سکتا۔ بیوی جس طرح چاہے اسکو خرچ کر سکتی ہے یا جس کو چاہے دے سکتی ہے۔ ماں کے دودھ کے متعلق سیدنا امام خمینیؑ فرماتے ہیں کہ اگر ماں اپنے دودھ کے پیسے جو وہ اپنے بچے کو پلائے گی زیادہ مانگے اُس صورت میں ماں کو مارکیٹ ریٹ کے مطابق پیسے دیئے جائیں لیکن ادائیگی ضروری ہے۔

رضاعی مائیں صرف اُن بچوں کو دودھ پلاتی ہیں جس بچے کی والدہ فوت ہو گئی ہو یا جس کی چھاتیوں میں دودھ ختم ہو گیا ہو (ایسا کبھی دیکھنے میں نہیں آیا) والدہ کی موجودگی میں رضاعی ماں کا کسی غیر بچے کو دودھ پلانا قرآن حکیم کے احکامات کے سراسر خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ماں کم از کم دو سال تک بچے کو دودھ پلائے۔ اس حکم کی خلاف ورزی قرآن حکیم کی خلاف ورزی سمجھی جائے گی جو کہ نہ ہی رحمۃ اللعالمین کی والدہ سے ہو سکتی ہے اور توبہ نعوذ باللہ حضورؐ سے ہو سکتی ہے۔

یہودی کتب میں بار بار اس چیز کا ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت

اسماعیلؑ تو بہ نعوذ باللہ ایک لونڈی کی اولاد تھے جبکہ حضرت اسحاقؑ کی والدہ شہزادی تھی یہودی مورخین نے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق بے بنیاد قسم کی کہانیاں گھڑ دیں اور یہاں تک کہہ دیا کہ حضرت عیسیٰؑ ایک اصطبل میں پیدا ہوئے تھے جبکہ ایک درخت جس کو اللہ نے اتنا جھکا دیا تھا کہ وہ خیمہ بن گیا تھا وہاں پر حضرت عیسیٰؑ کی ولادت ہوئی اور یہودیوں نے اسکو اصطبل بنا دیا۔ جس پہ کہ عیسائی بھی آج تک یقین رکھتے ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ کے لیے یہ ضروری ہو گیا کہ اسکی تردید قرآن حکیم میں کریں۔ ہم مسلمانوں کے اعتقاد کے مطابق ایک بڑے درخت کو اللہ تعالیٰ نے خیمے میں تبدیل کر دیا۔

اسی طرح سے یہودیوں اور عیسائیوں نے حضورؐ کی پیدائش اور دودھ کے معاملے کو حضرت موسیٰؑ کے واقعہ کے مد مقابل کر کے حضورؐ کے رُتبے کو حضرت موسیٰؑ سے کم ظاہر کیا ہے کہ حضورؐ نے مول کا اور لونڈی کے دودھ سے پرورش پاتے رہے جو کہ سراسر غلط ہے۔

جیسا کہ اوپر مفصل اور مکمل طور پر بیان کیا جا چکا ہے اس سے بغیر کسی شک و شبہ کے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ دودھ والا قصہ حضورؐ کی کردار کشی کے لیے گھڑا گیا ہے۔

رضاعی مائیں اور کردار کشی

جیسا کہ لکھا جا چکا ہے کہ رضاعی ماؤں کی ضرورت اس وقت پڑتی تھی جب

دوران پیدائش بچہ زندہ رہ جائے اور زچہ فوت ہو جائے یا بچے کو دودھ پلانے کے عرصہ میں اس کی ماں فوت ہو جائے تو رضاعی ماں کی ضرورت پڑتی تھی۔ میرے اپنے خاندان میں جب میری نانی صاحبہ کے ہاں میری والدہ کی پیدائش ہوئی، اسی زمانے میں نانی جی کی ہمشیرہ جس کی گود میں ایک ننھا سا بیٹا تھا، وہ فوت ہو گئیں۔ چنانچہ وہ بچہ اور میری والدہ دونوں میری نانی کا دودھ پیتے تھے۔ اس طریقے سے میری نانی جی میرے ماموں صادق کی نہ صرف خالہ رہیں بلکہ رضاعی ماں بھی ہو گئیں۔ اس دودھ کا معاوضہ نہ دیا گیا، نہ لیا گیا۔ دوسری قسم کی رضاعی مائیں اپنے دودھ کا معاوضہ لیتی ہیں۔ آج تک نہ میں نے کبھی سنا ہے، نہ کہیں درج ہے کہ اصل ماں نے جسم کی جو بصورتی کو بحال رکھنے کیلئے اپنے بچے کو دوسری عورت کا دودھ پلایا ہو۔

جوں جوں پیٹ کے اندر بچے کی پرورش ہوتی رہتی ہے، اسی حساب سے ماں کی چھاتیوں میں آہستہ آہستہ دودھ پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس دودھ کے پیدا ہونے کی وجہ سے چھاتیاں دن بدن بڑھتی جاتی ہیں۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد اگر اس بچے کی والدہ دودھ نہ پلائے تو اکثر ان عورتوں کی چھاتیوں میں کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ وقت کے گزر جانے کے ساتھ چھاتیوں میں دودھ تو خشک ہو جاتا ہے، لیکن سائز (Size) میں کمی نہیں آتی۔ اس وجہ سے چھاتیاں ڈھلک جاتی ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بچوں کو دودھ نہ پلانے والی عورتوں کے جسم کی خوبصورتی کا تعلق دودھ پلانے یا نہ پلانے سے نہیں ہے۔

جس وقت عورت حاملہ ہوتی ہے تو دن بدن اس کا پیٹ پڑھتا جاتا ہے۔ بچے

کی پیدائش کے بعد اس بڑھے ہوئے پیٹ پہ (Stretch Marks) جس کو ہماری عام زبان میں کہوگیاں بولتے ہیں پڑ جاتی ہیں۔ ڈھلکے ہوئے پیٹ کا کسی حد تک علاج ممکن ہے اور یورپ میں اکثر کیا جاتا ہے۔ بچوں کی پیدائش کے فوراً بعد چھوٹے سے بیگ جس میں گرم ریت پڑی ہوتی ہے وہ زچہ (جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہو) کے پیٹ پر رکھ دیتے ہیں۔ اور عورت سے کہا جاتا ہے کہ وہ بالکل نہ ہلے جلے نتیجتاً عورت کا پیٹ گرمائش اور وزن سے بہت حد تک سکڑ جاتا ہے۔ چونکہ یورپ میں شلو اور ناڑے کا رواج نہیں، بلکہ عورتیں سکرٹ پہنتی ہیں اگر عورت کا پیٹ بڑھا رہے تو اس عورت کو اپنے لیے نئے سائز (Size) کے سارے کپڑے خریدنے پڑھتے ہیں۔ یہ مشکل کام ہے جبکہ ناڑا جہاں چاہیں Adjust کر لیں۔

ڈینیٹل میڈیسن میں ایک مثل مشہور ہے۔ "A child costs the

mother one tooth" اس کا مطلب یہ ہے کہ دورانِ حمل بچہ اپنے جڑوں کے لئے Nutrition ماں کے دانتوں سے لیتا ہے۔ عموماً ماں کی دھاڑ میں کے کوئی (Cavity) ہو جاتی ہے۔ جس کا پرانے وقتوں میں علاج میسر نہیں تھا، لہذا کچھ عرصے کے بعد اس داڑھ کو نکلوانا پڑتا تھا۔ یہ بہت تکلیف دہ ہوتا تھا۔ وہ قربانیاں جو ماں بچے کے ہوش سے قبل دیتی ہے۔ اس کا معاوضہ عموماً بچے ادا نہیں کر سکتے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بچہ پیدا کرنے کے بعد عورت کے جسم کی خوبصورتی چاہے وہ بچے کو دودھ پلائے یا نہ پلائے پہلے کی طرح قائم نہیں رہتی۔ ہمارے ملک میں بہت سی

ایسی نسلیں ہیں جن کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک بچہ پیدا کرنے کے بعد پھیل جاتی ہیں۔ پھیلنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان عورتوں کے ان اجزا پہ بہت سا گوشت اکٹھا ہو جاتا ہے، جہاں نہیں ہونا چاہئے، یہ ایک سرسری نگاہ میں نظر آ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ تقریباً 35 سال کی عمر میں پہنچتے ہیں تو ان کیز (Muscls) میں نرمی آ جاتی ہے۔ اور یہ ڈھلک جانے کی وجہ سے موٹا پا پیدا ہو جاتا ہے۔ جسکو کہ کسی بھی لحاظ سے خوبصورتی نہیں کہا جاسکتا۔

بقول شخص رضاعی ماؤں سے دودھ پلوانا امارت کی نشانی ہے اور بقول ان کے کہ امیر عورتیں اپنے جسم کی خوبصورتی کو بحال رکھنے کیلئے ایسا کرتی ہیں۔

بہت بڑا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک طرف تو یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ حضور سرور کائنات^۱ بحیثیت شیرخوار بچے کے اتنے غریب (توبہ نعوذ باللہ) تھے کہ باقی سب بچوں کی رضاعی مائیں بچوں کو اونٹوں پہ سوار کروا کر اپنے گاؤں کو چلی گئیں۔ جبکہ اماں حلیمہ نے حضور گوگود میں لے کر گدھے پر سوار ہو کر اپنے گاؤں کا رخ کیا۔ (Reference Urdu Encyclopedia) اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے ایسی من گھڑت جھوٹی داستان بنانے کا مقصد یہ تھا کہ رحمت للعالمین^۲ کے بچپن کو اتنا غریب ظاہر کیا گیا ہے کہ باقی تو اونٹ کی سواریاں کریں اور حضور گوگدھے پر چڑھا دیا ہے۔ حضور سے اور حضور کی والدہ سے بچپن میں وہ کام کروایا جو کہ اللہ کے حکم کے خلاف تھا۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں فرمایا گیا اور اوپر بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو تقریباً دو سال کی عمر تک دودھ پلائیں۔ پھر

ایسا لکھنا جو ناممکن ہی نہیں بلکہ ظلم ہے۔ ایسی چیزیں لکھنے والے سے بہت بڑا گناہ سر زد ہوا ہے۔

میں بہت سالوں سے پاکستان یورپ کے مختلف ممالک اور امریکا میں علماء دین اور **Orientalists** سے دوسرے معاملات کے علاوہ اس پر بھی گفتگو کرتا رہا ہوں کہ کیا ایسا ممکن ہو سکتا ہے بجائے اس کے کہ وہ مجھے قائل کریں وہ خود یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ دودھ پلانے کا واقعہ شاید درست نہیں۔ اور اس فیشن کی تصدیق کرنے کیلئے کسی شخص کا یہ لکھ دینا کہ دودھ پلوانے کا رواج عام تھا، اور دو تین ناموں کا ذکر کر دیا گیا۔ یہ کہیں بھی نہیں لکھا ہوا پایا گیا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ، حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ یا ان میں سے کسی کی اولادوں نے یا کسی اور صحابہ کرام نے یہ مول کا دودھ پیا ہو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ دودھ پلوانے کا رواج ایسے تیس فی صد بچوں کے لیے تھا، جن کی پیدائش کے دوران ان کی مائیں فوت ہو جاتی تھیں۔

جن صحابہ کرام کا ذکر میں نے کیا ہے ان میں سے کسی کی بھی والدہ دوران زچگی فوت نہیں ہوتی، لہذا مول کے دودھ کی کبھی ضرورت نہیں پڑی، ورنہ سینکڑوں کتابوں میں ایک بہت لمبی چوڑی لسٹ (List) بنی ہوتی جو کہیں بھی نظر نہیں آتی۔

چند ہفتوں کی بات ہے کہ میں نے ایک پڑھے لکھے صاحب سے درخواست کی کہ وہ رضاعی ماؤں کے سلسلے میں تحقیقات کریں کہ دو تین باعزت اصحاب کے علاوہ اور بھی اس زمانے کے لوگوں کی کسی رضاعی ماں کے متعلق کسی تحریر

میں ان کا ذکر موجود ہے۔ اگر ہے تو کہاں ہے۔ انہوں نے چند کتب کا حوالہ دیا جن میں ایک کتاب رحمۃ للعالمینؐ بھی شامل تھی جس کی تصنیف اس خادم نے کی ہوئی ہے۔ اس کتاب میں بھی رضاعی ماؤں کا ذکر موجود ہے، لیکن یہ **Information** حاجی نواز صاحب نے مختلف کتابوں میں سے اکٹھی کی تھی۔ جس کا ذکر میں نے پیش لفظ میں کر دیا ہے۔ میں نے حاجی نواز صاحب سے بھی اس معاملے پر گفتگو کی ہے جنہوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ رضاعی ماؤں کے متعلق میرے خیالات میں بڑا وزن ہے، اور اس پر دوبارہ غور سے مطالعہ کریں گے۔ ابھی تک ان کو اور دوسرے احباب کو کوئی ایسی چیز نہیں مل سکی جس سے یہ ظاہر ہو کہ اہل قریش میں دو تین اصحاب کے علاوہ کہیں بھی کسی اور کا ذکر مول کے دودھ کے حوالے سے کیا گیا ہو۔ جس کا ذکر میری کتاب رحمۃ للعالمینؐ ایک نظر میں کے صفحہ نمبر 4 پر یوں درج ہے۔

حضرت موسیٰ کا واقع اور رضاعی ماں

جب فرعون کو یہ پتا چلا کہ بنو اسرائیل قوم میں ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو اُس کے اقتدار کو نہ صرف چیلنج کرے گا، بلکہ ختم بھی کر دے گا تو اُس نے تمام بنی اسرائیل کے نومولود لڑکوں کو قتل کروانا شروع کر دیا اور یہ ظلم و ستم جاری تھا کہ ایک دن فرعون کے محل کے پاس جو کہ دریا کے کنارے پہ بنا ہوا تھا ایک نومولود بچہ جس کا کھٹولا لکڑی

کے مچان پہ باندھا ہوا تھا کنارے سے لگ گیا۔ اس کو لونڈیاں اٹھا کر محل میں ملکہ کے پاس لے گئیں۔ بچے کی معصومیت اور پیاری شکل کے باعث ملکہ نے بچہ گود لے لیا اور فرعون سے اس کی اجازت لے لی۔

اب ایک مسئلہ پیدا ہوتا ہے کہ بچے کو بھوک لگتی ہے اور وہ رونا شروع کر دیتا ہے۔ بہت سی عورتوں کو دودھ پلانے کے لیے محل میں بلایا جاتا ہے۔ لیکن بچہ رضائے الہی کی وجہ سے ہر عورت کا دودھ پینے سے انکار کر دیتا ہے۔ قصہ مختصر اُس بچے کی والدہ کو بحیثیت دودھ پلانے والی عورت کے لایا جاتا ہے اور وہ بچہ اُس عورت کا دودھ قبول کر لیتا ہے اور پی لیتا ہے اور کسی کو اس بات کا شک نہیں ہوتا کہ وہ محترمہ اُس بچے کی ماں ہے۔ اس واقعہ کو مختصراً عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بچے کو کسی اور عورت کے دودھ نہ پینے کے حکم کا کیا مقصد تھا؟ اس کی ایک خاص وجہ ہے، وہ یہ ہے کہ نبی اور رسول نہایت ہی برگزیدہ اور اہم ہستیاں ہوتی ہیں اور اتنا ہی اہم اور مقدس دودھ اللہ تعالیٰ اُن کی ماؤں کو بخشتا ہے اور یہ نبی صرف وہی دودھ پی سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ خاص اُن کے لیے اُن کی ماؤں کو بخشتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آج ایک کاپی لیا کل دوسری رضاعی ماں کاپی لیا اور تیسرے دن تیسری ماں کاپی لیا اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ رضاعی ماں والی روایت صرف اور صرف حضور ﷺ کی شخصیت کو کم کرنے کے مترادف ہے بلکہ بے عزتی ہے۔

بات دراصل یوں ہے کہ اس گاؤں کے لوگوں کی عربی اور عربی کا تلفظ پورے عرب میں مشہور تھا۔ عرب کے رؤسا اپنے بچوں کی عربی زبان کی تربیت وغیرہ

کے لیے اپنے بچوں کو اس گاؤں میں بھیجا کرتے تھے اور اُس کا معاوضہ اور ان بچوں کی خوراک کے پیسے ادا کرتے تھے، لہذا یہ ممکن ہے کہ حضرت بی بی حلیمہ رحمۃ اللعالمینؓ سے اچھی اور اعلیٰ عربی میں بات چیت کرتی ہوگی اور یہ ہے بھی صحیح حضور ﷺ کے متعلق یہ بھی لکھا گیا ہے کہ وہ بچپن سے ہی اونٹوں کو چرایا کرتے تھے اور اُس کی مزدوری اپنے کسی قریبی رشتے دار کو دے دیتے تھے یہ کہنا بھی سراسر غلط ہے کیونکہ حضور ﷺ ہوش سنبھالنے کے بعد کاروبار کرنے اور کاروبار سنبھالنے کے طریقوں سے آگاہ ہوتے رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ اُن کی ملاقات اُم لمومنین حضرت بی بی خدیجہ سے ایک نہایت کامیاب اور نہایت ہی ایماندار شریف النفس کامیاب کاروباری نوجوان کی حیثیت سے ہوئی تھی۔

رضاع کا بیان

آپ ﷺ کی پیدائش کی خوش خبری ثوبیہ نے ابولہب کو پہنچائی تو اس نے اس خوشی میں ان کو آزاد کر دیا۔ ان ثوبیہ نے ہی آپ ﷺ کو پہلے پہل دودھ پلایا۔ کسی نے ابولہب کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ بولا "جہنم میں ہوں، ہاں! پیر کے دن میرے عذاب میں کچھ کمی ہو جاتی ہے، اور دونوں انگلیوں کے درمیان سے کچھ پانی چوستا ہوں" اور اس نے اپنی انگلی کے سرے کی طرف اشارہ کیا اور کہا: اس کا سبب نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشخبری سنانے پر میرا ثوبیہ کو آزاد کرنا اور اس کا آپ ﷺ کو دودھ پلانا ہے۔

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں: "جب ابولہب کافر کا جس کی قرآن نے مذمت بیان کی ہے آپ ﷺ کی ولادت پر خوش ہونے کی وجہ سے یہ حال ہے، تو آپ ﷺ کی امت کے اس موحد مسلمان کا کیا کہنا جو آپ ﷺ کی ولادت پر مسرور اور خوش ہے۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے بعد ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثوبیہ نے سب سے پہلے آپ ﷺ کو اپنے لڑکے مسروح کے ساتھ دودھ پلایا اور انہوں نے رسول ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ اور ابوسلمہ بن عبدالاسد منخرومی کو بھی اپنے لڑکے مسروح کے ساتھ دودھ پلایا۔

مصنف نے اولاً تو ابن الجوزی کے اس قول کا حوالہ نقل نہیں کیا۔ ثانیاً اگر یہ ثابت بھی ہو تو ابن الجوزی کے اس استدلال کی بنیاد ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے خواب میں دیکھے جانے والے اس واقعہ پر ہے جس کا ذکر خود مصنف نے بھی سطورِ بالا میں کیا ہے۔ لیکن یہ بھی بلا حوالہ ہے۔ البتہ اختلافِ الفاظ کے ساتھ یہ واقعہ صحیح بخاری میں یوں مذکور ہے۔

"عروہ کہتے ہیں: ثوبیہ، ابولہب کی لونڈی تھیں، انہیں ابولہب نے آزاد کر دیا۔ پھر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔ جب ابولہب مر گیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اسے خواب میں بری حالت میں دیکھا اور پوچھا "تجھ سے کیا معاملہ کیا گیا؟" اس نے جواب دیا: "جب سے تم سے جدا ہوا ہوں، سخت عذاب میں مبتلا ہوں۔ ہاں ثوبیہ کے آزاد کرنے کی وجہ سے تھوڑا سا پانی پلایا جاتا ہوں!"

(بحوالہ: مختصر سیرۃ الرسول از الشیخ عبداللہ بن شیخ محمد بن عبدالوہاب، اردو

ترجمہ: محمد مدنی حافظ عبدالغفور)

تبصرہ:

1. ابو لہب کی لونڈیا کا ایک بچہ جس کا نام مسروح تھا اُس کا باپ کون تھا؟
2. سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ابو لہب کی لونڈیا نے صرف مسلمان بچوں (حضرت امیر حمزہ، ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی) کو دودھ کیوں پلایا؟ اور اس کے پاس اتنا دودھ کہاں سے آیا؟
3. اندازہ کیجئے کہ ابو لہب کے خاندان میں کسی شخص کو جس کا کہ نام نہیں دیا گیا خواب میں ابو لہب آتا ہے اور ان کی گفتگو ہوتی ہے ایک دوسرے کا حال احوال پوچھتے ہیں، لیکن رشتے دار کا نام کہیں بھی درج نہیں ہے۔ کہ کون سے مواصلاتی سیارے کے ذریعے راوی کی جہنم میں ابو لہب سے گفتگو ہوئی۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو آج تک اسلام میں حضرت آدم سے لے کر حضور ﷺ تک کبھی رونما نہیں ہوا۔
4. اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ بی بی ثویبہ نے سب سے پہلے حضور ﷺ کو دودھ پلایا جبکہ مولانا مودودی اپنی کتاب سیرۃ النبی جلد دوم میں لکھتے ہیں:
بکثرت روایات میں بی بی آمنہ کا یہ بیان بھی نقل ہوا ہے کہ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے اندر سے نور نکلا ہے جس سے مشرق و مغرب روشن ہو گئے ہیں۔ بیٹی اور ابن عبدالبر نے عثمان بن ابی العاص ثقفی کی ماں کا بیان نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت کے وقت وہ بی بی آمنہ کے پاس موجود تھی۔ اس

وقت جدھر نظر جاتی تھی نور ہی نور نظر آتا تھا۔ ولادت کے وقت دایہ کی خدمت حضرت عبد الرحمن بن عوف کی والدہ شفاء بنت عوف بن عبد الحارث زہری نے انجام دی۔

پیدائش کے ساتویں روز جناب عبدالمطلب نے آپ ﷺ کا عقیقہ کیا اور قریش کے لوگوں کو کھانے کی دعوت دی۔ کھانے کے بعد لوگوں نے پوچھا "اے عبدالمطلب، آپ نے اپنے جس بیٹے کے لیے ہماری یہ ضیافت کی ہے، اس کا نام کیا رکھا ہے؟" انھوں نے کہا میں نے اس کا نام محمد ﷺ رکھا ہے۔ لوگ کہنے لگے آپ نے اپنے خاندان کے دوسرے لوگوں کے ناموں سے مختلف نام کیسے رکھ دیا۔

جناب عبدالمطلب نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ آسمان میں اللہ اور زمین میں خلق اس کی تعریف کرے۔

(بحوالہ: سیرۃ النبی جلد دوم، مولانا مودودی)

اس سے اس بات کا مکمل ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ بوقت پیدائش رحمتہ للعالمین ﷺ بی بی ثویبہ وہاں پہ موجود نہیں تھیں۔

بچے کی پیدائش کے تقریباً پندرہ منٹ بعد ماں کا دودھ پلایا جاتا ہے، یہ وہ پندرہ منٹ ہوتے ہیں جس میں زچہ و بچہ کو صاف کیا جاتا ہے، لہذا وہاں والدہ کے دودھ کے علاوہ اور کوئی چیز میسر نہیں ہو سکتی۔

رحمتہ للعالمین ﷺ کو جنم دینا اور پالنا (دودھ پلانا) ایک عظیم اعزاز کی بات ہے اور یہ اعزاز تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔

جناب عبد اللہ شادی کے وقت نوجوان تھے۔ اور اپنے کاروبار کی انہوں نے

ابھی ابتدا ہی کی تھی کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اس لیے وہ اپنے یتیم بچے اور اپنی بیوہ کے لیے کوئی بڑی دولت چھوڑ کر نہ جاسکے۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ انہوں نے پانچ اونٹ، بکریوں کا ایک ریوڑ، اور ایک لونڈی ترکہ میں چھوڑی تھی۔ لونڈی وہی ام ایمن تھیں جنہوں نے بڑی محبت سے حضور ﷺ کو پالا۔ ان کا اصل نام برکہ تھا اور حبشی النسل تھیں۔ بعد میں حضور ﷺ نے ان کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ سے کیا جن سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے۔

حیات طیبہ کی اسی غریبانہ زندگی کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے کہ:

ترجمہ: اور اللہ نے تم کو غریب پایا پھر غنی کر دیا۔

(بحوالہ: سیرۃ النبی جلد دوم، مولانا مودودی)

اسی آیت کا ترجمہ مولانا امین احسن اصلاحی مرحوم یوں فرماتے ہیں۔

ترجمہ: اور محتاج پایا تو کیا غنی نہیں کیا۔

اس میں خاص طور پر نوٹ کرنے والی چیز یہ ہے کہ مولانا مودودی صاحب

ترجمے میں حضور ﷺ کو غریب بتاتے ہیں اور لکھتے غریب پایا تو غنی نہیں کیا۔

جبکہ مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں۔ اور محتاج پایا تو غنی نہ کیا۔

غریب اور محتاج میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے مولانا مودودی صاحب

اسی تفسیر میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب نے ساتویں روز عقیقہ پہ تمام اہل

قریش کی دعوت کی جو شخص اپنے بیٹے کے عقیقہ پہ اتنی بڑی دعوت کرتا ہے۔ اس کو مولانا

مودودی صاحب کیسے غریب کہہ سکتے ہیں۔

غریب کا اُلٹ امیر ہوتا ہے۔

محتاج کا اُلٹ غنی ہوتا ہے۔

اگر کسی بچے کے بچپن میں والدین فوت ہو جائیں تو وہ یتیم نہیں محتاج بھی ہو جاتا ہے باوجود اس کے کہ اس بچے کے پاس خواہ کتنی ہی جائیداد کیوں نہ ہو اگر کوئی شخص زیادہ بیمار ہو جائے۔

اس کی بینائی جاتی رہے۔

فالج ہو جائے۔

یہی نہیں بلکہ اگر جسم کے ایک دو حصے بیکار ہو جائیں، وہ بھی محتاج ہو جاتا ہے۔ محتاجی کا تعلق دولت سے نہیں ہے۔
ویسے کسی نہ کسی معاملے میں دنیا کا ہر شخص محتاج ہوتا ہے (Dependent) ہوتا ہے۔

غزوہ خیبرؓ بھجری

اس غزوہ کو کئی کتابوں میں اس طریقے سے لکھا گیا ہے کہ اس غزوہ میں ایک قلعہ کو فتح کرنے کے لیے رحمتہ للعالمین ﷺ نے سب سے پہلے حضرت سیدنا ابو بکر

صدیق کو علم دے کر حملہ کے لیے بھیجا، لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ دوسرے روز رحمتہ
 للعالمین ﷺ نے حضرت عمر خطابؓ کو علم دے کر مجاہدین کے ساتھ حملہ کے لیے روانہ
 کیا، لیکن کامیابی نہیں ہوئی، اس طریقے سے تیسرے دن بھی حضرت عثمان غنیؓ کی
 قیادت میں حملہ کیا گیا اور کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ ہر روز ہر حملے میں مسلمان شہید
 ہوتے رہے، لیکن کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ ان کتابوں میں مزید لکھا گیا ہے کہ رحمتہ
 للعالمین ﷺ نے تیسرے روز شام کو یہ اعلان کیا کہ کل صبح میں اس شخص کو علم دوں گا جو
 کہ فتح اور کامرانی سے ہمکنار ہوگا۔ چوتھے روز ان مورخین (جو کہ کوئی مورخ نہیں
 تھے بلکہ الف لیلوی داستانیں لکھنے والے تھے) کے مطابق جھنڈا حضرت علیؓ کو سونپا
 گیا۔ اور انہوں نے قلعے کا دروازہ اُکھاڑ کر پھینک دیا۔ کسی صحابیؓ نے حضور ﷺ سے
 سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے پہلے روز ہی حضرت علیؓ کو علم کیوں نہیں سونپ دیا
 تو توبہ نعوذ باللہ من ذالک حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں پہلے تینوں صحابہ کرامؓ کو یہ بات
 باور کروانا چاہتا تھا کہ جو کام تم سے نہیں ہو سکا وہ حضرت علیؓ سرانجام دیں گے۔ یہ غزوہ
 سات ہجری میں وقوع پذیر ہوا تھا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت علیؓ کی عمر
 23, 24 سال تھی۔ رحمت للعالمین ﷺ نے حضرت علیؓ کے سپرد تعلیم اور تدریس کا
 کام چھوڑا جو کہ سب سے اہم ترین شعبہ ہے۔ اور حضرت علیؓ مرتے دم تک
 آپ ﷺ کی یہ خواہش پوری کرتے رہے۔ جن لوگوں نے حضرت علیؓ کی یونیورسٹی
 میں تعلیم پائی اور بعد میں حضرت علیؓ لوگوں کو خود تعلیم دیتے رہے اسی سلسلے کا نتیجہ تھا
 کہ بعد میں بغداد دنیا کے علم کا مرکز بنا اور اس کی لائبریری دنیا کی سب سے بڑی

لابریری بن گئی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے تو بہ نعوذ باللہ خاکم بدہن کہ رحمت
 للعالمین ﷺ نے حضرت علیؓ کی برتری دکھانے کے لیے کئی لوگ مروا دیئے۔ کیا کوئی
 ذی ہوش انسان ایسی گری ہوئی حرکت حضور ﷺ سے وابستہ کر سکتا ہے؟
 یہی الف لیلوی متورخین یہ بھی لکھتے ہیں، بلکہ بعد میں ان کی احادیث بھی
 بنادی گئیں۔

مجھے تو آج تک یہ سمجھ نہیں آئی کہ صحابہ کرام میں کس کا درجہ زیادہ ہے اور کس
 کا کم ہے۔ ہر فرقے کے لوگ اس کو مختلف انداز میں اور اس کے مختلف معنی بیان کر
 دیتے ہیں۔

(کیا یہ جو باتیں حضور ﷺ کے نام لگائی جاتی ہیں۔ کیا ان کے متعلق کوئی
 وحی آئی تھی اتنی بڑی باتوں کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہونا تھا یہ وہ چیزیں ہیں جس سے
 کہ اسلام کا مکمل نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔)

کیا وجہ ہے کہ نبوت کے اعلان کے بعد اتنی بڑی باتوں کو بیس سال تک بتایا
 ہی نہیں گیا۔ حتیٰ کہ حج الوداع کے خطبہ میں حضور ﷺ نے اس کے برعکس باتیں کیں۔

عربی کو عجمی پہ فوقیت نہیں

عجمی کو عربی پہ فوقیت نہیں

اللہ کے نزدیک وہ شخص بہتر ہے جو تقویٰ اختیار کرتا ہے

سوال اگر تو بہ نعوذ باللہ حضور ﷺ ایسی باتیں اعلان نبوت سے پہلے کرتے تھے کہ
 حضرت علیؓ اس وقت کے تمام لوگوں سے اعلیٰ ہونگے اور ان کی اولاد باقی سب کی

اولاد سے بہتر ہوگی تو وہ سوسائٹی جو سرمایہ دارانہ نظام پہ مبنی تھی اس میں سے کوئی شخص
 مسلمان نہ ہوتا۔ یہ حضور ﷺ کی بڑی کردار کشی ہے کہ ان کے بارے میں یہ الزام لگایا
 جاتا ہے کہ انہوں نے لوگوں کو ایمان لانے کی دعوت دینے میں بغض سے کام لیا اور
 بہت کچھ چھپائے رکھا تو بہ نعوذ باللہ ایسی باتیں حضرت علیؑ کی عظمت کو بھی بہت بُری
 طرح نقصان پہنچاتی ہیں۔ اسلام ایک مساوات کا مذہب ہے اور اس مساوات پہ
 اسلامی انقلاب دنیا میں برپا ہوا اور جب سے ہم نے اس مساوات کے نظام کو چھوڑا تو
 اسلام کی اشاعت اسی وقت رُک گئی۔

رحمۃ العالمین ﷺ کی شان میں دنیا کے مختلف مشہور لوگوں کے خیالات ان کے
اصل الفاظ میں درج کر رہا ہوں۔

What They Say (I) The Prophet of Islam

During the centuries of the crusades, all sorts of slanders were invented against Prophet MUHAMMAD (P.B.U.H). But with the birth of the modern age, marked with religious tolerance and freedom of thought, there has been a great change in the approach of Western authors in their delineation of his life and character. The views of some non-Muslim scholars regarding Prophet MUHAMMAD (P.B.U.H), given at the end, justify this opinion. But the West has still to go a step forward to discover the greatest reality about MUHAMMAD (P.B.U.H) and that is his being the true and the last Prophet of God for the whole humanity. In spite of all its objectivity and enlightenment there has been no sincere and objective attempt by the West to understand the Prophet Hood of MUHAMMAD (P.B.U.H). It is so strange that very glowing tributes are paid to him for his Integrity and achievement but his claim of being the Prophet of God has been rejected explicitly or implicitly. It is here that a searching of the heart is required, and a review of the so-called objectivity is needed. The following glaring facts from the life of MUHAMMAD (P.B.U.H) have been furnished to facilitate an unbiased, logical and objective decision regarding his Prophet Hood.

Up to the age of forty, MUHAMMAD (P.B.U.H) was not known as a statesman, a preacher or an orator. He was never seen discussing the principles of metaphysics, ethics, law, politics, economics or sociology. No doubt he possessed an excellent character, charming manners and was highly cultured. Yet there was nothing so deeply striking and so radically extraordinary in him that would make men expects

something great and revolutionary from him in the future. But when he came out of the Cave (HIRA) with a new message, he was completely transformed. Is it possible for such a person of the above qualities to turn all of a sudden into 'an impostor' and claim to be the Prophet of Allah and invite all the rage of his people? One might ask: for what reason did he suffer all those hardships? His people offered to accept him as their King and he would leave the preaching of his religion. But he chose to refuse their tempting offers and go on preaching his religion single-handedly in face of all kinds of insults, social boycott and even physical assault by his own people. Was it not only God's support and his firm will to disseminate the message of Allah and his deep-rooted belief that ultimately Islam would emerge as the only way of life for humanity, that he stood like a mountain in the face of all opposition and conspiracies to eliminate him? Furthermore, had he come with a design of rivalry with the Christians and the Jews, why should he have made belief in Jesus Christ and Moses and other Prophets of God (peace be upon them), a basic requirement of faith without which no one could be a Muslim? Is it not an incontrovertible proof of his Prophet hood that in spite of being unlettered and having led a very normal and quiet life for forty years, when he began preaching his message, all of Arabia stood in awe and wonder and was bewitched by his wonderful eloquence and oratory? It was so matchless that the whole legion of Arab poets, preachers and orators of the highest calibre failed to bring forth its equivalent. And above all, how could he then pronounce truths of a scientific nature contained in the Quran that no other human being could possibly have developed at that time? Last but not least, why did he lead a hard life even after gaining power and authority? Just ponder over the words he uttered while dying: "We the community of the Prophets are not inherited. Whatever we leave is for charity."

As a matter of fact, MUHAMMAD (P.B.U.H) is the last link of the chain of Prophets sent in different lands and times since the very beginning of the human life on this planet. Read the following writings of the Western authors:

"If greatness of purpose, smallness of means, and astounding results are the three criteria of human genius, who could dare to compare any great man in modern history with MUHAMMAD (P.B.U.H)? The most famous men created arms, laws and empires only. They founded, if anything at all, no more than material powers which often crumbled away before their eyes. This man moved not only armies, legislations, empires, peoples and dynasties, but millions of men in one-third of the then inhabited world; and more than that, he moved the altars, the gods, the religions, the ideas, the beliefs and souls. . . his forbearance in victory, his ambition, which was entirely devoted to one idea and in no manner striving for an empire; his endless prayers, his mystic conversations with God, his death and his triumph after death; all these attest not to an imposture but to a firm conviction which gave him the power to restore a dogma. This dogma was twofold, the unity of God and the immateriality of God; the former telling what God is, the latter telling what God is not; the one overthrowing false gods with the sword, the other starting an idea with words."

"Philosopher, orator, apostle, legislator, warrior, conqueror of ideas, restorer of rational dogmas, of a cult without images; the founder of twenty terrestrial empires and of one spiritual empire, that is MUHAMMAD (P.B.U.H). As regards all standards by which human greatness may be measured, we may well ask, is there any man greater than he?"

Lamartine, HISTOIRE DE LA TURQUIE, Paris, 1854, Vol.II, pp. 276-277.

"It is not the propagation but the permanency of his religion that deserves our wonder, the same pure and perfect impression which he engraved at Mecca and Medina is preserved, after the revolutions of twelve centuries by the Indian, the African and the Turkish proselytes of the Koran. . . The Mahometans have uniformly withstood the temptation of

reducing the object of their faith and devotion to a level with the senses and imagination of man. 'I believe in One God and Mahomet the Apostle of God' is the simple and invariable profession of Islam. The intellectual image of the Deity has never been degraded by any visible idol; the honours of the prophet have never transgressed the measure of human virtue, and his living precepts have restrained the gratitude of his disciples within the bounds of reason and religion."

Edward Gibbon and Simon Ockley, HISTORY OF THE SARACEN EMPIRE, London, 1870, p. 54.

"He was Caesar and Pope in one; but he was Pope without Pope's pretensions, Caesar without the legions of Caesar: without a standing army, without a bodyguard, without a palace, without a fixed revenue; if ever any man had the right to say that he ruled by the right divine, it was Mohammed, for he had all the power without its instruments and without its supports."

Bosworth Smith, MUHAMMAD (P.B.U.H) (P.B.U.H) AND MUHAMMAD (P.B.U.H)ANISM, London, 1874, p. 92.

"It is impossible for anyone who studies the life and character of the great Prophet of Arabia, who knows how he taught and how he lived, to feel anything but reverence for that mighty Prophet, one of the great messengers of the Supreme. And although in what I put to you I shall say many things which may be familiar to many, yet I myself feel whenever I re-read them, a new way of admiration, a new sense of reverence for that mighty Arabian teacher."

Annie Besant, THE LIFE AND TEACHINGS OF MUHAMMAD (P.B.U.H), Madras, 1932, p. 4.

"His readiness to undergo persecutions for his beliefs, the high moral character of the men who believed in him and looked up to him as leader, and the greatness of his ultimate achievement - all argue his fundamental integrity. To suppose MUHAMMAD (P.B.U.H) an impostor raises more problems than it solves. Moreover, none of the great figures of history is so poorly appreciated in the West as MUHAMMAD (P.B.U.H)."

W. Montgomery Watt, MUHAMMAD (P.B.U.H) AT MECCA, Oxford, 1953, p. 52.

"MUHAMMAD (P.B.U.H), the inspired man who founded Islam, was born about A.D. 570 into an Arabian tribe that worshipped idols. Orphaned at birth, he was always particularly solicitous of the poor and needy, the widow and the orphan, the slave and the downtrodden. At twenty, he was already a successful businessman, and soon became director of camel caravans for a wealthy widow. When he reached twenty-five, his employer, recognizing his merit, proposed marriage. Even though she was fifteen years older, he married her, and as long as she lived, remained a devoted husband.

"Like almost every major prophet before him, MUHAMMAD (P.B.U.H) fought shy of serving as the transmitter of God's word, sensing his own inadequacy. But the angel commanded "Read." So far as we know, MUHAMMAD (P.B.U.H) was unable to read or write, but he began to dictate those inspired words which would soon revolutionize a large segment of the earth: "There is one God."

"In all things MUHAMMAD (P.B.U.H) was profoundly practical. When his beloved son Ibrahim died, an eclipse occurred, and rumours of God's personal condolence quickly arose. Whereupon MUHAMMAD (P.B.U.H) is said to have announced, "An eclipse is a phenomenon of nature. It is foolish to attribute such things to the death or birth of a human being." "At MUHAMMAD 's (P.B.U.H) own death an attempt

was made to deify him, but the man who was to become his administrative successor killed the hysteria with one of the noblest speeches in religious history: "If there are any among you who worshipped MUHAMMAD (P.B.U.H), he is dead. But if it is God you worshipped, He lives forever."

James A. Michener, "ISLAM: THE MISUNDERSTOOD RELIGION," in READER'S DIGEST (American edition), May 1955, pp. 68-70.

AS NON-MUSLIMS SEE THE HOLY PROPHET (P.B.U.H) Do You Know This Man?

History has recorded the appearance and deeds of many religious leaders: Moses, Jesus Christ, Zoroaster, and Abraham, to name just a few. There have also been many self-proclaimed prophets and messengers, each of whom has claimed to bring a divine revelation for mankind.

Some have proven to be false, and others have been forgotten. But there is one religious leader who stands alone, an unlettered man who transmitted a revelation from God that literally changed the course of history and the destinies of a major portion of mankind: MUHAMMAD (P.B.U.H), the Prophet and Messenger of God.

ENCYCLOPEDIA BRITANNICA confirms:

"...a mass of detail in the early sources shows that he was an honest and upright man who had gained the respect and loyalty of others who were likewise honest and upright men."
(Vol. 12)

BERNARD SHAW said about him:

"He must be called the Savior of humanity I believe that if a man like him were to assume the dictatorship of the modern world, he would succeed in solving its problems in a way that would bring it much-needed peace and happiness." (The Genuine Islam, Singapore, Vol. 1, No. X 1936)

He was by far the most remarkable man that ever set foot on this earth. He preached a religion, founded a state, built a nation, laid down a moral code, initiated numerous social and political reforms, established a powerful and dynamic society to practice and represent his teachings, and completely revolutionized the worlds of human thought and behavior for all time to come.

"HIS NAME IS MOHAMMED (P.B.U.H)" May the Peace of God Be upon Him (P.B.U.H)

Born in Arabia in the year 570 CE, MUHAMMAD (P.B.U.H) started his mission of preaching Islam, the religion of truth and the submission of man to one God, at the age of forty and died at the age of sixty-three. During the short twenty-three year period of his prophet hood, MUHAMMAD (P.B.U.H) changed the entire Arabian Peninsula forever. Within the space of one generation, the vast majority of people went from paganism and idolatry to devout and strict monotheism, from tribal quarrels and wars to national solidarity and cohesion, from drunkenness and debauchery to sobriety and piety, from lawlessness and anarchy to a lifestyle characterized by discipline, from moral bankruptcy to the highest standards of moral excellence. Human history has never seen such a complete transformation of a people or a place before or since-and just IMAGINE that all of these unbelievable wonders took place in JUST OVER TWO DECADES and because of the efforts of one man.

The world has had its share of great personalities. But these were one-sided figures who distinguished themselves in only one or two fields, such as religious thought or military leadership. The lives and teachings of these great personalities are shrouded in the mists of time. There is so much speculation about the time and place of their birth, the mode and style of their life, the nature and detail of their teachings, and the degree and measure of their success or failure that it is impossible for humanity to reconstruct accurately the lives and teachings of these men.

Not so this man The Prophet MUHAMMAD (P.B.U.H) accomplished so much in so many fields of human thought and behavior in the fullest blaze of human history. Every detail of his private life and public utterances has been accurately documented and faithfully preserved to our day. The authenticity of the records so preserved are vouched for not only by the faithful followers but even by his prejudiced critics.

MUHAMMAD (P.B.U.H) was a religious teacher, a social reformer, a moral guide, an administrative colossus, a faithful friend, a wonderful companion, a devoted husband, a loving father-all in one. No other man in history ever excelled or equaled him in any of these different aspects of life- but it was only for the selfless personality of MUHAMMAD (P.B.U.H) to achieve such incredible perfection.

Mahatma

Gandhi, speaking on the character of MUHAMMAD (P.B.U.H), says in Young India:

"I wanted to know the best of one who holds today undisputed sway over the hearts of millions of mankind. I became more than convinced that it was not the sword that won a place for Islam in those days in the scheme of life. It was the rigid simplicity, the utter self-effacement of the Prophet, the scrupulous regard for his pledges, his intense devotion to his friends and followers, his intrepidity, his fearlessness, his absolute trust in God and in his own mission. These and not the sword carried everything before them and surmounted every obstacle.

When I closed the 2nd volume (of the Prophet's biography) I was sorry there was not more for me to read of the great life."

Thomas Carlyle, in his Heroes and Hero-worship, was simply amazed as to "how one man single-handedly could weld warring tribes and wandering bedouins into a most powerful and civilized nation in less than two decades."

Diwan Chand Sharma wrote: "MUHAMMAD (P.B.U.H) was the soul of kindness and his influence was felt and never forgotten by those around him. " (D. C. Sharma, The Prophets of the East, Calcutta 1935, pp. 12)

Edward Gibbon and Simon Ockley, speaking on the profession of Islam write: " It is not the propagation but the permanency of his religion that deserves our wonder, the same pure and perfect impression which he engraved at Mecca and Medina is preserved, after the revolutions of twelve centuries by the Indian, the African and the Turkish proselytes of the Koran. . .

The Mahometans have uniformly withstood the temptation of reducing the object of their faith an devotion to a level with the senses and imagination of man. _I believe in one God, and Mahomet, a Apostle of God_ is the simple and invariable profession of Islam. The intellectual image of the Diety has never been degraded by any visible idol; the honor of the Prophet has never transgressed the measure of human virtues; and his living precepts have restrained the gratitude of his disciples within the bounds or reason and religion."

(History of the Saracen Empires, London, 1870, p. 54).

MUHAMMAD (P.B.U.H) was nothing more or less than a human being But he was a man with a noble mission, one which was to unite all human beings on the worship of the one and only God and to teach them the way to honest and upright living based on the commands of God. He always described himself as "a servant and messenger of God," and every single one of his actions proclaimed loudly the truth of this phrase. Speaking on the aspect of equality before God in Islam, the famous Indian poetess Sarojini Naidu says: "It was the first religion that preached and practiced democracy for, in the mosque when the call for prayer is sounded and worshippers

are gathered together, the democracy of Islam is embodied five times a day when the peasant and king kneel side by side and proclaim: "God Alone is Great." I have been struck over and over again by this indivisible unity of Islam that makes man instinctively a brother. (S. Naidu, "Ideals of Islam," vide Speeches ~ Writings, Madras, 1918, p. 169).

In the words of Prof. Hurgronje: "The League of Nations founded by the prophet of Islam put the principle of international unity and human brotherhood on such universal foundations as to show candle to other nations ... the fact is that no nation of the world can show a parallel to what Islam has done towards the realization of the idea of the League of Nations." The world has not hesitated to raise to divinity individuals whose lives and missions have been lost in legend. Historically speaking, none of these legends achieved even a fraction of what MUHAMMAD (P.B.U.H) accomplished. And all of his striving was for the sole purpose of uniting mankind for the worship of the one God on the codes of moral excellence. MUHAMMAD (P.B.U.H) or his followers never at any time claimed that he was a son of God, a God-incarnate, or a man having a divine nature-he always was and is even today considered as only a human messenger chosen by God. Michael H. Hart, in his recently published book on the rating of individuals who have contributed towards the benefit and upliftment of mankind writes: "My choice of MUHAMMAD (P.B.U.H) to lead the list of the world's most influential persons may surprise some readers and may be questioned by others, but he was the only man in history who was supremely successful on both the religious and secular levels.

(M H. Hart, The 100: A Ranking of the Most Influential Persons in History, New York, 1978, pp. 33)

As a matter of fact, MUHAMMAD (P.B.U.H) is the last link of the chain of Prophets sent in different lands and times since the very beginning of the human life on this planet. Read the following writings of the Western authors:

K. S. RAMAKRISHNA RAO, an Indian Professor of Philosophy in his booklet, ("MUHAMMAD (P.B.U.H), The Prophet of Islam,") calls him the "Perfect model for human life."

Prof. Ramakrishna Rao explains his point by saying:
 "The personality of MUHAMMAD (P.B.U.H), it is most difficult to get into the whole truth of it. Only a glimpse of it I can catch. What a dramatic succession of picturesque scenes!

**There is MUHAMMAD (P.B.U.H), the Prophet.
 There is MUHAMMAD (P.B.U.H), the Warrior;
 MUHAMMAD (P.B.U.H), the Businessman;
 MUHAMMAD (P.B.U.H), the Statesman;
 MUHAMMAD (P.B.U.H), the Orator;
 MUHAMMAD (P.B.U.H), the Reformer;
 MUHAMMAD (P.B.U.H), the Refuge of Orphans;
 MUHAMMAD (P.B.U.H), the Protector of Slaves;
 MUHAMMAD (P.B.U.H), the Emancipator of Women;
 MUHAMMAD (P.B.U.H), the Judge;
 MUHAMMAD (P.B.U.H), the Saint.**

All in all these magnificent roles, in all these departments of human activities, he is alike a hero." Today even after a lapse of fourteen century, the life and teachings of MUHAMMAD (P.B.U.H) have survived without the slightest loss, alteration, or interpolation. They offer the same undying hope for treating mankind's many ills that they did when he was alive. This is not a claim of MUHAMMAD (P.B.U.H)'s followers but also the inescapable conclusion reached by a critical and unbiased study of human history. Maybe it is time for you to get to know this outstanding person who has influenced the life of billions of people over the last fourteen hundred years. He could also change your life.

Source: <http://www.MUHAMMAD.net/intro/>

Check following links to know more about:

MUHAMMAD (P.B.U.H) (Peace be upon him) The Prophet of Mankind

- 1- The Sealed Nectar: A biography of the Prophet Muhammad (P.B.U.H)
- 2-Biography of the final messenger - MUHAMMED -
- 3-Love of the Prophet Dr. Bilal Philips Side a Side B
- 4-Twelve Proofs that MUHAMMAD (P.B.U.H) (P.B.U.H) is a true Prophet
- 5-Did Jesus and Isaiah PROPHECY the coming of MUHAMMAD (P.B.U.H)?
- 6- The Status of Sunni in Islam by Shaikh Al-Albany
- 7- MUHAMMAD (P.B.U.H) In the Bible by Dr. Jamal Badawi Book
- 8- MUHAMMAD (P.B.U.H) In the Bible Dr. Jamal Badawi Audio
- 9- Finality of Prophet Hood
- 11-The story of MUHAMMAD (P.B.U.H) read by Yusuf Islam
- 12-You Must Know This Man

My fellow Christian friends, how can you like one prophet more than another? You should love them all. And did you ever wonder why you know nothing of this man Mohamed may the peace and blessings of God be upon him

You see it says in the Quran, "Then woe to those who write the Book with their own hands, and then say:" This is from God," to traffic with it for miserable price! - Woe to them for what their hands do write, and for the gain they make thereby." 2:79 and also, "We gave Moses the Book and followed him up with a succession of messengers; we gave Jesus the son of Mary Clear (Signs) and strengthened him with the Holy Spirit. Is it that whenever there comes to you a messenger with what ye yourselves desire not, ye are puffed up with pride? - Some ye called impostors, and others ye slay! 2:87 this was talking to the children of Israel and in another place it says," They say:

"Allah hath begotten a son": Glory be to Him.-Nay, to Him belongs all that is in the heavens and on earth: everything renders worship to Him. The Originator of the heavens and the earth! When He decreeth a thing, He saith unto it only: Be! And it is." 2:116-117

The Quran also says, "Never will the Jews or the Christians be satisfied with thee unless thou follow their form of religion." 2-120. and also, "(Our religion is) the Baptism of God: And who can baptize better than God? And it is He Whom we worship" 2:138

"When My servants ask thee concerning Me, I am indeed close (to them): I listen to the prayer of every suppliant when he calleth on me: Let them also, with a will, Listen to My call, and believe in me: That they may walk in the right way." 2:168

"Behold (people of the book-Christians and Jews) the scribes write lies with their pens, you would think it is from the book but it is not and well aware they are of what they do" ch. 2 regarding the new testament where it talked about Mohamed may the peace and blessings be upon him and in the old testament.

They changed the words Holy Spirit when Jesus may the peace and blessings of God be upon him talked about a Warner coming which was Mohamed with the like of Moses. Jesus was not like Moses.

My friends we believe in Jesus may the peace and blessings of God be upon him, we believe he was the Christ, the messiah, we believe in his miraculous birth which many Christians today do not. We believe he was born the Virgin Mary, may God accept her, and he will come again at the end of days. In the Quran it says, "Relate in the Book (the story of) Mary, when she withdrew from her family to a place in the East, She placed a screen (to screen herself) from them; then we sent her our angel, and he appeared before her as a man in all respects." 19:16-17 And it says, "He said: "Nay, I am only a

messenger from thy Lord, (to announce) to thee the gift of a holy son, .She said: "How shall I have a son, seeing that no man has touched me, and I am not unchaste?"He said: "So (it will be): Thy Lord saith, 'that is easy for Me: and (We wish) to appoint him as a Sign unto men and a Mercy from Us': It is a matter (so) decreed." 19:19-21

"Such was Jesus, son of Mary: (this is) a statement of the truth concerning which they doubt. It is not befitting to (the majesty of) God that He should beget a son. Glory be to Him! When He determines a matter, He only says to it, "Be", and it is." 19:34-35 begotten meaning to produce sexually, an animal act of intercourse. This is why the trinity is so confusing because it wasn't on the lips of Jesus and God never said it to be so.

Check out how priests and pastors and even rabbis are rapidly embracing ISLAM at www.islamtoday.com or www.islamtomorrow.com

Mr. Ahmed Deedat an eminent scholar.

See him as he debates some of the most knowledgeable men of Christianity.

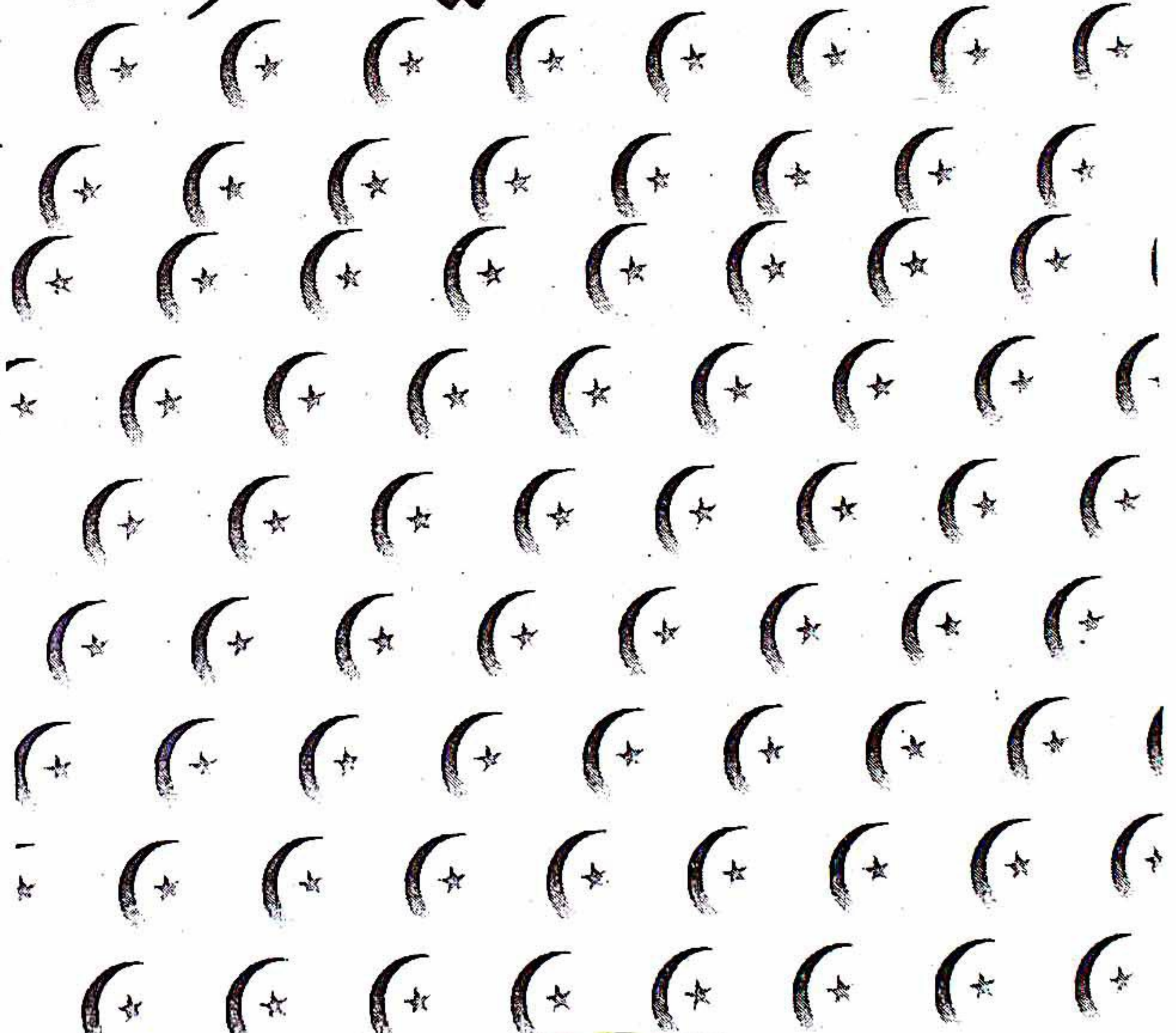
[url]http://www.aswatalislam.net/deedatvcds.aspx

[url]http://forums.gawaher.com/index.php?showtopic=7954&

[url]http://jamaat.net/deedat.htm

حجۃ الاعمال

ایک نظر میں



مدیر: ڈاکٹر فرخ ملک